﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿...اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿...عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾(بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:- نصیر احمد قمر

جلد 24

جمعۃ المبارک 11؍اگست 2017ء

17 ذوالقعدہ 1438 ہجری قمری ❁ 11؍ظہور 1396 ہجری شمسی

شمارہ 32

نماز مومن کا نور ہے

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے۔ اور صدقہ خطاؤں کو بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو۔ اور نماز مومن کا نور ہے۔ اور روزہ آگ سے بچنے کے لئے ڈھال ہے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب الحسد حدیث نمبر 4200)

28، 29 اور 30؍جولائی 2017ء کو جماعت احمدیہ برطانیہ کے 51ویں جلسہ سالانہ کا اپنی تمام تر عظیم الشان اسلامی روایات کے ساتھ حدیقۃ المہدی (آلٹن) میں نہایت شاندار، کامیاب اور بابرکت انعقاد

جلسہ کے انتظامات کا معائنہ۔ خطبات جمعہ اور معائنہ انتظامات کے موقع پر میزبانوں اور مہمانوں کو زرّیں ہدایات

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت شمولیت، معرکۃ الآراء، زندگی بخش، روح پرور اور بصیرت افروز خطابات

114 ممالک سے مختلف رنگ و نسل اور قومیتوں سے تعلق رکھنے والے 37 ہزار 393 عُشّاقِ خلافت کی جلسہ میں شمولیت

دعاؤں، ذکرِ الٰہی، شکرِ خداوندی اور اسلامی اخوّت و محبت کے ایمان افروز نظاروں پر مشتمل عظیم الشان، دلکش اور انتہائی متأثر کن روحانی ماحول۔ مختلف دینی، علمی و تربیتی موضوعات پر علمائے سلسلہ کی اردو اور انگریزی میں پُر مغز تقاریر

گزشتہ ایک سال کے دوران جماعت احمدیہ کا ایک نئے ملک Honduras میں نفوذ۔ اس طرح اب تک دنیا کے 210 ممالک میں احمدیت کا نفوذ ہو چکا ہے۔

اس عرصہ میں دنیا بھر میں 124 ممالک سے 257؍اقوام سے تعلق رکھنے والے چھ لاکھ نوّے ہزار پانچ سو چھپن (690556) افراد کی سلسلہ احمدیہ میں شمولیت۔

885 نئی جماعتوں کا قیام، 417 مساجد کا اضافہ، ڈوگری زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ کی اشاعت۔ ’عالمی بیعت‘ کی نہایت اثر انگیز اور مبارک تقریب۔

تعلیمی میدان میں اعزاز پانے والے طلباء و طالبات میں اعزازی اسناد و تمغہ جات کی تقسیم۔

مختلف ممالک سے آئے ہوئے، وزراء، ممبرانِ پارلیمنٹ، سفارتکاروں، سول سروس سے تعلق رکھنے والے افسران، میئرز، کونسلرز، اخباری نمائندگان اور دیگر ممتاز سیاسی، سماجی اور مذہبی شخصیات کی جلسہ میں شمولیت۔ معزز مہمانوں کی طرف سے جماعت احمدیہ مسلمہ کی خدمت انسانیت، ملکی تعمیر و ترقی میں بھرپور شرکت اور فلاحی و رفاہی کاموں کے ساتھ ساتھ اسلام کی حقیقی اور پُرامن تعلیم کے فروغ پر خراج تحسین۔ ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے تین چینلز کے ذریعہ اردو، عربی، انگریزی، فرانسیسی اور افریقہ کی بعض لوکل زبانوں کے علاوہ کئی زبانوں میں تراجم کے ساتھ تمام دنیا میں جلسہ سالانہ کے اجلاسات و دیگر پروگراموں کی براہِ راست تشہیر۔

(حدیقۃ المہدی، آلٹن ہمپشائر، انگلستان: نظامت رپورٹنگ جلسہ گاہ) محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ انگلستان کو اپنا 51واں جلسہ سالانہ نہایت کامیابی کے ساتھ مورخہ 28 تا 30؍جولائی 2017ء (بروز جمعۃ المبارک، ہفتہ اور اتوار) اپنی تمام تر عظیم اسلامی روایات کے ساتھ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ جلسہ سالانہ کی بنیاد بانئ جماعت احمدیہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِذن الٰہی سے 1891ء میں رکھی تھی۔ آپؑ نے ایک اشتہار میں افراد جماعت کو اس جلسہ سالانہ کے انعقاد اور اس کی اغراض و مقاصد سے متعلق آگاہ کرتے ہوئے فرمایا تھا:

’’تمام مخلصین داخلین سلسلۂ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو۔ اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اِس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصّہ اپنی عُمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدائے تعالیٰ چاہے تو کسی بُرہانِ یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضُعف اور کسل دُور ہو۔ اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولۂ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہئے اور دعا کرنا چاہئے کہ خدائے تعالیٰ یہ توفیق بخشے۔ اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہئے۔ کیونکہ سلسلۂ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔‘‘

نیز فرمایا:

’’حتی الوسع تمام دوستوں کو محض لِلّٰہ ربّانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اُس تاریخ پر آجانا چاہئے۔ اور اِس جلسہ میں ایسے حقایق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔ اور نیز اُن دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی۔ اور حتی الوسع بدرگاہِ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف اُن کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور

پاک تبدیلی ان میں بخشے۔‘‘ (اشتہار 30دسمبر 1891ء۔ آسمانی فیصلہ ۔ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 351-353)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی ہدایات کی روشنی میں خلافتِ احمدیہ کے سائے تلے محض دینی اغراض کی خاطر آج سینکڑوں ممالک میں بڑی باقاعدگی کے ساتھ جلسہ ہائے سالانہ منعقد ہو رہے ہیں ۔خلافتِ احمدیہ کے انگلستان میں قیام کی بدولت جلسہ سالانہ برطانیہ کو ایک مرکزی جلسہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عالمی جلسہ ہونے کی بھی سعادت حاصل ہے۔ گزشتہ بارہ سالوں کی طرح امسال بھی اس بابرکت جلسہ کا انعقاد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت اور منظوری سے 208/ایکڑ رقبہ پر محیط انگلستان کی کاؤنٹی ’Hampshire‘ کے قصبہ آلٹن کے علاقہ میں واقع Oakland Farm پر ہوا۔ اس جگہ کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2005ء میں ’’حدیقۃ المہدی‘‘ عطا فرمایا تھا۔ اور 2006ء سے حدیقۃ المہدی میں جلسہ سالانہ منعقد کیا جا رہا ہے۔

اس جلسہ میں ہزاروں کی تعداد میں احمدی و دیگر مہمانان شرکت کرتے ہیں۔ اس وسیع رقبہ کا 95 فیصدی حصہ کھلے میدان کی صورت میں ہے۔ انگلستان کے موسم کے پیشِ نظر یہاں پر اتنے بڑے جلسے کے انتظامات کرنا گویا چالیس ہزار کے قریب افراد کے لئے ایک عارضی شہر کو بسانے کے مترادف ہے۔ چنانچہ ہزاروں کی تعداد میں احمدی رضا کاران جلسہ کے مقررہ دنوں سے بہت پہلے کام شروع کرتے ہیں اور موسم کی شدّت کے باوجود دن رات ایک کر کے اس عارضی شہر کے قیام کے انتظامات مکمل کرتے ہیں۔ ان رضا کاران میں برطانیہ کے علاوہ دیگر ممالک سے بھی رضا کاران محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول اور حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت کے جذبہ سے سرشار ہو کر کشاں کشاں حدیقۃ المہدی پہنچتے ہیں۔ چنانچہ جماعتِ احمدیہ کینیڈا کی جانب سے ساڑھے تین سو خدام پر مشتمل ایک وفد خاص وقارِ عمل کے جذبہ کے ساتھ ایک چارٹرڈ جہاز میں مورخہ 26/جولائی کو لندن پہنچا جہاں سے یہ احباب حدیقۃ المہدی روانہ ہوئے۔

جلسہ گاہ میں شاملینِ جلسہ کے لیے مردانہ جلسہ گاہ، زنانہ جلسہ گاہ، خیمہ جات طعام، مختلف دفاتر اور یہاں رات بسر کرنے والوں کے لیے رہائشی خیمہ جات قائم کیے جاتے ہیں۔ مزید برآں مختلف شعبہ جات میں خدمات سرانجام دینے والے رضا کاران اپنے اپنے شعبہ کے لحاظ سے جلسہ سے پہلے سے لے کر جلسہ کے اختتام کے بعد تک مصروفِ کار دکھائی دیتے ہیں۔ اور جیسا کہ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا تھا جلسہ کی تیاری کے آغاز سے لے کر وائنڈ اپ کرتے ہوئے اس جگہ کو اپنی پہلی حالت میں واپس لے جانے کا یہ تمام تر عمل 28/روز کے اندر اندر مکمل کرنا ہوتا ہے۔

اس احاطہ پر موجود sheds میں چار سال قبل حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رہنمائی اور دعا کی بدولت ایک مستقل کچن کے علاوہ لبنان سے خرید کردہ ایک روٹی پلانٹ نصب کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کے ایام میں یہاں مہمانوں کے لئے معیاری اور لذیذ کھانا تیار کرنے کا کام بخوبی سرانجام دیا جا رہا ہے۔ امسال حضورِ انور کی رہنمائی کے باعث جہاں اس شعبہ میں وسعت پیدا ہوئی وہاں روٹی کے معیار اور کھانا پکانے کے لحاظ سے بہت بہتری دیکھنے میں آئی۔ اس کچن میں سینکڑوں رضا کاران روزانہ پینتیس سے چالیس ہزار افراد کا کھانا دو وقت تیار کرتے رہے جبکہ جلسہ گاہ میں قیام پذیر احباب و رضا کاران کے لئے ناشتہ کا انتظام بھی کیا جاتا رہا۔ لبنان سے منگوائے گئے اس روٹی پلانٹ پر یومیہ ایک لاکھ سے زائد روٹی تیار کی جاتی رہی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

امسال اس جلسہ سالانہ کے لیے جمع ہونے والے 37ہزار393 سے زائد شاملین کا تعلق دنیا کے 114/ممالک سے تھا۔ اکنافِ عالم سے اکٹھے ہونے والے احمدیوں میں مختلف قومیتوں، رنگ ونسل، عمر اور طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل تھے۔ یہاں پہنچنے والے احمدیوں نے جن میں عمر رسیدہ بزرگ، نوجوان، خواتین حتیٰ کہ معذور اور شیر خوار بچے بھی شامل تھے اور یہ لوگ سفر کی مشکلات برداشت کر کے یہاں پہنچے تھے، اپنی آنکھوں کو اپنے پیارے امام کے دیدار سے ٹھنڈا کیا اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں، زیارت، ملاقات، خطابات اور نظرِ کرم سے خوب خوب حصہ پایا۔

جلسہ سالانہ کے انعقاد سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ کے منتظمین و رضا کاران کو ہر مرحلہ پر نصائح اور رہنمائی سے نوازتے ہیں۔

خطبہ جمعہ میں جلسہ سالانہ کی انتظامیہ کو زرّیں ہدایات

چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت جلسہ سالانہ سے ایک ہفتہ قبل خطبہ جمعہ فرمودہ 21/جولائی 2017ء میں جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی مہمانوازی کے معیار کو خوب سے خوب تر بنانے کے لئے میزبانوں اور جلسہ سالانہ کی انتظامیہ اور رضا کاران کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے انہیں نہایت اہم تاکیدی نصائح فرمائیں۔

حضورِ انور نے فرمایا: ’’جلسہ سالانہ پر شامل ہونے والا ہر شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مہمان ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان ہونے کی وجہ سے ہم نے ہر مہمان کو خاص مہمان سمجھنا ہے اور اس کی مہمان نوازی میں بھرپور کوشش کرنی ہے۔‘‘

نیز فرمایا: ’’پس رضا کار کارکنان کا ایک بہت بڑا کردار ہے اور کارکنان جہاں اور جس پوزیشن میں بھی کام کر رہے ہیں ان کی ایک اپنی اہمیت ہے اور اس اہمیت کو ایک عام معاون کارکن سے لے کر افسر تک ہر ایک کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ ایک عام معاون کارکن چاہے وہ چھوٹا سا پانی پلانے والا بچہ ہی ہو اس کا رویّہ اور ایک لگن سے بے نفس ہو کر کام کرنا جہاں اسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا حاصل کرنے والا بنا رہا ہوتا ہے وہاں غیروں کو بھی متأثر کر رہا ہوتا ہے جس کا جلسہ میں شامل ہونے والے مہمان اظہار بھی کرتے ہیں۔‘‘

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جلسہ سالانہ کا ہر شعبہ ہی مہمان نوازی ہے چاہے اسے کوئی بھی نام دیا گیا ہو۔ **آپ نے فرمایا:** ’’ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ مہمان نوازی ایک بہت اہم شعبہ ہے اور مہمان نوازی صرف کھانا کھلانا، پانی پلانا یا زیادہ سے زیادہ رہائش کا انتظام کر دینا ہی نہیں ہے بلکہ جلسہ سالانہ کا ہر شعبہ ہی مہمان نوازی ہے چاہے اسے کوئی بھی نام دیا گیا ہو۔ جلسہ پر جو بھی آتا ہے وہ مہمان ہے اور اس کی ضروریات کا خیال اپنے میسّر وسائل کے ساتھ رکھنا ہر اس شخص کا جو جلسہ سالانہ کی کسی بھی ڈیوٹی پہ متعین ہے ضروری ہے۔ اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے جذبات کا ایک جگہ اظہار فرمایا جو ہمارے لئے اصولی لائحہ عمل ہے۔ آپ علیہ السلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ ’’میرا ہمیشہ خیال رہتا ہے کہ کسی مہمان کو تکلیف نہ ہو بلکہ اس کے لئے ہمیشہ تاکید کرتا رہتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے مہمانوں کو آرام دیا جاوے‘‘۔ فرمایا کہ ’’مہمان کا دل مثل آئینہ کے نازک ہوتا ہے اور ذرا سی ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے۔‘‘

حضورِ انور نے اصولی طور پر تمام کارکنان کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا: ’’ہر ایک کو اپنے کام کے طریق اور اپنے کارکنوں کی تربیت مہمانوں کو زیادہ سے زیادہ سہولت مہیا کرنے کی سوچ کے ساتھ کرنی چاہئے۔‘‘

حضورِ انور نے شعبہ جات کے افسران کو بالخصوص ہدایت دیتے ہوئے فرمایا: ’’مہمان نوازی کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کے لئے ہر شعبہ کے افسران اپنی حالت کا جائزہ لیتے رہیں اور عاجزی اور انکساری کو انتہا تک پہنچانے کی کوشش کریں۔‘‘

نیز فرمایا: ’’ہر شعبہ کے افسر کو بھی چاہئے کہ اپنے شعبہ سے متعلقہ کمیوں کو دیکھنے کے لئے کچھ لوگوں کی ڈیوٹی لگا دیں جو اپنے شعبے کے کاموں کی کمی بیشی کا جائزہ لے کر شام کو اپنے افسر کو رپورٹ دیں۔ اس سے جلسہ کے دوران بھی اور آئندہ سال کے جلسہ میں بھی بہتری پیدا کرنے میں مدد ملے گی۔‘‘

حضورِ انور نے فرمایا کہ مہمانوں کی ہر طرح کی مہمان نوازی کے ساتھ ساتھ اس بات کا خیال بھی رکھا جائے کہ انہیں نمازِ تہجد اور فجر کے وقت بھی اٹھانے کا انتظام رکھا جائے۔ حضور انور نے فرمایا: ’’مہمان نوازی کے ضمن میں یہ بھی بتا دوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہمانوں کی دینی حالت کی بہتری اور تربیت کا بھی خیال فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ نے آئے ہوئے مہمانوں کو کھانا وغیرہ کھلانے کے بعد مہمانوں کو ان کی خواہش کے مطابق مسجد میں سونے کے لئے بھیج دیا اور پھر صبح فجر کی نماز کے لئے سب کو جگایا۔ تو جلسہ میں جو شعبہ تربیت ہے وہ بھی اس لئے قائم کیا گیا ہے کہ مہمانوں کو نماز کے لئے بھی توجہ دلاتے رہیں اور فجر اور تہجد کے لئے جگائیں لیکن نرمی اور پیار سے۔‘‘

تمام کارکنان جلسہ کے حق میں دعا کرتے ہوئے حضورِ انور نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ سب کارکنان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی احسن رنگ میں خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔‘‘

(اس خطبہ جمعہ کا مکمل متن اسی شمارہ کے صفحہ 5 تا 8 کی زینت ہے۔)

....

معائنہ انتظامات

اس جلسہ کے انتظامات کے لئے پلاننگ وغیرہ کے کام سالِ گزشتہ میں منعقد ہونے والے جلسہ کے کچھ دیر بعد ہی شروع کر دیئے جاتے ہیں۔ کچھ شعبہ جات سارا سال کام کرتے ہیں۔ کچھ شعبہ جات اس جلسہ کے آغاز سے چند ماہ قبل اپنے کام کا آغاز کرتے ہیں، جبکہ وقارِ عمل کے ذریعے سے جلسہ گاہ میں مارکیوں کو لگانے، سڑکیں بنانے وغیرہ کا کام چند ہفتے قبل شروع ہو جاتا ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حسبِ روایت جلسہ سالانہ سے کچھ روز قبل جلسہ کی تیاریوں کا معائنہ کرنے کے بعد ڈیوٹیوں کا باقاعدہ افتتاح فرماتے ہیں۔ امسال مؤرخہ 23/جولائی بروز اتوار حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیوں کا معائنہ فرما کر باقاعدہ افتتاح فرمایا۔ امسال جلسہ سالانہ کے تحت نو(9) نائب افسران اور 116 نظامتیں، خدمتِ خلق کے تحت سات(7) نائب افسران اور 52 نظامتیں اور جلسہ گاہ کے تحت سات(7) نائب افسران اور 46 نظامتیں کُل ملا کر 23/ نائب افسران اور 214 نظامتیں قائم کی گئی تھیں۔ لجنہ کی جانب قائم کردہ نظامتیں اس کے علاوہ ہیں۔

مسجد فضل لندن

حسب روایت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے معائنہ کا آغاز مسجد فضل لندن سے فرمایا۔ تین بجکر 23 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے تو وہاں موجود خواتین و

باقی صفحہ نمبر 20 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 29 اگست 2015ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں دو نکاحوں کے اعلان کروں گا۔ پہلا نکاح عزیزہ سیدہ ہبۃ الحئی بنت مکرم سید آفتاب احمد صاحب (والسال یوکے) کا ہے جو عزیزم سید راشد احمد گردیزی ابن مکرم سید محمد احمد گردیزی صاحب (جرمنی) کے ساتھ دس ہزار یورو حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ رضوانہ اعجاز بنت مکرم ملک فضل اللہ خان اعجاز صاحب کا ہے جو بریڈفورڈ کے رہنے والے ہیں، یہ عزیزم جہانگیر جاوید بٹ ابن مکرم مقصود افضل بٹ صاحب کے ساتھ سات ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

دعا کرلیں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے، نیک نسلیں پیدا ہوں اور یہ لوگ ایک دوسرے کا خیال رکھنے والے ہوں۔

(مرتبہ:۔ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

☆...☆...☆

مصالح العرب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر461

مکرم فَرَجُ صدیق عثمان صاحب

مکرم فَرَجُ صدیق عثمان صاحب کا تعلق مصر سے ہے جس کے ضلع سوہاج میں ان کی پیدائش 1977ء میں ہوئی۔ان کا احمدیت سے تعارف 2008ء میں ہوا اور انہیں 2014ء میں بیعت کرنے کی توفیق ملی۔وہ احمدیت کی طرف اپنے ایمان افروز سفر کا احوال کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

اس معاملہ میں تحقیق کرو!

خدا تعالیٰ نے خود مجھے حق کے راستہ کی ہدایت دی۔احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو قبول کرنے کا میرا سفر ایک رؤیا سے شروع ہوتا ہے جو میں نے 2003ء میں دیکھا تھا۔میں نے دیکھا کہ میں ایک راستے پر گامزن ہوں، چلتے چلتے ایک شخص کو اس راستے میں دائیں کروٹ لیٹے ہوئے دیکھتا ہوں۔اس نے سفید کپڑے زیب تن کئے ہوئے ہیں، خوبصورت عمامے کے ساتھ باوقار داڑھی اس شخص کے حسن وجمال کو چار چاند لگا رہی ہے۔اس شخص کو نہ جاننے کے باوجود میں اس کے سرہانے بیٹھ جاتا ہوں۔وہ کروٹ بدل کر میری طرف دیکھتا ہے اور کہتا ہے: اس معاملہ میں تحقیق کرو!

میں نیند سے بیدار ہوا تو یہ جملہ بار بار میری سماعتوں سے ٹکرانے لگا لیکن مجھے اس کی کوئی مناسب تعبیر سمجھ نہ آئی، نہ ہی اس بات کا کچھ اندازہ ہوسکا کہ مجھے کس امر کے بارہ میں تحقیق کرنے کے بارہ میں توجہ دلائی گئی ہے؟ جہاں یہ فقرہ میرے دل ودماغ میں نقش ہوگیا وہاں خواب میں دکھائی دینے والے اس شخص کی تصویر بھی میری یادداشت میں محفوظ ہوگئی۔

پانچ سال کے بعد 2008ء میں میں ٹی وی دیکھ رہا تھا کہ ایک چینل پر مجھے وہی شخص نظر آ گیا جسے میں نے خواب میں دیکھا تھا۔چنانچہ اس شخص اور اس چینل کے بارہ میں جاننے کے لئے میں ٹی وی کے سامنے بیٹھ گیا۔یہ جماعت احمدیہ کا عربی چینل تھا اور اس پر نظر آنے والا وہ شخص جسے میں نے خواب میں دیکھا تھا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تھے۔میں تو احمدیت کے بارہ میں کچھ بھی نہ جانتا تھا۔شروع شروع میں مجھے ایسے لگا کہ اس ٹی وی پر پیش کئے جانے والے بعض خیالات میرے موروثی عقائد اور معلومات سے متصادم ہیں لیکن دلائل کی قوت اور حسن بیان نے رفتہ رفتہ سب کچھ واضح کر دیا اور ایم ٹی اے کو دیکھنے سے میرے ایمان وایقان اور علم وروحانیت میں اضافہ ہوتا گیا۔یہ درست ہے کہ میرے ذہن میں بے شمار سوالات پیدا ہوئے لیکن ایم ٹی اے سے ہی ان سوالوں کے شافی جواب بھی ملتے رہے۔اور بالآخر مجھے بخوبی علم ہوگیا کہ دراصل یہ احمدیت کا ہی معاملہ تھا جس کے بارہ میں مجھے تحقیق کرنے کا کہا گیا تھا۔

ایم ٹی اے کو دیکھتے دیکھتے اور مختلف امور کے بارہ میں تحقیق کرتے کرتے پانچ سال کا عرصہ گزر گیا جس کے نتیجہ میں مَیں بیعت کرنے کے لئے تیار ہو گیا لیکن مجھے انٹرنیٹ استعمال کرنے کا تجربہ نہ تھا اس لئے مَیں اپنی بیعت ارسال کرنے سے قاصر رہا۔

بیعت اور اسکا اثر

حق کو جاننے کے بعد میں اس جماعت سے دور نہیں رہ سکتا تھا۔چنانچہ ایک روز میں نے خدا تعالیٰ سے مخاطب ہو کر کہا خدایا! تُو گواہ رہ کہ میں نے تیرے مسیح موعود علیہ السلام کی دل سے بیعت کرلی ہے۔

اس طرح بیعت کرنے کے باوجود امام کے ہاتھ میں ہاتھ دینے اور اس کی بیعت کا اقرار کرنے کی تڑپ دل میں موجزن رہی اور پھر ایک روز اللہ تعالیٰ نے اس خواہش کی تسکین کا بھی سامان پیدا فرما دیا۔

ہوا یوں کہ 2014ء میں میں ایک روز ایم ٹی اے دیکھ رہا تھا۔اس وقت اس پر جلسہ سالانہ برطانیہ کی لائیو نشریات جاری تھیں۔کچھ ہی دیر میں اس پر براہ راست عالمی بیعت کی تقریب ٹیلی کاسٹ ہونے لگی۔حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اقتدا میں تمام حاضرین بیعت کے الفاظ دہرا رہے تھے۔میرا دل تو پہلے ہی دستی بیعت کے لئے مچل رہا تھا۔یہ منظر دیکھ کر مجھ سے رہا نہ گیا اور میں بھی ان الفاظ کو ٹی وی سکرین سے پڑھ کر حضور انور کی اقتدا میں دہرانے لگا تا آنکہ بیعت ہوگئی۔

چند منٹوں کی اس تقریب میں شمولیت کا سحر انگیز اثر ہوا۔بیعت کے ختم ہوتے ہی میں نے اپنے پورے بدن میں ایک غیر معمولی برقی لہر کو سرایت کرتے ہوئے محسوس کیا۔ایسے لگا جیسے اس برقی رَو نے میرے جسم اور روح کو اپنے قبضہ میں کرلیا ہے اور ایک نور مجھے سرتاپا اپنی آغوش میں لئے ہوئے ہے۔بے اختیار میری آنکھیں چھلک پڑیں اور میں نے کہا کہ خدایا! یہی تو وہ حالت تھی جس کی میری روح متلاشی تھی۔اس واقعہ کے بعد میری زندگی میں غیر معمولی تبدیلیاں واقع ہوئیں۔احمدی مسلمان بن کر مجھے اپنی نماز میں ایسی لذت آنے لگی تھی جس سے قبل ازیں آشنائی نہ تھی۔نیکیوں کی تڑپ اور گناہوں سے نفرت کا درس میرے رگ وریشہ میں سما گیا۔الغرض میری زندگی کا ہر شعبہ روحانی روشنی سے معمور ہو گیا۔

پھر اسی سال یعنی 2014ء میں انٹرنیٹ کے ذریعہ مکرم عبدہ بکر مرحوم سے رابطہ ہو گیا۔ان کے دھیمے لہجے اور اعلیٰ اخلاق سے مَیں بہت متاثر ہوا۔مَیں ان سے سوالات پوچھتا اور وہ نہایت محبت سے کافی وشافی جواب دیتے۔ان کا رویّہ میرے ایمان کی مزید مضبوطی کا باعث ٹھہرا۔پھر انہوں نے باضابطہ طور پر میرا بیعت فارم پُر کرانے اور دیگر احباب جماعت سے تعارف کروانے کے لئے وسط نومبر 2014ء میں مجھے قاہرہ بلایا۔

خلافت علیٰ منہاج نبوت

بیعت کے لئے قاہرہ جانے سے ایک روز قبل میں نے رؤیا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو منبر پر تشریف فرما دیکھا۔آپ میری جانب دیکھ رہے تھے چنانچہ میں آپ کی طرف ہی چلتا گیا۔تھوڑی دیر کے بعد مجھے یوں لگا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بجائے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ ہیں۔جب میں ذرا اور آگے بڑھا تو مجھے کسی نے باآواز بلند کہا کہ یہ ابوبکر صدیق ہیں۔یہ سن کر مجھے خواب میں ہی یہ تفہیم ہوگئی کہ حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مماثلت رکھتے ہیں۔

پھر جب میں اور قریب ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہیں۔آپ قبلہ رُو تشریف فرما تھے۔میں جا کر آپ کے پیچھے بیٹھ گیا۔آپ نے نہایت شفقت بھری نگاہوں سے میری طرف دیکھا اور پھر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر دعا کرنی شروع کردی۔یہ دیکھ کر میں نے بھی آپ کی اقتدا میں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر دعا کرنی شروع کردی۔اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اپنے رؤیا کی یہی تعبیر کی کہ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے سمجھایا ہے کہ خلفائے کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائمقام ہیں اور یہ خلافت راشدہ اولیٰ سے مماثلت رکھنے والی خلافت علی منہاج نبوت ہے۔نیز رؤیا میں خلیفۂ وقت کی اقتداء میں دعا کرنے سے مجھے یہی تفہیم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے خلیفہ وقت کی میرے حق میں دعائیں قبول فرمائے گا اور میری اپنی دعاؤں کو بھی اپنی رحمت سے قبولیت کا شرف بخشے گا۔

جماعتِ مومنین

قاہرہ کے سفر کا وقت آیا تو میں اس قدر پُرجوش اور جذباتی تھا کہ 9 گھنٹے کے طویل سفر کی مجھے ذرہ برابر بھی تھکان محسوس نہ ہوئی۔عبدہ بکر صاحب نے میرا استقبال کیا اور کھانا پیش کر کے آرام کرنے کو کہا۔لیکن نیند مجھ سے کوسوں دور تھی۔مجھے ایک غیر معمولی سکینت اور انشراح صدر حاصل تھا اور احمدیوں سے ملنے کا شوق غالب تھا۔

بالآخر جمعۃ المبارک کی صبح کو میری احمدی احباب سے ملاقات ہوئی۔ان سے مل کر مجھے یوں محسوس ہوا کہ جیسے میں ان کو لمبے عرصہ سے جانتا ہوں۔ہر طرف الفت و محبت کا اظہار مجھے آیت کریمہ :وَلٰكِنَّ اللّٰهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ یاد دلا رہا تھا، اور یہ اس جماعت کی صداقت اور خدائی تائید یافتہ ہونے کا ایک اور ثبوت تھا۔

بہرحال میں نے احباب کرام کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی اور اس کے بعد باضابطہ طور پر بیعت فارم پُر کردیا۔

احمد اور علی کی بشارت

بیعت کے بعد اگلی رات میں نے قاہرہ میں ہی بسر کی۔اس رات خدا تعالیٰ نے مجھے رؤیا میں ایک بیٹے کی بشارت دی اور اس کا نام ''احمد'' رکھنے کا اشارہ فرمایا۔

میں یہ بشارت لئے قاہرہ سے لوٹا اور جب اپنی اہلیہ سے ملا تو اس نے بتایا کہ اس نے بھی اسی طرح کا ایک رؤیا دیکھا ہے جس میں اسے ایک بیٹے کی بشارت دی گئی ہے اور اس کا نام ''علی'' رکھنے کا کہا گیا ہے۔

ہم دونوں حیران تھے کہ بیٹے کی بشارت تو دونوں کو دی گئی ہے لیکن نام مختلف کیوں ہے؟ بہرحال جب ہم خدا تعالیٰ کے فضل کے امیدوار ہوئے تو چیک اَپ کرانے پر پتہ چلا کہ ہمارے ہاں جڑواں بیٹوں کی پیدائش متوقع ہے۔یوں خدا تعالیٰ کی دی ہوئی بشارت پوری ہوگئی اور ان کی ولادت پر ہم نے ایک کا نام احمد اور دوسرے کا نام علی رکھ دیا۔

تبلیغ، ثمرات، ابتلاء اور بشارات

میری تبلیغ سے میری اہلیہ اور بہنوں نے بھی بیعت کرلی اور ہم نے امام الزمان کی بیعت کی وجہ سے نازل ہونے والی برکات کو اپنے گھر میں بھی اور اپنی زندگی میں بھی محسوس کیا۔فالحمدللہ علی ذالک۔

بیعت کے بعد مجھے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔میں نے اپنے ایک سلفی ساتھی کو احمدیت کی تبلیغ کی تو اس نے مجھ پر کفر وفسوق اور ہوا وہوس کے پجاری ہونے کا الزام لگادیا۔پھر اس نے میرے دیگر ساتھیوں کو بھی میرے خلاف اکسایا اور میرے افسر کے بھی کان بھرے۔محض چند روز میں ہی سب میرے خلاف تدبیریں کرنے لگ گئے اور معاملہ سی آئی ڈی کی شاخ تک جا پہنچا۔بالآخر مجھے کام سے فارغ کرنے کی دھمکیاں ملنے لگیں، اور مجھے یوں لگا جیسے میں مخالفین کے درمیان محصور ہو کر رہ گیا ہوں۔میرے بچپن کے دوست بھی مجھ سے الگ ہوگئے اور ہر ایک میری ایذا دہی کے لئے کوشاں ہوگیا۔

اس صورتحال میں مَیں نے ایک رات خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ میں گر کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض دعائیہ فقرات کو جمع کر کے مندرجہ ذیل دعا کی: اے خدا تیرا بندہ شدید ابتلاء کا شکار ہے۔ہر طرف سے دشمن مجھ پر حملہ آور ہے۔تُو جلد مدد کو پہنچ اور آسمان سے مدد ونصرت نازل فرما۔خدایا! تیرے سوا میرا کوئی نہیں، میں تجھے دشمنوں کے بالمقابل اپنی ڈھال بناتا ہوں اور انکے شرور سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔اے میرے اللہ! ہر چیز تیری خادم ہے، تو میری حفاظت ونصرت فرما، اور مجھ پر رحم فرما۔آمین۔

اس رات سویا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رؤیا میں بشارت دی گئی۔میں نے دیکھا کہ میں ایک سیدھے راستہ پر چل رہا ہوں۔ایسے میں کوئی مجھے کہتا ہے کہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لئے یہ بھیجا ہے۔میں مڑ کر دیکھتا ہوں تو ایک خوبصورت پھولوں کا گلدستہ میرے ہاتھ میں پکڑا دیا جاتا ہے۔میں اسے لے کر خوشی سے پھولے نہیں سماتا اور خراماں خراماں اس راستے پر چلنا شروع کردیتا ہوں۔اچانک میری خوشی دھری کی دھری رہ جاتی ہے جب ایک کتّا بھونکتے ہوئے میرا راستہ کاٹ کر سامنے آکھڑا ہوتا ہے۔میں اس سے ڈر کر اسی رستے پر الٹے پاؤں واپس چلتے ہوئے خدا تعالیٰ سے مدد کی دعا کرنا شروع کردیتا ہوں۔اچانک میرے پیچھے سے ایک نوجوان لڑکی آتی ہے اور مجھے کہتی ہے کہ اے فَرَج! ڈرو نہیں۔یہ کتّا تو اندھا ہے، اسے تو روٹی کے ٹکڑے سے غرض ہے۔یہ کہتے ہوئے وہ روٹی کا ایک ٹکڑا اس کتّے کی جانب پھینک دیتی ہے۔کتّا بھونکتے ہوئے روٹی کے ٹکڑے کی تلاش میں لگ جاتا ہے اور ہم اس راستے پر بلا خوف وخطر چلنے لگتے ہیں۔یہ لڑکی مجھے بتاتی ہے کہ وہ بنت رسولؐ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں۔وہ مجھے لے کر چلتی جاتی ہیں اور جہاں سے گزرتی ہیں وہاں سے خود بخود ہی پردے ہٹتے جاتے ہیں اور دروازے کھل جاتے ہیں، یہاں تک کہ ہم ایک وسیع وعریض میدان میں پہنچتے ہیں۔یہاں پہنچ کر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا مجھے کہتی ہیں کہ خدا کی حفاظت تمہارے ساتھ ہے۔اور پھر مجھے الوادع اور خدا حافظ کہہ کر غائب ہو جاتی ہیں۔

مَیں نیند سے بیدار ہوا تو مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی حفاظت کی اور دشمنوں پر غلبہ کی بشارت دی ہے۔اور پھر ایسے ہی ہوا۔خدا تعالیٰ نے میری ہر لحاظ سے مدد کی اور باوجود مخالفین کے شور کے میں سیدھے راستہ پر گامزن ہوں۔اللہ تعالیٰ سے ثبات قدم اور استقامت کی دعا کرتا ہوں اور اس کی رحمت کا ہر دم امیدوار ہوں۔والحمدللہ رب العالمین۔

(باقی آئندہ)

آسمانی شفا

مکرم مولانا فضل الٰہی انوری صاحب (مرحوم) کی مرتّبہ کتاب ''درویشان احمدیت جلد چہارم'' سے انتخاب
(دوسری اور آخری قسط)

....

''اگر وہ کوئی تحریری خدمت بجالانے کی کوشش کریں تو......''۔

مکرم محمد ظہور الدین اکمل صاحبؓ کی شفایابی کا آسمانی نسخہ

حضرت مولانا راجیکی صاحبؓ کا بیان کردہ ایک اَور واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ جماعت کے ایک دوست قاضی محمد ظہورالدین صاحب اکمل کے بیمار ہوجانے پر آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کونسا روحانی نسخہ بتایا گیا جس پر عمل کرنے سے انہیں شفا ہوگئی۔ چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں:

''مولوی امام الدین صاحب رضی اللہ عنہ ساکن گولیکی (ضلع گجرات) جو میرے استاد بھی تھے، ان کا بڑا صاحبزادہ محمد ظہورالدین ایک دفعہ سخت بیمار ہوگیا۔ مولوی صاحب مجھے کہنے لگے کہ آپ اس کے لئے دعا کریں، اللہ تعالیٰ اسے صحت دے۔ چونکہ مولوی صاحب موصوف کے میرے استاد ہونے کے علاوہ ویسے بھی میرے ساتھ بہت اچھے تعلقات تھے، اس لئے مَیں نے ان کے بیٹے، قاضی ظہورالدین صاحب اکمل، کے لئے دعا شروع کردی جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے مجھے الہاماً فرمایا: ''اگر محمد ظہورالدین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصدیق و تائید میں کوئی تحریری خدمت بجالانے کی کوشش کرے تو اسے صحت ہوجائے گی''۔

فرماتے ہیں، اس الہام الٰہی کے بعد جب اکمل صاحب نے سلسلہ کی تحریری خدمت شروع کردی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں آج تک لمبی عمر عطا فرمائی اور مرض مایوسہ سے صحت بھی دے دی۔

(بحوالہ حیات قدسی جلد دوم صفحہ 36-35)

حضرت قاضی ظہورالدین صاحب اکملؓ ایک بلند پایہ مصنف اور قادرالکلام شاعر تھے۔ آپ نے 1897ء میں بیعت سے مشرف ہونے کے بعد اپنی تمام زندگی دیارِ محبوب (قادیان) میں گزار دی۔ آپ کی تالیف کردہ کتب میں ''ظہورالمسیح'' (سن اشاعت 1900ء) بہت سی سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بنی۔

....

''آپ کی آنکھیں ٹھیک ہوجائیں گی''

ذیل میں مذکورہ بالا واقعہ کے مماثل مکرم شیخ عبدالقادر صاحب فاضل کا حضرت سردار عبدالرحمن صاحبؓ (سابق مہر سنگھ) کے بارے میں بیان کردہ ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ایک بار جب وہ قادیان میں تھے تو ان کی آنکھیں سخت دکھنے لگ گئیں۔ حضرت حکیم الامّت مولوی نورالدین صاحبؓ نے بھی بہت علاج کیا مگر افاقہ کی کوئی صورت پیدا نہ ہوئی۔ بلکہ بیماری دن بدن ترقی کرتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ ایک دن آپؓ نے انہیں فرمادیا کہ 'میاں خطرہ ہے، تمہاری آنکھیں ضائع نہ ہوجائیں'۔ اس پر سردار صاحب بھاگے بھاگے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ حضورؑ نے سن کر فرمایا کہ مَیں نے کہا تھا کہ نومسلم سلسلہ کے متعلق کچھ لکھیں۔ آپ نے کچھ لکھا کہ نہیں؟ سردار صاحب نے عرض کیا کہ حضور! مَیں نے ارادہ کیا ہوا ہے اور انشاء اللہ آنکھیں ٹھیک ہوجائیں تو خوب لکھوں گا'۔ حضور نے فرمایا: 'نیت کرلو، خدا توفیق دے گا اور ہم انشاء اللہ دعا کریں گے، آنکھیں ٹھیک ہوجائیں گی'۔''

چنانچہ دو چار روز میں ان کی آنکھیں ٹھیک ہوگئیں۔ پھر انہوں نے ''مَیں مسلمان ہوگیا یعنی اختیار الاسلام'' کے عنوان سے ایک رسالہ لکھا۔ یہ رسالہ حضرت حکیم الامّت نے بہت پسند فرمایا۔ چنانچہ آپؓ نے لکھا کہ جہانتک مولا کریم نے مجھے فہم عطا کیا ہے، مَیں دلیری سے یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ حق کے ایک طالب ایک طرف ''ترکِ اسلام'' اور دوسری طرف ''مَیں مسلمان ہوگیا'' پڑھیں۔ ناظرین کو یقین ہوجائے گا کہ حق کیا چیز ہے اور حق کی پیاس کیا چیز ہے اور اس کے نتائج کیا چیز ہیں؟''۔

(''حیاۃ نور''، مصنفہ شیخ عبدالقادر صاحب فاضل۔ صفحہ 281)

[''ترکِ اسلام'' کتاب ایک مُرتد دھرم پال نامی شخص نے جس کا پہلا نام عبدالغفور تھا، لکھی تھی جس میں اس نے اسلام اور قرآن کریم پر بڑے سخت اعتراض کئے تھے۔ حضرت الحاج مولوی نورالدین صاحبؓ نے اپنے زمانۂ خلافت سے قبل اس کا جواب لکھا جو ''نورالدین'' کے عنوان سے شائع ہوا۔]

☆...☆...☆

بقیہ: 'بیلاش'۔ خدائے واحد ولاشریک کا ایک نام...... از صفحہ 17

بقیہ ... از صفحہ 17

5۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب مایقال فی الرکوع والسجود

6۔ مسند احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن مسعود حدیث نمبر 3712

7 صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب اِن للہ مائۃ اسم اِلا واحدا

8 المحلی بالآثار، ابو محمد علی بن حزم الاندلسی، دارالکتب العلمیۃ بیروت، 2003، 1/ 50

9 صحیح مسلم بشرح النووی، مؤسسۃ قرطبۃ للنشر، 1994، جزو 17، صفحات 7,8

10 فتح الباری بشرح صحیح البخاری، احمد بن علی بن الحجر العسقلانی، مطبوعہ ریاض، 2001، 11/ 223

11۔ موطأ مالک، کتاب الجامع، باب الشعر، مایؤمر بہ من التعوذ

12۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الدعاء، باب اسم اللہ الأعظم

13۔ عمدۃ القاری، بدرالدین محمود العینی، اِدارۃ الطباعۃ المنیریۃ، 22/ 14

14۔ مجموعۃ الفتاویٰ، تقی الدین احمد بن تیمیۃ، دارالوفا للطباعۃ والنشر، 2005، 486/ 22

15۔ مجموعۃ الفتاویٰ، تقی الدین احمد بن تیمیۃ، دارالوفا للطباعۃ والنشر، 2005، 381/ 6

16۔ بدائع الفوائد، ابن قیم الجوزیۃ، دار عالم الفوائد للنشر، 295/ 1

17۔ سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب ما جاء فی عقد التسبیح بالید

18۔ المستدرک علی الصحیحین، کتاب الإیمان، اِن للہ تسعۃ وتسعین اسما من أحصاہا دخل الجنۃ

19۔ فتح الباری بشرح صحیح البخاری، احمد بن علی بن الحجر العسقلانی، مطبوعہ ریاض، 2001، 11/ 219

20۔ فتح الباری بشرح صحیح البخاری، احمد بن علی بن الحجر العسقلانی، مطبوعہ ریاض، 2001، 11/ 220

21۔ الاسماء والصفات، احمد بن الحسین البیہقی، المکتبۃ الازہریۃ للتراث، 18

22۔ فتح الباری بشرح صحیح البخاری، احمد بن علی بن الحجر العسقلانی، مطبوعہ ریاض، 2001، 11/ 220

23۔ فتح الباری بشرح صحیح البخاری، احمد بن علی بن الحجر العسقلانی، مطبوعہ ریاض، 2001، 11/ 218

24۔ التلخیص الحبیر، احمد بن علی بن الحجر العسقلانی، مؤسسۃ قرطبۃ، 1995، 319/ 4

25۔ المحلّٰی بالآثار، ابو محمد علی بن حزم الاندلسی، دارالکتب العلمیۃ بیروت، 2003، 6/ 282

26۔ مجموعۃ الفتاویٰ، تقی الدین احمد بن تیمیۃ، دارالوفا للطباعۃ والنشر، 2005، 22/ 482

27۔ تقی الدین احمد بن تیمیۃ، مجموعۃ الفتاویٰ، دارالوفا للطباعۃ والنشر، 2005، 6/ 379

28۔ صحیح مسلم بشرح النووی، مؤسسۃ قرطبۃ للنشر، 1994، 15/ 152

29۔ احمد بن علی بن الحجر العسقلانی، فتح الباری بشرح صحیح البخاری، مطبوعہ ریاض، 2001، 11/ 223

30۔ التفسیر الکبیر، امام فخر الدین رازی، دارالفکر للطباعۃ النشر، 22/ 12

31۔ ذکر حبیب، مفتی محمد صادقؓ، صفحہ 181

32۔ الانبیاء 43 :

33۔ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 310

بقیہ: بہشتی زندگی از صفحہ 10

(اے اللہ کے رسول) اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مردوں اور عورتوں دونوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔ ہم ایمان لے آئیں اور آپ کی اِتّباع اور پیروی کی اور ہم عورتوں کی جماعت پردوں میں بند گھریلو کام کرنے والی، مَردوں کی خواہشات کو پورا کرنے کا ذریعہ، ان کے بچوں کو اٹھانے والی ہیں۔ مردوں کو جمعہ، نماز اور جنازوں میں حاضری کی بنا پر فضیلت دی گئی جبکہ وہ جہاد کے لئے نکلتے ہیں تو ہم ان کے اموال کی حفاظت اور ان کے بچوں کی تربیت کرتی ہیں تو کیا ہم اجر میں ان کے شریک ہوں گی؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو متوجہ کیا اور فرمایا کیا تم نے اس سے بہتر کسی عورت کو دین کا مسئلہ پوچھتے دیکھا ہے؟ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نہیں سمجھتے تھے کہ عورت بھی اس بات کی طرف راہنمائی پکڑ سکتی ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء سے فرمایا: واپس جاؤ اور اپنے پیچھے عورتوں کو بتلا دو کہ تم میں ہر ایک کا اپنے شوہر کی اطاعت کرنا اور اس کی رضا کو تلاش کرنا اور اس کی موافقت میں اتباع کرنا (درجہ و ثواب میں) ان تمام باتوں کے برابر کردے گا جو تم نے مردوں کے متعلق ذکر کی ہیں۔

(الاستیعاب جلد 4 صفحہ 350 کتاب الطب باب فی تعلیق التمام نمبر 3267)

اسلام میں پہلا خلع

حضرت حبیبہ بنت سہل انصاریہؓ کی شادی حضرت ثابت بن قیسؓ سے ہوئی۔ لیکن یہ تعلق قائم نہ رہ سکا۔ چنانچہ جب حضرت حبیبہ نے خیال کیا کہ اب یہ تعلق مزید قائم نہیں رہ سکتا تو آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ثابت پر اس کے دین اور اخلاق میں کوئی عیب نہیں لگاتی۔ لیکن میں اسلام میں کُفر (ناشکری) کو ناپسند کرتی ہوں اور مَیں اس کے بُغض کی بھی طاقت نہیں رکھتی۔ تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا تم اس کو اس کا باغ لوٹا سکتی ہو؟ عرض کیا جی ہاں۔ تو آپ نے باغ لوٹا دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے درمیان تفریق کردی اور اسلام میں یہ پہلا خلع تھا۔

(بخاری کتاب الطلاق باب الخلع و کیف الطلاق فیہ)

اسلام میں ہونے والا یہ پہلا خلع بھی ہمارے لئے راہنما ہے کہ یہ میاں بیوی الگ بھی ہو رہے ہیں تو یہ طریق اختیار نہیں کر رہے کہ ایک دوسرے پر گند اچھال رہے ہوں اور الزام تراشی کر رہے ہوں بلکہ ایک دوسرے کی عصمت وعزت کا پاس رکھ رہے ہیں۔

میانہ روی کی تعلیم

حضرت خولہ بنت حکیمؓ بھی عظیم صحابیات میں سے تھیں۔ آپ کے خاوند حضرت عثمان بن مظعونؓ تھے۔ حضرت خولہ کا اُمّہات المومنین کے پاس آنا جانا تھا۔ ایک دفعہ حاضر ہوئیں تو حالت بری تھی۔ ازواج مطہرات نے وجہ دریافت کی کہ کیا بات ہے۔ آپ کے خاوند تو بہت مالدار ہیں۔ پھر یہ حال کیوں؟ جواباً عرض کیا ہمیں ان سے کیا تعلق۔ ان کی رات عبادت میں کٹتی ہے اور دن روزہ میں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو عثمان بن مظعونؓ کو نصیحت فرمائی کہ ایسا مت کر۔ بے شک تیری آنکھوں کا تجھ پر حق ہے اور تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے اور تیرے گھر والوں کا تجھ پر حق ہے۔ لہٰذا نماز پڑھ اور سو جا اور کبھی روزہ رکھ۔ کبھی چھوڑ۔

حضرت عثمان بن مظعون نے ارشاد نبویؐ کی تعمیل کی چنانچہ روایات میں ذکر ہے کہ اس کے بعد حضرت خولہ اُمّہات المومنین کی خدمت میں بڑی اچھی حالت میں بن سنور کر آتیں جیسے کوئی دلہن ہوتی ہے۔

(الطبقات ابن سعد جلد 3 صفحہ 211)

.........................(باقی آئندہ)

بقیہ: حسن تعلیم ہر دل کے لئے۔ از صفحہ 17

از صفحہ 17

لحاظ سے کوئی تحقیقی عنوان یا تحقیق کا کوئی خاص سوال سامنے رکھ کر حقائق اخذ کئے جاسکتے ہیں۔

کلچرل نیورو سائنس

(Cultural Neuroscience)

ماہرین تعلیم و تحقیق میں سے بعض کا میلان نیورو سائنس کی تحقیق کو محض دماغ کے تجزیات تک ہی محدود کرنے تک نہیں بلکہ وہ ایک کلچرل نیورو سائنس (Cultural Neuroscience) کے فروغ کے لئے کام کررہے ہیں۔ اگر دماغ میں نیورو پلاسٹیسٹی (Neuroplasticity) کا عمل ہوتا ہے تو لہروں کے نئے سمندر بنانے میں انسان کے تجربات، ماحول اور کلچر کا بھی اہم دخل ہوتا ہے۔ یوں دماغ کچھ امور ماحول سے اخذ کرکے تخیلات بناتا ہے اور بعض پہلوؤں سے دماغ کلچر کی تشکیل میں ایک کردار بھی ادا کرتا ہے۔ اس میدان میں کام کرنے والے دماغ کے نیورو تجزیات کو محض حیاتیاتی (Biological) رنگ میں ہی نہیں دیکھنا چاہتے بلکہ اسے کلچر (Culture) اور ماحول کے لحاظ سے پرکھنا چاہتے ہیں۔

خطبہ جمعہ

جلسہ کے پروگراموں تقریروں وغیرہ کے ذریعہ جہاں احمدی روحانیت میں ترقی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سیکھنے کے لئے آتے ہیں وہاں غیر از جماعت مہمان اور پریس علمی اور اعتقادی لحاظ سے ہماری تعلیم کو سننے کے ساتھ ساتھ عمومی طور پر جلسہ کے ماحول اور احمدی عورتوں مردوں کی رضا کارانہ خدمت اور مہمان نوازی کے جذبے سے انہیں کام کرتا ہوا دیکھ کر اسلام کی خوبصورت تعلیم کا عملی مشاہدہ بھی کر لیتے ہیں اور جیسا کہ میں نے کہا کہ یہ بہت بڑا تبلیغ کا ذریعہ ہے۔ پس رضا کار کارکنان کا ایک بہت بڑا کردار ہے اور کارکنان جہاں اور جس پوزیشن میں بھی کام کر رہے ہیں ان کی ایک اپنی اہمیت ہے اور اس اہمیت کو ایک عام معاون کارکن سے لے کر افسر تک ہر ایک کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ مہمان نوازی ایک بہت اہم شعبہ ہے اور مہمان نوازی صرف کھانا کھلانا، پانی پلانا یا زیادہ سے زیادہ رہائش کا انتظام کر دینا ہی نہیں ہے بلکہ جلسہ سالانہ کا ہر شعبہ ہی مہمان نوازی ہے چاہے اسے کوئی بھی نام دیا گیا ہو۔ جلسہ پر جو بھی آتا ہے وہ مہمان ہے اور اس کی ضروریات کا خیال اپنے میسّر وسائل کے ساتھ رکھنا ہر اس شخص کا جو جلسہ سالانہ کی کسی بھی ڈیوٹی پہ متعین ہے ضروری ہے۔

مہمان نوازی کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کے لئے ہر شعبہ کے افسران اپنی حالت کا جائزہ لیتے رہیں اور عاجزی اور انکساری کو انتہا تک پہنچانے کی کوشش کریں۔

جو لوگ اپنے سونے وغیرہ کا انتظام کر کے آتے ہیں، بعض لوگ اپنے ٹینٹ بھی لے آتے ہیں انہیں اس بات کو سامنے رکھنا چاہئے کہ رات کے لئے بستروں کا باقاعدہ اچھا انتظام ہو۔

جلسہ سالانہ پر شامل ہونے والا ہر شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مہمان ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان ہونے کی وجہ سے ہم نے ہر مہمان کو خاص مہمان سمجھنا ہے اور اس کی مہمان نوازی میں بھرپور کوشش کرنی ہے

ہر شعبہ کے افسر کو بھی چاہئے کہ اپنے شعبہ سے متعلقہ کیموں کو دیکھنے کے لئے کچھ لوگوں کی ڈیوٹی لگا دیں جو اپنے شعبے کے کاموں کی کمی بیشی کا جائزہ لے کر شام کو اپنے افسر کو رپورٹ دیں۔ اس سے جلسہ کے دوران بھی اور آئندہ سال کے جلسہ میں بھی بہتری پیدا کرنے میں مدد ملے گی۔

جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والے مہمانوں کی خدمت کے سلسلہ میں احادیث نبویہ اور
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں کارکنان اور رضا کاران کو نہایت اہم تاکیدی نصائح

مکرم سید محمد احمد صاحب ابن حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ اور مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری محمد صدیق بھٹی صاحب کی وفات۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 21 ؍جولائی 2017ء بمطابق 21 ؍وفا 1396 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ۔

جلسہ سالانہ یوکے انشاء اللہ تعالیٰ اگلے جمعہ سے شروع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ میں شمولیت کے لئے دوسرے ممالک سے مہمانوں کی آمد شروع ہو چکی ہے اور جوں جوں جلسے کے دن قریب آتے جائیں گے قریب و دور کے ممالک سے مہمانوں کی آمد میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ اسی طرح برطانیہ کے دوسرے شہروں سے بھی مہمان آنے شروع ہو جائیں گے۔

جلسہ کے مہمانوں میں علاوہ احمدیوں کے جو جلسہ کی برکات سے فیض یاب ہونے کے لئے آتے ہیں اب برطانیہ کے علاوہ بعض دوسرے ممالک سے غیر از جماعت اور غیر مسلم مہمان بھی تشریف لاتے ہیں جن میں بعض ممالک کے حکومتی نمائندے یا سرکاری افسر یا پڑھا لکھا طبقہ جو صاحب اثر و رسوخ ہے وہ شامل ہوتا ہے۔ اسی طرح پریس اور میڈیا سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی تعداد میں بھی اب اضافہ ہونا شروع ہو گیا ہے۔ اور یہ سب آنے والے جو غیر ہیں یہ بڑی گہری نظر سے ہماری ہر چیز دیکھتے ہیں اور عموماً متأثر ہوتے ہیں اور خاص طور پر جب ہمارے نظام کو دیکھتے ہیں جو تمام رضا کارانہ نظام ہے تو یہ چیز پھر تبلیغ کے مزید راستے کھولتی ہے، مزید تعارف ہوتا ہے، مزید احمدیت کے بارے میں جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس ان دنوں میں ہمارے کام کرنے والے والنٹیئر زمرد عورتیں، لڑکے لڑکیاں، بچے ایک خاموش تبلیغ کر رہے ہوتے ہیں اور پریس کے ذریعہ احمدیت کا تعارف دنیا کے طول و عرض میں بڑے وسیع پیمانے پر پھیلتا ہے۔ اب جبکہ پریس کی توجہ عام دنوں میں بھی بعض اوقات بعض واقعات کی وجہ سے جماعت کی طرف ہو رہی ہے مثلاً یہاں یورپ میں بعض دہشتگردی کے واقعات کے بعد جماعت کے افراد نے جن میں عورتیں بھی شامل تھیں، مرد بھی شامل تھے، جنہوں نے ان واقعات کے بعد اسلام کا صحیح پیغام دنیا کو دینے کی کوشش کی اور ہمارے پریس سیکشن نے بھی اس میں بڑا کردار ادا کیا، ہمارے مربیان کے بھی بڑے انٹرویو آتے رہے۔ جماعت کو اسلام کی امن پسند تعلیم کے حوالے سے دنیا کی پریس نے دنیا میں وسیع پیمانے پر متعارف کروایا ہے۔ جوں جوں یہ واقعات بڑھ رہے ہیں جماعت کا تعارف بھی مزید بڑھ رہا ہے۔ تو بہرحال جلسہ کے دنوں میں بھی اللہ تعالیٰ اس ذریعہ سے یعنی جلسہ کے ذریعہ اسلام کا تعارف کروانے کے وسیع سامان مہیا فرما رہا ہے۔

جلسہ کے پروگراموں تقریروں وغیرہ کے ذریعہ جہاں احمدی روحانیت میں ترقی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سیکھنے کے لئے آتے ہیں وہاں غیر از جماعت مہمان اور پریس علمی اور اعتقادی لحاظ سے ہماری تعلیم کو سننے کے ساتھ ساتھ عمومی طور پر جلسہ کے ماحول اور احمدی عورتوں مردوں کی رضا کارانہ

خدمت اور مہمان نوازی کے جذبے سے انہیں کام کرتا ہوا دیکھ کر اسلام کی خوبصورت تعلیم کا عملی مشاہدہ بھی کر لیتے ہیں اور جیسا کہ میں نے کہا کہ یہ بہت بڑا تبلیغ کا ذریعہ ہے۔ پس رضا کار کارکنان کا ایک بہت بڑا کردار ہے اور کارکنان جہاں اور جس پوزیشن میں بھی کام کر رہے ہیں ان کی ایک اپنی اہمیت ہے اور اس اہمیت کو ایک عام معاون کارکن سے لے کر افسر تک ہر ایک کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ ایک عام معاون کارکن چاہے وہ چھوٹا سا پانی پلانے والا بچہ ہی ہو اس کا رویّہ اور ایک لگن سے بےنفس ہو کر کام کرنا جہاں اسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا حاصل کرنے والا بنا رہا ہوتا ہے وہاں غیروں کو بھی متأثر کر رہا ہوتا ہے جس کا جلسہ میں شامل ہونے والے مہمان اظہار بھی کرتے ہیں۔

اسی طرح معاونین کے علاوہ افسران جو ہیں ان کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ صرف اپنے کارکنان اور معاونین کو ہی خدمت کرنے والا سمجھ کر ان سے کام نہ لیں بلکہ خود بھی عاجزی کے ساتھ ایک معاون اور ایک عام کارکن کی طرح کام کرنے کی کوشش کریں۔ اپنے کارکنوں سے اور دوسرے لوگوں سے بھی مہمانوں سے بھی اپنے رویّے نرم اور تعاون کرنے والے رکھیں۔ چہرے پر عاجزی اور نرمی کے تأثرات نظر آتے ہوں۔ زبان میں نرمی اور اخلاق کے اعلیٰ اظہار کے معیار قائم ہو رہے ہوں۔

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ مہمان نوازی ایک بہت اہم شعبہ ہے اور مہمان نوازی صرف کھانا کھلانا، پانی پلانا یا زیادہ سے زیادہ رہائش کا انتظام کر دینا ہی نہیں ہے بلکہ جلسہ سالانہ کا ہر شعبہ ہی مہمان نوازی ہے چاہے اسے کوئی بھی نام دیا گیا ہو۔ جلسہ پر جو بھی آتا ہے وہ مہمان ہے اور اس کی ضروریات کا خیال اپنے میسّر وسائل کے ساتھ رکھنا ہر اس شخص کا جو جلسہ سالانہ کی کسی بھی ڈیوٹی پہ متعین ہے ضروری ہے۔ اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے جذبات کا ایک جگہ اظہار فرمایا جو ہمارے لئے اصولی لائحہ عمل ہے۔ آپ علیہ السلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ: ”میرا ہمیشہ خیال رہتا ہے کہ کسی مہمان کو تکلیف نہ ہو بلکہ اس کے لئے ہمیشہ تاکید کرتا رہتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے مہمانوں کو آرام دیا جاوے“۔ فرمایا کہ ”مہمان کا دل مثل آئینہ کے نازک ہوتا ہے اور ذرا سی ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 406۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اس بات کو ہمیں یاد رکھنا چاہئے اور اگر بعض دفعہ کوئی ایسے حالات پیدا ہوں تو اپنی طبیعتوں پر جبر کر کے بھی ہمیں مہمان کو آرام اور سہولت پہنچانے کی کوشش کرنی چاہئے اور ہر شعبہ کے افسران سے میں کہوں گا کہ اگر ان کا رویّہ نرم ہے، ان کے اخلاق اچھے ہیں، ان میں صبر کا مادہ ہے، ان میں نامناسب بات سننے کا بھی حوصلہ بڑھا ہوا ہے تو ان کے نائبین اور معاونین بھی ایسے ہی رویّے مہمانوں کے ساتھ دکھائیں گے، ان کا اظہار کریں گے اور مہمان نوازی کے عمدہ نمونے قائم کریں گے۔ لیکن اگر افسران کے چہروں پر سختی، باتوں میں کرختگی اور بات کو غور سے نہ سننے اور برداشت نہ کرنے کی عادت ہے تو ان کے نائبین بھی اور معاونین بھی ویسے ہی رویّے دکھانے والے ہوں گے۔ پس مہمان نوازی کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کے لئے ہر شعبہ کے افسران اپنی حالت کا جائزہ لیتے رہیں اور عاجزی اور انکساری کو انتہا تک پہنچانے کی کوشش کریں۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ایک دو شعبہ ہی مہمان نوازی کے تحت نہیں آتے بلکہ جلسہ سالانہ کا ہر شعبہ ہی مہمان نوازی کا شعبہ ہے۔ چاہے وہ رہائش کا شعبہ ہے یا کھانے پکانے کا شعبہ ہے یا کھانا کھلانے کا انتظام ہے یا ٹرانسپورٹ کا انتظام ہے یا صفائی اور غسل خانوں کا انتظام ہے یا ڈاکٹر اور پیرامیڈیکس پر مشتمل صحت کی نظامت ہے یا راستوں کی رہنمائی کرنے والے خدام ڈیوٹی پر یا دوسرے لوگ یا سیکیورٹی کا شعبہ ہے اور اس کے علاوہ دوسرے شعبے، ہر ایک اپنے اپنے دائرے میں میزبان ہے۔

رہائش کے انتظام والوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اجتماعی قیامگاہوں میں بھی اور خیموں میں بھی عورتوں بچوں کی بیڈنگ وغیرہ کا خاص طور پر خیال رکھیں۔ بیشک آجکل گرمیوں کے دن ہیں لیکن رات کو موسم ایک دم ٹھنڈا بھی ہو سکتا ہے اور حدیقۃ المہدی میں جہاں جلسہ ہونا ہے انشاء اللہ تعالیٰ، لندن کی نسبت ویسے بھی چار پانچ ڈگری ٹمپریچر کم رہتا ہے اس لئے جو لوگ اپنے سونے وغیرہ کا انتظام کر کے آتے ہیں، بعض لوگ اپنے ٹینٹ بھی لے آتے ہیں انہیں اس بات کو سامنے رکھنا چاہئے کہ رات کے لئے بستروں کا باقاعدہ اچھا انتظام ہو۔

گزشتہ سال کا تجربہ یہی ہے کہ بچوں والے بعض دفعہ موسم ٹھنڈا ہونے کی وجہ سے رات کو پریشان ہوتے رہے۔

اسی طرح کھانا کھلانے والے ہیں جن کا براہ راست مہمانوں سے واسطہ ہے انہیں مَیں ہمیشہ یاددہانی کرواتا ہوں کہ کھانا دیتے ہوئے پلیٹ میں ڈالتے ہوئے مہمان کی پسند کو بھی دیکھ لیا کریں گو اس میں کافی دقّت اور مشکل پیش آتی ہے لیکن بہرحال کوشش کریں جس حد تک دیکھ سکتے ہیں دیکھیں اور اگر کوئی مجبوری ہو تو پھر بجائے سختی سے جواب دینے کے احسن رنگ میں اس کو جواب دیں، جس سے دوسرے کے جذبات کو تکلیف نہ ہو۔

اس سال جلسہ کے انتظام کے تحت جو کھانے کی پلیٹیں ہیں وہ بھی بدلی گئی ہیں۔ جو پہلے پلیٹیں استعمال ہوتی تھیں ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ایک خاص ٹمپریچر سے زیادہ کا کھانا ان پلیٹوں میں نہیں دینا چاہئے کیونکہ بعض زہریلے کیمیکل اس میں سے نکلتے ہیں اور ہمارا کھانا تو کافی گرم ہوتا ہے اس لئے افسر جلسہ سالانہ نے مجھے اس سال استعمال ہونے والی پلیٹس دکھائی ہیں وہ خاص قسم کے کاغذ کی ہوں گی اس لئے کھانا ڈالنے والے جو لوگ ہیں وہ بھی احتیاط کریں کہ شاید پتلی ہوں تو دو پلیٹیں جوڑ کر استعمال کریں۔ کھانا تقسیم کرنے والوں کی بھی اس بارے میں جو جلسہ سالانہ کا شعبہ ہے ان کی صحیح رہنمائی ہونی چاہئے۔

پھر ٹرانسپورٹ کا نظام بھی ایک بہت اہم نظام ہے اور اس مرتبہ دُور پارکنگ کی وجہ سے زیادہ تر شٹل بسوں کا انتظام کیا گیا ہے اور اسے بھی جلسہ سالانہ کے نظام کو زیادہ سے زیادہ فعّال کرنا ہوگا تاکہ لوگ بروقت جلسہ پر پہنچ سکیں اور کاروں پر آنے والے مہمانوں کو بھی یہ خیال رکھنا چاہئے کہ ان کی پارکنگ دُور ہو سکتی ہے اور جلسہ گاہ سے کافی فاصلہ پر بھی ہو سکتی ہے اس لئے وقت کا مارجن (Margin) رکھ کر اپنا سفر شروع کریں۔ اسی طرح دوسرے شعبے ہیں ہر ایک کو اپنے کام کے طریق اور اپنے کارکنوں کی تربیت مہمانوں کو زیادہ سے زیادہ سہولت مہیا کرنے کی سوچ کے ساتھ کرنی چاہئے۔

خدمت خلق اور سیکیورٹی کے کارکنان کو بھی پہلے سے زیادہ ہوشیار ہو کر کام کرنا ہوگا جو دنیا کے آجکل کے حالات ہیں۔ ساتھ ہی مہمانوں کی عزت نفس اور جذبات کا خیال رکھتے ہوئے یہ سارا کام کرنا ہے۔ کارڈ چیک کرنے اور دوسری چیکنگ، سکینگ وغیرہ میں پہلے دن سے لے کر آخری دن تک پوری توجہ دینی ہوگی، پوری توجہ سے چیک کرنا ہوگا اور ہر مرتبہ اگر کوئی شخص باہر جاتا ہے تو اندر آنے پر اس کو چیک کرنا ہوگا۔ لیکن یہ بھی خیال رکھنا ہے کہ ان کو کسی طرح اس قسم کا احساس نہ ہو کہ صرف انہی پر نظر ہے یا کوئی بُرا سلوک کیا جا رہا ہے۔

بہرحال جلسہ کے انتظامات ایسے انتظامات ہیں جو ہم عارضی کرتے ہیں اور مجھے اچھی طرح احساس ہے کہ جلسہ کا جو یہ عارضی انتظام ہے، عارضی انتظام ہونے کی وجہ سے غلطیوں اور کمیوں سے خالی نہیں ہو سکتا بلکہ مستقل انتظاموں میں بھی کمیاں اور خامیاں پیدا ہو جاتی ہیں لیکن ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ جس حد تک ہم اپنی صلاحیتوں، استعدادوں اور وسائل کو استعمال کر کے مہمانوں کو سہولت پہنچانے کا انتظام کر سکتے ہیں، کریں۔

جلسہ سالانہ پر شامل ہونے والا ہر شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مہمان ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان ہونے کی وجہ سے ہم نے ہر مہمان کو خاص مہمان سمجھنا ہے اور اس کی مہمان نوازی میں بھرپور کوشش کرنی ہے گو کہ جلسہ سالانہ کے انتظام کے تحت ایک شعبہ ایسا بھی ہوتا ہے جو نگرانی وغیرہ کا شعبہ ہے جو مختلف شعبوں کا معائنہ بھی کرتا ہے جس کے کارکنان شعبوں کا جائزہ لے کر کمیوں اور خامیوں کی طرف اپنے افسر کے ذریعہ سے جلسہ سالانہ کے نظام کو توجہ دلاتے ہیں لیکن ہر شعبہ کے افسر کو بھی چاہئے کہ اپنے شعبہ سے متعلقہ کمیوں کو دیکھنے کے لئے کچھ لوگوں کی ڈیوٹی لگا دیں جو اپنے شعبے کے کاموں کی کمی بیشی کا جائزہ لے کر شام کو اپنے افسر کو رپورٹ دیں۔ اس سے جلسہ کے دوران بھی اور آئندہ سال کے جلسہ میں بھی بہتری پیدا کرنے میں مدد ملے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جائزہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ لنگر کے مہتمم کو مہمانوں کی ضروریات کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے لیکن کیونکہ وہ اکیلا آدمی ہے اس لئے بعض دفعہ خیال نہیں رہتا۔ بعض باتیں نظروں سے اوجھل ہو جاتی ہیں اس لئے دوسرا شخص یاد دلا دے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 7 صفحہ 220۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) اور یاددہانی کے لئے بہترین طریق یہی ہے کہ افسر خود کسی کو اس یاددہانی کے لئے مقرر کریں جو جائزہ لیتا رہے کہ کہاں کہاں کمی ہے۔

امیر غریب کی یکساں مہمان نوازی ہونی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہماری رہنمائی کے لئے بعض چھوٹی چھوٹی باتوں کی طرف بھی رہنمائی فرمائی ہے اور بڑی باریکی سے مہمان نوازی کے طریق سمجھائے ہیں۔ چنانچہ ایک موقع پر فرمایا کہ: ”جو نئے ناواقف آدمی ہیں“ یعنی آنے والے مہمان جو پوری طرح واقفیت نہیں رکھتے، یہاں بھی کئی نئے مہمان دوسرے ملکوں سے آتے ہیں فرمایا کہ ”تو یہ ہمارا حق ہے کہ ان کی ہر ایک ضرورت کو مدّنظر رکھیں“۔ فرمایا کہ ”بعض وقت کسی کو بیت الخلا کا ہی پتہ نہیں ہوتا تو اسے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مہمانوں کی ضروریات کا بڑا خیال رکھا جاوے۔“ آپ نے فرمایا کہ ”جن لوگوں کو ایسے کاموں کے لئے قائمقام کیا ہے (یا مقرر کیا ہے) یہ ان کا فرض ہے کہ کسی قسم کی شکایت نہ ہونے دیں۔ کیونکہ لوگ صدہا اور ہزارہا کوس کا سفر طے کر کے صدق اور اخلاص کے ساتھ تحقیق حق کے واسطے آتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 220۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

گو یہ بات آپ نے غیر لوگوں کے حوالے سے بھی بیان فرمائی ہے لیکن اپنوں کو بھی مہمان نوازی اور جلسہ کی مہمان نوازی کے بارے میں بھی ایسے ارشادات ملتے ہیں جہاں آپ نے بہت توجہ دلائی ہے۔ اور پھر جیسا کہ مَیں نے کہا جو غیر از جماعت مہمان یا پریس کے نمائندے ہمارے جلسہ میں شامل ہوتے ہیں وہ عمومی رویّوں کا بھی جائزہ لے رہے ہوتے ہیں۔ پس ہر شعبہ کے کارکن کے حُسنِ اخلاق کا معیار بہت وسیع ہونا چاہئے۔

پھر ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ: ’’میرے اصول کے موافق اگر کوئی مہمان آوے اور سبّ و شتم تک بھی نوبت پہنچ جاوے تو اس کو گوارا کرنا چاہئے‘‘۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 91۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس مہمان کا سخت رویہ بھی برداشت کرنا چاہئے چاہے وہ غیر ہیں یا اپنے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان نوازی کا معیار کا ذکر لکھنے والے نے اس طرح ایک دفعہ کا ذکر لکھا ہے کہ ’’اعلیٰ حضرت حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مہمان نوازی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح اعلیٰ اور زندہ نمونہ ہیں‘‘۔ یہ لکھتے ہیں کہ ’’جن لوگوں کو کثرت سے آپ کی صحبت میں رہنے کا اتفاق ہوا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ کسی مہمان کو (خواہ وہ سلسلہ میں داخل ہو یا نہ ہو)‘‘ یعنی احمدی ہے یا نہیں ہے ’’ذرا سی بھی تکلیف حضور کو بے چین کر دیتی ہے۔‘‘ لکھتے ہیں کہ ’’مخلصین احباب کے لئے تو اَور بھی آپ کی روح میں جوش اور شفقت ہوتا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 101۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)۔ جو احمدی ہیں، مخلصین ہیں ان کے لئے بڑا جوش اور شفقت ہوتا ہے۔ پس یہ جوش اور شفقت ہمیں جلسہ پر آنے والے مہمانوں کے لئے زیادہ سے زیادہ دکھانا چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہمان کی اہمیت اور احترام کے بارے میں ہمیں کیا ارشاد فرمایا ہے؟ اس بارے میں ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان کے لئے تین باتوں کا کرنا ضروری ہے۔ یہ کہ اچھی بات کہو یا خاموش رہو۔ اپنے پڑوس کی عزت کرو اور تیسرے یہ کہ اپنے مہمان کا احترام کرو۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب الحث علی اکرام الجار والضیف… الخ حدیث 173) پس مہمان کا احترام بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سی شرائط ہیں۔ یا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک مومن کے ایمان کے اعلیٰ معیار کے لئے مہمان نوازی بھی ایک شرط ہے۔

مہمان نوازی کے ضمن میں یہ بھی بتا دوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہمانوں کی دینی حالت کی بہتری اور تربیت کا بھی خیال فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ نے آئے ہوئے مہمانوں کو کھانا وغیرہ کھلانے کے بعد ان کو ان کی خواہش کے مطابق مسجد میں سونے کے لئے بھیج دیا اور پھر صبح فجر کی نماز کے لئے سب کو جگایا۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 352-351 حدیث 15628 حدیث طخفۃ بن قیس الغفاریؓ مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء) تو جلسہ میں جو شعبہ تربیت ہے وہ بھی اس لئے قائم کیا گیا ہے کہ مہمانوں کو نماز کے لئے بھی توجہ دلاتے رہیں اور فجر اور تہجد کے لئے جگائیں لیکن نرمی اور پیار سے۔ بہرحال یہ چند باتیں تھیں جو مہمانوں کے حوالے سے مَیں نے کہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کارکنان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی احسن رنگ میں خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نمازوں کے بعد مَیں دو جنازے غائب بھی پڑھاؤں گا۔ پہلا ہے مکرم سید محمد احمد صاحب ابن حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو 13 رجولائی کو قریباً 92 سال کی عمر میں لاہور میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کے سب سے بڑے بیٹے تھے اور اس طرح حضرت اُمّ المومنین، امّاں جان آپ کی پھوپھی تھیں۔ آپ کی شادی حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی چھوٹی بیٹی سے ہوئی۔ اس طرح آپ ان کے سب سے چھوٹے داماد بھی تھے۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے دو شادیاں کی تھیں۔ پہلی شادی حضرت شوکت سلطان صاحبہ کے ساتھ تھی جو 1906ء میں ہوئی تھی ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور ان کی دوسری شادی امۃ اللطیف بیگم صاحبہ سے 1917ء میں ہوئی جو حضرت مرزا محمد شفیع صاحب دہلوی محاسب صدر انجمن احمدیہ کی بیٹی تھیں۔ ان سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے سات بیٹیاں اور تین بیٹے پیدا ہوئے۔ (ماخوذ از حضرت میر محمد اسماعیل رضی اللہ عنہ از سید حمید اللہ نصرت پاشا صفحہ 94 طبع دوم 2009ء قادیان) میر محمد احمد صاحب نے قادیان سے 1939ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا اور پھر گورنمنٹ کالج لاہور سے بی ایس سی کا امتحان دیا۔ پھر آپ 1943ء میں رائل انڈین ائیر فورس میں بطور فلائٹ کیڈٹ کے شامل ہو گئے۔ آپ کی بیگم مکرمہ امۃ اللطیف صاحبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی بیٹی ہیں اور ان کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔ ایک بیٹے ہاشم اکبر صاحب یہاں ہمارے ہارٹلے پول کے صدر جماعت بھی ہیں اور ایک بیٹی ڈاکٹر عائشہ ہیں۔ یہ امریکہ میں ہیں۔ دوسری جنگ عظیم کے بارہ میں انہوں نے خود بھی ایک دفعہ اپنے حالات لکھے تھے۔ 1943ء میں فلائٹ کیڈٹ بھرتی ہوئے اور جنگ عظیم میں فائٹر پائلٹ کے طور پر برطانیہ کی طرف سے جنگ میں شامل ہوئے۔ جنگ کے دوران برما فرنٹ پر 1945ء میں آپ کے جہاز کو ایک دفعہ کریش لینڈنگ بھی کرنی پڑی۔ جہاز تباہ ہو گیا لیکن آپ معجزانہ طور پر محفوظ رہے۔ پھر 1947ء میں آپ کی ٹرانسفر سول ایوی ایشن کے محکمہ میں ہو گئی۔ انڈین نیشنل ایئر بیس میں فلائنگ ڈیوٹی ادا کرتے رہے اور اس وقت 1947ء میں حالات خراب تھے۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کی وفات بھی 1947ء میں ہوئی تھی لیکن حالات کی وجہ سے آپ ان کے جنازے میں شامل نہیں ہو سکے اور دو دن بعد قادیان پہنچے۔

ان کے جو تاریخی لحاظ سے جماعت کے ساتھ وابستہ واقعات ہیں وہ یہ ہیں کہ جب ایئر فورس میں تھے تو اس وقت پارٹیشن کے وقت حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایت پر جماعت نے دو چھوٹے جہاز خریدے تھے۔ پائلٹ کی ضرورت تھی۔ کہتے ہیں ایک رات مجھے پیغام ملا کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے بلایا ہے کہ فوراً آ جاؤ تو یہ اسی وقت قادیان روانہ ہو گئے اور وہاں جا کے طے پایا کہ جہاز کے انچارج حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب، خلیفۃ المسیح الثالث، جو اُس وقت صدر خدام الاحمدیہ تھے وہ ہوں گے اور ان کے تحت یہ کام کریں گے۔ بہرحال اس وقت یہ بہت سا ضروری سامان پاکستان پہنچاتے رہے۔

ایک دلچسپ واقعہ جو انہوں نے لکھا ہے جو ایک بڑا تاریخی اور بڑا اہم واقعہ ہے وہ یہ ہے کہ ایک دن صبح مجھے مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قصر خلافت کے دفتر میں بلایا اور مجھے کہا کہ تمہیں اپنی آج سب سے قیمتی چیز مَیں دے رہا ہوں جو تم نے لاہور لے کر جانی ہے اور شیخ بشیر احمد صاحب کے سپرد کرنی ہے اور اس چیز کی حفاظت اور احتیاط کے بارے میں تم نے شیخ صاحب کو انہی الفاظ میں بیان کرنا ہے جیسا مَیں تمہیں بتا رہا ہوں اور ان سے وصولی کی رسید بھی لینی ہے جو پھر تم نے واپس آ کر مجھے دینی ہے۔ تو میر صاحب کہتے ہیں کہ میرا ناپختہ ذہن تھا اس وقت یہ خیال مجھے آیا کہ شاید حضور مجھے کوئی جماعت کا خزانہ یا جواہرات اور ہیروں کا بکس دیں گے جو مَیں نے لے کر جانا ہے۔ لیکن تھوڑی دیر بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اپنی جگہ سے اٹھے اور ایک میلا سا چھوٹا ٹریول بیگ لا کر مجھے دیا۔ بیگ کینوس کا تھا اور زِپ (zip) بھی اُس کا ٹوٹا ہوا تھا۔ بیگ کاغذات سے بھرا ہوا تھا۔ آپ نے وہ بیگ میرے سامنے رکھا اور فرمایا کہ میری قرآن شریف کی لکھی ہوئی تفسیر کا کچھ حصہ تو چھپ چکا ہے۔ کچھ حصہ لکھا جا چکا ہے مگر ابھی چھپا نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا کہ مگر ابھی بہت سے حصہ کی تفسیر لکھنے کا کام باقی ہے۔ چونکہ میری زندگی کا ایک بڑا مشن اس تفسیر کو مکمل کرنا ہے اس لئے میری عادت ہے کہ دن ہو یا رات، چلتا پھرتا ہوں یا کوئی اور کام کر رہا ہوں مگر جو بھی کر رہا ہوں اگر قرآن شریف کی کسی آیت کے بارے میں میرے ذہن میں کوئی نیا مطلب آئے تو مَیں فوراً اس پوائنٹ کو ایک سادہ کاغذ پر لکھ کر اس بیگ میں ڈال کر محفوظ کر لیتا ہوں تا کہ بوقت ضرورت کام آ سکے۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ ضروری نہیں کہ ان کاغذات پر لکھے ہوئے نوٹس میں کوئی ترتیب ہو مگر میرے لئے یہ بہت بڑا سرمایہ ہے۔ تو میر صاحب کہتے ہیں مَیں نے حضور سے بیگ لیا، اسے سنبھالا اور ہوائی جہاز پر رکھ کر لاہور لے گیا اور وہاں جا کے ایئر پورٹ سے فون کر کے شیخ بشیر احمد صاحب کو بلایا اور ان کے یہ سپرد کر دیا اور ان سے رسید لی۔ یہ کافی لمبا واقعہ ہے اور ایک تاریخی واقعہ ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ کے اہم قیمتی نوٹس جو تھے وہ یہ لے کر آئے۔ اس بارے میں حضرت مصلح موعود نے خاص تاکید فرمائی تھی۔

بہرحال 1950ء میں پھر حضرت مصلح موعود نے ان کو کہہ دیا کہ ٹھیک ہے اب تم ایئر فورس واپس جا سکتے ہو جہاں انہوں نے 1965ء تک ایئر فورس میں ملازمت کی اور وِنگ کمانڈر کے عہدے تک پہنچے اور اس دوران میں انہوں نے بعض بڑے کورسز بھی کئے۔ انگلینڈ میں بھی کورسز کئے۔ 1960ء سے تریسٹھ تک کوئٹہ میں آرمی کمانڈ اینڈ سٹاف کالج میں بطور انسٹرکٹر بھی رہے۔ وار پلاننگ (war planning) کے انچارج بھی رہے اور جب یہ 1953ء میں کچھ فضائیہ کے ٹریننگ کورس کرنے کے لئے یہاں آئے تھے اس وقت مکرم چوہدری ظہور باجوہ صاحب یہاں مشنری تھے تو کہتے ہیں کہ اپنی ٹریننگ مکمل کرنے کے بعد کیونکہ میرے واپسی کے چند دن باقی تھے اس لئے یہاں مشن ہاؤس میں باجوہ صاحب کے پاس مَیں ٹھہر گیا۔ اس وقت کہتے ہیں مجھے باجوہ صاحب کے ذریعہ سے کرنل ڈگلس صاحب سے ملاقات کا موقع پیدا ہوا۔ باجوہ صاحب نے انہیں میرا تعارف کروایا۔ کہتے ہیں کہ کرنل ڈگلس صاحب کے پاس گئے تو ان سے میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس مقدمہ کے بارے میں پوچھا جو قتل کا مقدمہ تھا۔ کہتے ہیں کرنل صاحب نے کہا کہ مَیں اس وقت گورداسپور کا ڈپٹی کمشنر تھا۔ کہتے ہیں کہ کیپٹن ڈگلس صاحب نے کہا کہ جب یہ قتل کا مقدمہ میرے پاس پیش ہوا اس سے چند سال پہلے کا ایک واقعہ ہے جہاں سے میں تمہیں سنانا شروع کرتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ میں اس زمانے میں بٹالہ کا اسسٹنٹ کمشنر تھا۔ ایک روز میں امرتسر سے بٹالہ ٹرین میں واپس آ رہا تھا۔ کرنل ڈگلس نے ان کو بتایا (یہ بھی ایک تاریخی

واقعہ ہے) کہ آخری بوگی کے فرسٹ کلاس میں سوار تھا تو امرتسر سے چلنے سے پہلے وہ کہتے ہیں کہ مجھے گورداسپور کے اسسٹنٹ کمشنر کا پیغام ملا کہ مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے اس لئے میں تمہیں بٹالہ کے سٹیشن پر ملوں گا۔ کرنل ڈگلس کہتے ہیں جب ٹرین بٹالہ پہنچی تو اسسٹنٹ کمشنر گورداسپور سٹیشن پر موجود نہیں تھا۔ اس خیال سے کہ شاید ٹرین کی سب سے اگلی بوگی والے فرسٹ کلاس میں مجھے ڈھونڈ رہا ہو گا۔ میں جلدی سے ٹرین سے اترا اور پلیٹ فارم کے جنگلے کے ساتھ ساتھ جلدی جلدی قدم بڑھاتے ہوئے ٹرین کے سب سے اگلے حصہ کی طرف روانہ ہوا۔ پھر کرنل ڈگلس نے ان کو بتایا کہ جب میں پلیٹ فارم کا قریباً دو تہائی حصہ عبور کر چکا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سامنے سے ایک شخص چلا آ رہا ہے نگاہیں نیچی ہیں بے حد نورانی چہرہ ہے اس کے چہرے میں ایک ایسی کشش تھی کہ میرا دل اور دماغ ہل کر رہ گئے۔ کرنل صاحب کہتے ہیں کہ لگتا تھا کہ اسے دنیا سے کوئی رغبت ہی نہیں اور وہ آہستہ آہستہ چلا آ رہا تھا۔ میرے لئے ممکن ہی نہ رہا کہ اتنے نورانی چہرے سے اپنی نگاہیں اٹھا سکوں چنانچہ میں ٹکٹکی باندھے اس کے چہرے کی طرف دیکھتا رہا۔ وہ شخص میرے پاس سے گزر گیا تو پھر بھی میں اسے دیکھتا رہا اور آہستہ آہستہ گھومتا گیا اور آخر کار میں الٹے پاؤں چلنے لگ گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دوسری طرف جا رہے تھے یہ دوسری طرف جا رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھنے کے لئے انہوں نے اپنا رخ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف کر لیا اور الٹے پاؤں جس طرف جا رہے تھے اس طرف چلنا شروع کر دیا تا کہ میں اس شخص کو دیکھتا رہوں۔ تو کہتے ہیں اس عرصے میں اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر جو انڈین تھا وہ بھی اپنی جھنڈیاں لے کر آ گیا لیکن اس نے مجھے نہیں دیکھا۔ الٹا چلتے ہوئے ہماری ٹکر ہوگئی جس کی وجہ سے وہ گر گیا حالانکہ قصور میرا تھا لیکن کیونکہ اس وقت انگریزوں کی حکومت تھی وہ اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر مجھ سے معافیاں مانگنے لگ گیا۔ اس سے میں نے کہا نہیں تمہارا قصور نہیں، میرا ہے۔ خیر میں نے اس سے پوچھا کہ یہ جو شخص جا رہا ہے یہ کون ہے؟ تو اس اسٹیشن ماسٹر نے کہا آپ نہیں جانتے؟ یہ قادیان کے مرزا صاحب ہیں۔ تو کہتے ہیں میں اس وقت جذباتی طور پہ بڑا مغلوب ہو چکا تھا۔ ایسا نورانی چہرہ میں نے ساری عمر کبھی نہیں دیکھا تھا اور یہ اثر مجھ پر کافی عرصے تک قائم رہا۔ پھر آہستہ آہستہ بھول گیا۔

کہتے ہیں کہ پھر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فائل آئی اور میں جج مقرر ہو کے آیا تو اس وقت میں نے دیکھا کہ فائل بڑی مکمل ہے۔ جو کیس بنایا گیا ہے یہ بڑا صحیح طریقے سے بنایا گیا ہے اور کوئی اس میں سقم نہیں ہے اور ملزم کو سزا بہرحال دینی پڑے گی۔ لیکن کہتے ہیں مگر جب میں نے یہ پڑھا کہ ملزم مرزا غلام احمد آف قادیان ہے تو مجھے ایک سخت دھچکا لگا۔ وہ کئی سال پہلے کی پرانی بات مجھے یاد آ گئی اور میرا دل ہرگز یہ ماننے کے لئے تیار نہیں تھا کہ جو چہرہ میں نے بٹالہ کے اسٹیشن پر چند سال پہلے دیکھا تھا وہ ایسا کام کرے بلکہ ایسا سوچ بھی سکے۔ کہتے ہیں کہ میں بہت پریشان ہوا اور متواتر پریشان رہا اور کئی بار فائل میں سے کوئی غلطی نکالنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ اس پریشانی کی حالت میں کہتے ہیں میں نے انگریز ڈی ایس پی کو اپنے دفتر میں بلوایا تا کہ اس کے ساتھ کیس کے بارے میں مشورہ کروں۔ ڈی ایس پی سے پوچھا کہ عبدالحمید جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہ الزام لگایا تھا کہ نعوذ باللہ آپ نے اس کو قتل کے لئے بھیجا ہے کیا وہ پولیس کے قبضہ میں ہے یا ابھی چرچ کے پاس ہے۔ تو اس سوال پر کہتے ہیں انگریز ڈی ایس پی چونکا کیونکہ اسے اچانک احساس ہوا کہ پولیس نے ایک بہت بڑی غلطی کی ہے کیونکہ پولیس نے عبدالحمید کو اپنی حراست میں نہیں رکھا بلکہ چرچ کے پاس ہی رہنے دیا اور کہتے ہیں وہ اسی وقت بھاگتا ہوا گیا کہ میں ابھی آتا ہوں۔ کچھ دیر کے بعد جب وہ انگریز ڈی ایس پی واپس آیا تو اس نے کہا کہ ہم سے بڑی غلطی ہوگئی تھی کہ ہم نے عبدالحمید کو چرچ کے پاس ہی رہنے دیا۔ اب ہم نے اسے اپنے قبضہ میں لے لیا ہے اور وہ مان گیا ہے کہ یہ کیس بالکل جھوٹا ہے اور میں نے چرچ سے رقم لینے کے لالچ میں یہ کہانی گھڑی ہے۔ چنانچہ کیس چلا اور سب گواہیاں سننے کے بعد کرنل ڈگلس صاحب کہتے ہیں کہ میں نے مرزا صاحب کو باعزت طور پر بری کر دیا۔ فیصلہ سنانے کے بعد میں نے مرزا صاحب سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو استغاثہ کرنے والوں پر آپ ہرجانہ کا کیس کر سکتے ہیں۔ مگر انہوں نے فرمایا کہ نہیں ہمارا مقدمہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے مجھے کوئی ہرجانہ نہیں چاہئے۔

(ماخوذ از الفضل مورخہ 26 اگست 2010ء صفحہ 3 تا 5، مورخہ 27 اگست 2010ء صفحہ 4-3، مورخہ 30 اگست 2010ء صفحہ 5، مورخہ 18 مئی 2009ء صفحہ 4-3)

تو یہ دو تاریخی واقعات ان کے ہیں۔ ایک تو پارٹیشن کے وقت حضرت مصلح موعودؓ کا سامان لانے کا اور ایک یہ کرنل ڈگلس کی کہانی۔ باقی واقعہ تو سنا ہی ہوا ہے لیکن یہ اتنا حصہ جو پہلے تھا وہ بہت کم لوگوں نے سنا یا پڑھا ہے۔

آپ جیسا کہ میں نے بتایا حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کے سب سے بڑے بیٹے تھے اور اس لحاظ سے جو انتخاب خلافت کمیٹی ہے، صحابی کے بڑے بیٹے ہونے کی حیثیت سے اس کے ممبر بھی تھے اور خلافت ثالثہ، رابعہ اور خامسہ میں انتخاب خلافت کمیٹی میں شامل ہوئے اور انہوں نے یہی کہا کہ انتخاب کے وقت جو جذبات اور احساسات ہوتے ہیں اس سے میں یہ گواہی دے سکتا ہوں کہ جو خلافت ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے کیونکہ بعض دفعہ آدمی کچھ اور سوچ رہا ہوتا ہے لیکن جس کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنانا ہوتا ہے اس کے لئے ہی دل میں تحریک پیدا کرتا ہے۔ بہت نیک، دعا گو تھے لیکن خاموش دعا گو انسان تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو عشق اور محبت تھی ان کے بارے میں ان کی بیٹی لکھتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گہری محبت تھی اور مجھے بھی یہی کہتے تھے کہ اللہ کی عظمت کو ہر دن محسوس کرنے کی کوشش کرو۔ محض رسمی عبادت کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ پھر وہ لکھتی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت کا مطالعہ کرتے تو آنکھوں میں آنسو آ جاتے۔ بڑی محبت اور جذبات کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کا ذکر کیا کرتے تھے۔ اور کہتی ہیں دنیاوی سرگرمیاں بھی ہوں چاہے تیراکی ہے یا سیر ہے اس میں ہر وقت ذکر الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی یاد کو ہمیشہ سامنے رکھتے۔ اور باپ ہونے کے لحاظ سے بھی بڑے شفیق باپ تھے۔ سارے بچوں کا خیال رکھا۔ بچوں کو سمجھاتے رہے۔ خلافت سے تعلق بھی ان کا بہت مضبوط تھا۔ میرے ساتھ بھی خلافت کے بعد انہوں نے خاص تعلق رکھا اور اسے بڑھایا اور بڑا اخلاص و وفا کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے، مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیوں پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد صدیق بھٹی صاحب کا ہے جو ہمارے مبلغ سلسلہ نائیجر اصغر علی بھٹی صاحب کی والدہ ہیں۔ یہ 16 رجولائی کو 73 سال کی عمر میں وفات پا گئیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ان کے خاندان میں احمدیت 1928ء میں آئی جبکہ آپ کے دادا چوہدری سرور خان صاحب مرحوم نے احمدیت قبول کی۔ ان کے بیٹے لکھتے ہیں کہ آپ نے کفایت شعاری اور خودداری سے زندگی گزاری۔ خوددار خاتون تھیں۔ بارعب تھیں۔ ساری عمر صبر اور دعا سے آپ کی زندگی عبارت تھی۔ خلافت سے بے پناہ محبت تھی۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ انتہائی سادہ اور غریب پرور خاتون تھیں۔ نماز اور قرآن سے عشق تھا۔ صبح تین بجے تہجد کے لئے بلا ناغہ اٹھ جاتیں اور کہتی تھیں کہ تہجد میں نے شادی سے پہلے شروع کی تھی اور مجھے نہیں یاد کہ کبھی سستی کی وجہ سے میں نے تہجد چھوڑی ہو۔ لکھتے ہیں کہ ناشتہ وغیرہ اور گھر کے دوسرے کاموں سے جلدی جلدی فارغ ہو کر اشراق کی نماز کے لئے کھڑی ہو جاتیں۔ ان کے میاں 28 سال تک اپنی جماعت کے صدر رہے اس عرصہ میں جو بھی آنے والے لوگ تھے ان کی مہمان نوازی انہوں نے بہت بڑھ چڑھ کے کی اور ان کے بیٹے لکھتے ہیں کہ مالی حالت اچھی نہ ہونے کے باوجود غریبوں کی مدد بھی کرتی تھیں۔ اگر کوئی پریشانی یا مالی تنگی ہوتی تو نماز شروع کر دیتی تھیں اور تنگی کے باوجود بچوں کو تعلیم دلوائی۔ بچوں کی خاطر تعلیم کی خاطر اپنا زیور اور مویشی تک بیچ دیئے۔ اپنے بھائیوں اور والدین کی وفات کے صدمے برداشت کرنے پڑے لیکن کبھی شکوہ نہیں کیا۔ اسی طرح ان کی دو پوتیاں بھی وفات پا گئیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹیاں اور چھ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا ان کے بیٹے اصغر علی بھٹی نائیجر میں مشنری ہیں اور یہ اپنے تبلیغ کے میدان میں مصروفیت کی وجہ سے جنازے میں شامل نہیں ہو سکے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کے لئے تمام دعاؤں کو قبول فرمائے۔ ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

Morden Motor(UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing,
Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box,
Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road,
Unit 2 Morden SM4 5JF
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

حُسنِ سیرت اور حُسنِ اخلاق سے مزیّن پاکیزہ جوڑوں کی

بہشتی زندگی

وحید احمد رفیق

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

اور اس کے نشانات میں سے (یہ بھی) ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس میں سے جوڑے بنائے تا کہ تم ان کی طرف تسکین (حاصل کرنے) کے لیے جاؤ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی۔

(سورۃ الروم:22)

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِأَھْلِہٖ

قرآن کریم میں دو قسم کے روحانی مقامات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان مقامات میں سے ایک کا نام جنت رکھا اور دوسرے مقام کو دوزخ کا نام دیا ہے۔ یہ دنیا بھی ان دونوں مقامات کی مظہر ہے۔ ہر ایسا گھرانہ جہاں ایک دوسرے کا احترام کرنے والے، ایک دوسرے کا خیال رکھنے والے، ایک دوسرے سے پیار کرنے والے، ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنے والے میاں بیوی رہتے ہیں، جو ایک دوسرے کے لیے قربانی اور فدائیت کے جذبات سے سرشار ہوں، جو دونوں اپنے اپنے فرائض احسن رنگ میں ادا کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہوں، پھر آگے نیک اور صالح اولاد ہو جو نیک شہرت رکھنے والی، ترقی کرنے والی، اپنے والدین کا خیال رکھنے والی، ان کی عزت کرنے والی ہو، جہاں بچوں سے پیار کرنے والے، ان کے لیے قربانیاں دینے والے، ان کے لیے دعائیں کرنے والے، ان کی عزت واحترام قائم کرنے والے، ان کی ترقیات میں معاون والدین بستے ہیں۔ جو گھرانہ ہر دم اپنے مولیٰ سے قریب تر ہونے کی جستجو میں لگا رہتا ہے، جہاں ہر رہنے والے کو قلبی، جسمانی، روحانی سکون میسر ہو تو یہی وہ گھرانہ ہے جسے ہم دنیاوی جنت کہہ سکتے ہیں۔ اس کے برعکس جہاں ان چیزوں کا فقدان ہو، جہاں ہر انسان غم وغصہ، کینہ وبغض، غیبت اور چغلخوری، دوسروں کو ہمیشہ بداخلاقی سے پیش آنے کے نظارے دکھاتا ہے، جہاں کوئی کسی سے امن اور سکون حاصل نہیں کرسکتا تو یہی گھرانے ہیں جنہیں ہم دنیاوی جہنم کہہ سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عبادت کی غرض سے پیدا فرمایا ہے اور عبادت ایک جامع لفظ ہے۔ اس کا ایک حصہ نماز بھی ہے، روزہ بھی، زکوٰۃ بھی، حج بھی لیکن بنیادی طور پر عبادت اطاعت کا نام ہے۔ گویا ہر کام جو ایک مومن خدا کے حکم کے مطابق کرتا ہے وہ عبادت ہے۔ اگر اطاعت نہ ہو تو انسان بے شک یہ سارے کام کرتا ہو ہم ان اعمال کو عبادت کا نام نہیں دے سکتے۔ گویا اطاعت ہی عبادت ہے۔

تمام عبادات ہمیں انسانیت کا درس دیتی ہیں۔ جو نمازیں انسان میں مخلوق خدا کی سچی ہمدردی پیدا نہیں کرتیں، لوگوں کے حقوق تلف کرنے یا ظلم وستم کرنے سے نہیں روکتیں، ایسی نمازیں پڑھنے والوں کو خدا تعالیٰ نے ان الفاظ میں یاد کیا ہے کہ ایسے نمازیوں کے لیے ہلاکت ہے۔

وہ روزے جو انسان کو اپنے خالق حقیقی کی پیدا کردہ مخلوق سے ہمدردی پر آمادہ نہیں کرتے، جھوٹ بولنے، گالی گلوچ کرنے، دوسروں کا حق مارنے سے نہیں روکتے یہ روزے نیکی یا عبادت نہیں کہلاسکتے۔ یہ تو محض بھوکا پیاسا رہنا ہے جس کی خدا کو کوئی ضرورت نہیں۔ گویا نیک یا عبادتگزار بندے کی تعریف یہ ہوگی کہ پوری پابندی سے، حضورِ دل سے خدا تعالیٰ کی جملہ عبادات کا حق ادا کرنے والا اور دوسرے پہلو سے مخلوقِ خدا کی ہمدردی اور ان سے حسنِ سلوک میں مشغول رہنے والا۔

ایک گھرانہ شادی بیاہ کے ذریعہ بسایا جاتا ہے اور شادی بیاہ کے احکام میں دعاؤں کا اہم کردار رکھا گیا ہے۔ انسان ساری زندگی یہ دعا کرتا ہے کہ اے ہمارے رب! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنادے۔ (سورۃ الفرقان:75)۔ اس کے مطابق اپنے عمل کو سنوارنے کی کوشش کرتا ہے تو عائلی زندگی کو کامیاب بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتا ہے۔

اگر ہم اپنے اردگرد نظر کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ گھرانے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک جن کی بنیاد دعا اور تقویٰ اللہ پر رکھی جاتی ہے، دین کا پہلو مدّنظر رکھا جاتا ہے، اس تعلق کو نبھانے کے لیے دعائیں کی جاتی ہیں تو یہی رشتے ہیں جو بابرکت ہوتے ہیں، جن سے نیک نسلیں جنم لیتی ہیں۔ ایسے رشتوں میں دعا اور تقویٰ کے ساتھ ہر لمحہ خدا کی رضا حاصل کرنے کی طلب اور لگن شامل ہوتی ہے، برداشت، حوصلہ، صبر، درگزر، حوصلہ افزائی اور دلجوئی ایسی چیزیں ہیں کہ ان کے ذریعے یہ رشتے مضبوط سے مضبوط تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ انبیاء، صلحاء نے ایسے ہی رشتے قائم کیے ہیں اور قائم کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ ایسے رشتوں میں اگرچہ بعض اوقات ظاہری حسن، خاندانی شہرت، مال ودولت نہ بھی ہو تو بھی اللہ تعالیٰ ایسے رشتوں کو بابرکت بنا دیتا ہے اور اپنے فضلوں سے نوازتا ہے اور اگر یہ رشتے ذاتی رضا ورغبت سے نہ بھی قائم ہوں تو بھی اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق (ترجمہ:) ”عین ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے“۔ (سورۃ النساء:20) ان کو بے انتہا برکت دی جاتی ہے۔

جبکہ بعض گھرانے اس کے برعکس منظر پیش کرتے ہیں۔ جن کی بنیاد روپیہ پیسہ، خاندانی شہرت، ظاہری حسن و جمال ہوتے ہیں۔ یہ رشتے قائم رہیں بھی تو ان میں برکت نہیں دی جاتی کیونکہ اس میں خدا کی رضا حاصل کرنے کی نیت ہی نہیں ہوتی۔

بعض لوگ اپنے فرائض ادا کرکے سمجھتے ہیں کہ انہوں نے دوسروں پر احسان کیا ہے۔ مثلاً بعض والدین اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کرکے یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم نے ان پر احسان کیا ہے، خاوند اپنی بیوی کے حقوق ادا کرکے یا بیوی اپنے خاوند کے حقوق ادا کرکے سمجھتی ہے کہ میں نے اس پر احسان کیا ہے۔ حالانکہ فرمایا گیا ہے کہ کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ یعنی تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور تم میں سے ہر ایک اپنی نگرانی کے متعلق پوچھا جائے گا۔ رعیۃ سے مراد وہ تمام ذمہ داریاں، وہ تمام فرائض ہیں جو ہم میں سے ہر ایک کو اپنے اپنے دائرے میں ادا کرنے ہیں۔ ہم فرائض ادا کرکے کسی پر احسان نہیں کرتے بلکہ یہ ہمارا اپنے اوپر ہی احسان ہوتا ہے۔ کیونکہ دراصل اس طریق سے ہم اپنے حقوق حاصل کرنے کی راہ ہموار کررہے ہوتے ہیں۔ مثلاً جب والدین اپنی اولاد کو اچھی تعلیم وتربیت دیں گے تو کل اولاد بھی ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرے گی۔ اگر خاوند اپنی بیوی کے حقوق ادا کرے گا تو وہ بھی اس کے گھر اور بچوں کی دیکھ بھال کرے گی۔ بیوی اپنے خاوند کے حقوق ادا کرے گی تو جواب میں خاوند بھی اُس سے حسنِ سلوک کرے گا۔

اگر ہم میں سے ہر ایک اپنے فرائض ادا کرنے لگے تو ہم میں سے ہر ایک کو اس کے حقوق ملنے شروع ہوجائیں گے۔ اگر ہم میں سے کوئی اپنے فرائض ادا کرنے پر رضامند نہیں تو پھر اُس کے حقوق بھی اُسے ملنے والے نہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ساری زندگی آپؐ نے اپنے دشمنوں کی تکالیف کو برداشت کیا، لوگ آپؐ کو طرح طرح کی تکالیف دیتے تھے۔ آپؐ پر پتھر بھی برسائے گئے، کوڑا کرکٹ آپؐ پر پھینکا گیا، کانٹے آپؐ کے راستوں پر بچھائے گئے، آپؐ کو مجنون کہا گیا، آپؐ کو نرینہ اولاد نہ ہونے کا طعنہ دیا گیا، آپؐ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی گئی، گویا وہ کونسا طعنہ تھا جو آپؐ کو نہ دیا گیا لیکن آپؐ نے کامل برداشت سے کام لیا۔ اپنے دشمنوں کے لیے بھی دعائیں ہی کیں۔ جب کبھی آپؐ ان پر قادر ہوئے ہمیشہ ان کو معاف ہی فرمایا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ برداشت کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ اکثر لوگ اپنے جھگڑوں کے وقت یہ جملہ بولتے ہیں کہ میں نے بہت برداشت کیا ہے آخر برداشت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ درحقیقت برداشت ساری زندگی سے تعلق رکھتی ہے۔ جیسا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے معلوم ہوتا ہے۔ ساری زندگی آپؐ کے دشمنوں نے آپؐ کو تکالیف دیں لیکن آخر کار آپؐ کی قوت برداشت، نیک نیتی، دعاؤں اور مسلسل کوششوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کیا اور وہ عظیم الشان روحانی انقلاب برپا ہوا کہ صدیوں کے مُردے زندہ ہوگئے، وہ لوگ جو آپس میں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے نظر آتے تھے ایک دوسرے پر فدا ہونے کے لیے تیار ہوگئے۔

موجودہ دور میں ہمارے معاشرے پر میڈیا کا بڑا اثر ہے۔ آج کل کے ڈراموں میں دکھایا جاتا ہے کہ محبت کے تمام تعلقات شادی سے پہلے ہی لڑکے اور لڑکی میں نظر آتے ہیں۔ ان پروگراموں میں صرف رومانس کا پہلو ہی اُجاگر کیا جاتا ہے اور یہ پہلو اُجاگر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ شادی کسی تفریح کا نام ہے۔ حالانکہ یہ تو ایک ذمہ داری ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے میاں اور بیوی کے درمیان محبت کے جذبات پیدا فرمائے ہیں جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ (ترجمہ:) ”اور اس کے نشانات میں سے (یہ بھی) ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس میں سے جوڑے بنائے تا کہ تم ان کی طرف تسکین (حاصل کرنے) کے لیے جاؤ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی“۔ (سورۃ الروم:22)۔ اس تعلق کو اللہ تعالیٰ نے سکینت اور فرحت کا باعث بنایا ہے۔ اس سے بعض لذّات وابستہ ہیں لیکن بنیادی طور پر یہ رشتہ ایک ذمہ داری اور ایک عہد کو نبھانے کی بنیاد پر استوار ہوتا ہے۔

ہمیں اللہ تعالیٰ نے خلافت کی صورت میں اِک نعمتِ عظمیٰ عطا کی ہے۔ قرآن کریم میں خلافت کا وعدہ ایسے لوگوں سے کیا گیا ہے جو ایمان لائیں اور اعمالِ صالحہ کرنے والے ہوں۔ خلافت کی موجودگی اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ ہم میں اعمالِ صالحہ پر قائم لوگوں کی تعداد زیادہ ہے۔ اسی لیے تو خدائی وعدہ کے مطابق خلافت قائم ہے۔ اس سے یہ بھی پتا چلا کہ ہم میں سے اکثر گھرانے جنت نظیر ہیں کیونکہ جنت نظیر گھرانے اعمالِ صالحہ کے بغیر قائم نہیں رہ سکتے۔ یہ ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر لبیک کہتے ہوئے اپنے اپنے گھر کا جائزہ لے کہ اگر کوئی کمی ہے تو اسے دُور کیا جائے اور اپنے گھروں میں اور اپنے معاشرے میں پیار ومحبت کی فضا پیدا کی جائے۔ کامیاب اہلی زندگی میں مرد اور عورت دونوں کا کردار برابر اہمیت کا حامل ہے۔

....

اس مضمون میں ہم اپنے آقا ومطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب، اسی طرح آپؐ کے عاشقِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے خلفاء وصحابہ اور غلاموں کی زندگیوں کے چند واقعات بطور مثال پیش کررہے ہیں کہ کیسے ان لوگوں نے عائلی زندگی کو اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی میں تقویٰ کی راہوں پر چلتے ہوئے، تحمل اور برداشت کے نمونے پیش کرتے ہوئے، پیار اور محبت کی فضا پیدا کرتے ہوئے، ایک دوسرے کے لیے قربانی دیتے ہوئے بسر کیا اور کس طرح اپنے گھروں کو جنت نظیر گھر بنایا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے گھروں کو بھی جنت نظیر بنادے۔ ایک ایسا گھر جس میں پیار ہی پیار ہو، گھر کا ہر فرد اس میں جنت کا سکون پائے۔ آئیں ان واقعات سے ہم اپنے گھروں کو جنت نظیر اور مثالی گھرانہ بنانے کے گُر سیکھتے ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہراتؓ

حضرت خدیجہؓ کی گواہی

حضرت خدیجہؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قریباً پندرہ برس کا طویل عرصہ گزارنے کے بعد پہلی وحی کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن معاشرت کے بارے میں جو گواہی دی وہ یہ تھی۔ ”خدا تعالیٰ کبھی آپ کو ضائع نہیں کرے گا کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، رشتہ داروں سے حسن سلوک فرماتے ہیں، بوجھ اٹھاتے ہیں اور جو نیکیاں معدوم ہوچکی ہیں انہیں زندہ کرتے ہیں اور مہمان نواز ہیں، ضروریات حقّہ میں امداد کرتے ہیں۔“

(بخاری کتاب بدء الوحی باب کیف کان بدء الوحی إلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

کبھی اپنی کسی بیوی پر ہاتھ نہیں اٹھایا

حضرت عائشہؓ کی شہادت گھریلو زندگی کے بارہ میں یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ نرم خُو تھے اور سب سے زیادہ کریم۔ عام آدمیوں کی طرح بلاتکلف گھر میں رہنے والے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی تیوری نہیں چڑھائی۔ ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے۔ نیز آپؓ فرماتی ہیں کہ اپنی ساری زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کبھی اپنی کسی بیوی پر ہاتھ اٹھایا اور نہ کبھی کسی خادم کو مارا۔

(شمائل ترمذی باب ماجاء فی خلق رسول اللہ)

گھر والوں کی مدد اور خدمت میں مصروف

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جتنا وقت آپ گھر پر ہوتے تھے۔ گھر والوں کی مدد اور خدمت میں

مصروف رہتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کا بلاوا آتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے جاتے۔

(بخاری کتاب الأدب باب کیف یکون الرجل فی أهله)

گھر کا کام خود اپنے ہاتھ سے کر لیتے

کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کیا کرتے تھے۔ فرمانے لگیں آپ تمام انسانوں کی طرح ایک انسان تھے۔ کپڑے کو خود پیوند لگا لیتے تھے۔ بکری کا دودھ خود دوہ لیتے تھے اور ذاتی کام خود کر لیا کرتے تھے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 6 حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا)

اسی طرح بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کپڑے خود سی لیتے تھے، جوتے ٹانک لیا کرتے تھے اور گھر کا ڈول وغیرہ خود مرمت کر لیتے تھے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 6 حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا)

رات کو دیر سے گھر لوٹتے تو کسی کو زحمت دیے یا جگائے بغیر کھانا یا دودھ خود تناول فرما لیتے۔

(مسلم کتاب الأشربة باب إکرام الضیف و فضل إیثاره)

بیوی کی دلجوئی کا ایک انداز

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک سفر میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دوڑ میں مقابلہ کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آگے بڑھ گئیں۔ لیکن ایک اور موقع پر جب کہ وہ کچھ فربہ ہو گئی تھیں۔ پھر دوڑ کا مقابلہ ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! اس مقابلہ کا بدلہ اُتر گیا۔

(ابو داؤد کتاب الجهاد فی السبق علی الرجل)

اہلیہ کی دلداری

حدیث میں آتا ہے کہ ایک حبشی عورت نے نذر مانی کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سے بخیریت واپس تشریف لائے تو مَیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دف بجاؤں گی اور گاؤں گی۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی اور گانا شروع کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش مبارک پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی ٹھوڑی رکھ کر دیکھنے لگیں۔ حضور بار بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھتے اَمَا شَبِعْتِ یعنی کیا تم سیر نہیں ہوئیں، کیا تم سیر نہیں ہوئیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں کہتی ابھی نہیں اور میں اس لئے نفی میں جواب دیتی تھی تا کہ میں دیکھ سکوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری کتنی دلداری فرماتے ہیں۔

(ترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ)

کہانیاں سنانا

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج کو کہانیاں بھی سنایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تیرہ عورتوں کی کہانی بھی سنائی، جنہوں نے ایک دوسرے کو اپنے خاوندوں کے کچے چٹھے خوب کھول کر سنائے، مگر ایک عورت اُمّ زرعہ جسے کہانی کے مطابق اس کے خاوند ابو زرعہ نے بعد میں طلاق دے کر اور شادی کر لی تھی۔ اس نے اپنے خاوند کی جی بھر کر تعریف کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میری اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی مثال ابو زرعہ کی سی ہے۔ تم میری اُمّ زرعہ ہو اور میں تمہارا ابو زرعہ ہوں۔ مگر فرق یہ ہے کہ ابو زرعہ نے ام زرعہ کو طلاق دے دی تھی۔ میں تمہیں طلاق ہرگز نہ دوں گا۔

(بخاری کتاب النکاح باب حسن المعاشرة مع الأهل)

جنگی کرتب دکھانا

ایک عید کے موقع پر اہل حبشہ مسجد نبوی کے وسیع دالان میں جنگی کرتب دکھا رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ کیا تم بھی یہ کرتب دیکھنا پسند کرو گی اور پھر ان کی خواہش پر انہیں اپنے پیچھے کھڑا کر لیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مَیں دیر تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑی رہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر ٹھوڑی رکھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار کے ساتھ رخسار ملا کر یہ کھیل دیکھتی رہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرا بوجھ سہارے کھڑے رہے۔ یہاں تک کہ مَیں خود تھک گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے اچھا کافی ہے۔

(بخاری کتاب العیدین باب الحراب و الدرق یوم العید)

کمال عفو

ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا گھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ تیز تیز بول رہی تھیں کہ اوپر سے ان کے ابا جان حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ یہ حالت دیکھ کر ان سے رہا نہ گیا اور اپنی بیٹی کو تو بیخ کے لئے آگے بڑھے کہ خدا کے رسول کے آگے اس طرح بولتی ہو؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دیکھتے ہی باپ اور بیٹی کے درمیان حائل ہو گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی متوقع سزا سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بچا لیا۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ چلے گئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ازراہ تفنّن فرمانے لگے۔ دیکھا آج ہم نے تمہیں تمہارے ابّا سے کیسے بچایا؟ کچھ دنوں کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دوبارہ تشریف لائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہنسی خوشی باتیں کر رہی تھیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے دیکھو بھئی آپ نے اپنی لڑائی میں مجھے شریک کیا تھا اب خوشی میں بھی شریک کر لو۔

(ابو داؤد کتاب الأدب باب ماجاء فی المزاح)

مردوں کے معاملات میں عورتوں کی مداخلت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کچھ تیز طبیعت تھیں۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے ان کو کوئی مشورہ دینا چاہا تو آپ سخت خفا ہوئے کہ مَردوں کے معاملات میں عورتوں کی مداخلت کے کیا معنی؟ تب آپ رضی اللہ عنہ کی بیوی کہنے لگیں کہ آپ کی اپنی بیٹی حفصہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بولتی ہے اور ان کو جواب دیتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سارا سارا دن ان سے ناراض رہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوراً اپنی بیٹی کے گھر پہنچے اور ان سے پوچھا کہ کیا یہ درست ہے کہ تمہارے آگے سے بولنے کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض دفعہ سارا دن ناراض رہتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں بعض دفعہ ایسا ہو جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یاد رکھو عائشہ رضی اللہ عنہا کی نقل کرتے ہوئے تم کسی دن اپنا نقصان نہ کر لینا۔ پھر یہی نصیحت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیوی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھی کرنے گئے۔ وہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رشتہ دار تھیں۔ فرمانے لگیں۔ اے عمر رضی اللہ عنہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھریلو معاملات میں بھی تم مداخلت کرنے لگے۔ کیا اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافی نہیں ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں خاموش ہو کر واپس لوٹا۔ یہ واقعہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوب محظوظ ہوئے۔

(بخاری کتاب التفسیر باب تبتغی مرضات ازواجک....)

ایک دوسرے کو نیکی کی تحریک کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں قیام عبادت کی طرف ہمیشہ توجہ رہی۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ بہت خوش قسمت ہیں وہ میاں بیوی جو ایک دوسرے کو نماز اور عبادت کے لئے بیدار کرتے ہوں اور اگر ایک نہ جاگے تو دوسرا اس پر پانی کے چھینٹے پھینک کر اسے جگائے۔

(ابن ماجه کتاب اقامة الصلوٰة باب ماجاء فی من أیقظ أهله من اللیل)

اپنے اہل خانہ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی سلوک تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور رات کو نماز تہجد کی ادائیگی کے لئے اٹھتے اور عبادت کرتے تھے جب طلوع فجر میں تھوڑا سا وقت باقی رہ جاتا تو مجھے بھی جگاتے اور فرماتے تم بھی دو رکعت ادا کر لو۔

(بخاری کتاب الصلوٰة خلف النائم)

☆☆☆☆☆

صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم رضوان اللہ علیہم اجمعین

جنتی خاتون

حضرت اُمّ اَیمن رضی اللہ عنہا کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بلند رتبہ اور بڑی قدر و منزلت تھی۔ ان کے فضائل میں یہ بات کافی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق فرمائی کہ جو جنتی خاتون سے شادی کرنا چاہتا ہے وہ اُمّ اَیمن سے شادی کر لے۔ چنانچہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کر لی باوجود اس کے کہ آپ کی زبان میں لکنت تھی۔

(الطبقات ابن سعد جلد 8 صفحه 362 باب تسمیة النساء المسلمات البایعات اُمّ ایمن واسمها برکة مولاة رسول الله وحاضنته)

صبر و رضا کی رات

حضرت اُمّ سُلیم رضی اللہ عنہا بنت ملحان نے اسلام قبول کر لیا لیکن آپ کے شوہر مالک بن نضر نے اسلام قبول نہ کیا۔ مالک کی وفات کے بعد حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو شادی کا پیغام بھیجا لیکن آپ اس وقت تک انکار کرتی رہیں جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہو گئے۔ جب آپ مسلمان ہوئے تو اُمّ سُلیم نے کہا میں آپ سے شادی کروں گی اور اسلام کے سوا اور کوئی مہر نہ لوں گی۔

(الطبقات ابن سعد جلد 8 صفحه 446 باب تسمیة النساء الأنصار البایعات)

چنانچہ اسی حق مہر پر آپ کی شادی طے پا گئی۔ ان میاں بیوی میں محبت، ایمان، یقین بڑھتا گیا۔ چنانچہ تاریخ میں مرقوم ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا تھا جس کی کنیت ابو عُمیر تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں مذاقاً فرماتے ابو عمیر! بلبل نے کیا کیا؟ ایک مرتبہ ابو عمیر بیمار ہوئے۔ ان کے والد گھر نہ تھے تو بچہ مرض سے وفات پا گیا۔ اُمّ سُلیم نے ان کے کفن وغیرہ کی تیاری کی اور کہا اس معاملہ کی خبر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو نہ پہنچاؤ۔ پھر رات کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آئے تو ان کے لئے خود کو سنوارا اور سنگھار کیا۔ پھر ابوطلحہ نے ابو عمیر کے بارہ میں پوچھا تو فرمانے لگیں وہ تو اپنی جگہ پر آرام سے ہے۔ پھر شوہر کے لئے کھانا پیش کیا۔ صبح اُمّ سُلیم نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو اس کی وفات کی خبر دی۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا اور اللہ کی بڑائی بیان کی اور فرمایا: خدا کی قسم میں تجھ کو صبر پر اپنے سے زیادہ غالب نہ ہونے دوں گا۔ چنانچہ جب صبح آپ کی ملاقات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی دونوں کے صبر کی تعریف فرمائی اور دعا دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس صبر اور اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے نتیجہ میں دونوں کو خوب نوازا۔ دونوں کو بلند مقامات عطا فرمائے۔ عبداللہ بن ابی طلحہ کے سات بچے ہوئے۔ ساتوں حُفّاظ قرآن تھے۔

(الاستیعاب جلد 4 صفحه 284 تا 285 کتاب الکنی نمبر 3139)

حضرت اُمّ سُلیم کے بارہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک کشف کا ذکر کرتے ہوئے جس میں آپ کو جنّت کی سیر کرائی گئی فرمایا: جنت میں داخل ہوا تو وہاں مَیں نے کسی کی آہٹ سنی۔ پوچھا کون ہے؟ تو جواب آیا یہ انس بن مالک کی والدہ ماجدہ ہیں۔

(التاج الجامع للأصول فی احادیث الرسولؐ جلد 3 صفحه 386)

اس واقعہ میں بہت سے سبق ہیں اور میاں بیوی کی ازدواجی زندگی کے لئے کئی ایک رہنما اصول ہیں۔ حضرت اُمّ سُلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا نے بھی شادی کے لئے دین کے پہلو کو مقدم رکھا اور دونوں میاں بیوی نے اپنے لختِ جگر کی وفات پر جس صبر کا مظاہرہ کیا اور مسابقت کی روح کا نمونہ دکھایا وہ بے مثال ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی خدا سے خبر پا کر تعریف فرمائی۔ خاتون نے اپنے خاوند کا خیال کرتے ہوئے کہ سفر سے تھکے آئے ہیں لختِ جگر کی وفات پر ساری رات انہیں نہ بتایا کہ وہ آرام کر لیں اور غیر معمولی حوصلے کا مظاہرہ کیا۔ اسی طرح یہ موقع ایسا تھا کہ خاوند ایسے موقع پر سیخ پا بھی ہو سکتا تھا کہ اتنا بڑا واقعہ ہو گیا اور مجھے بتایا تک نہیں لیکن حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے قطعاً کوئی ایسی بات نہ کی بلکہ صبر و استقامت میں اپنی زوجہ محترمہ کے ساتھ شریک ہو گئے اور ایک ایسا جملہ کہا جس سے دونوں میں مسابقت کی روح پیدا ہو گئی۔

حسین طرز عمل

حضرت زینب بنت ابی معاویہ رضی اللہ عنہا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ آپ فرماتی ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب کسی حاجت سے تشریف لاتے تو دروازے پر رک کر کھانستے تا اطلاع ہو جائے اور اچانک نہ آئیں کہ کوئی بات آپ کو ناگوار گزرے۔ اسی طرح ایک بار تشریف لائے تو کھانسنے لگے۔ میرے پاس ایک بڑھیا تھی جو ایک بیماری سے جھاڑ پھونک کر رہی تھی میں نے اس کو فوراً چارپائی کے نیچے چھپا دیا۔ جب آپ کو اس جھاڑ پھونک کا علم ہو گیا تو آپ نے سمجھایا کہ یہ طریق درست نہیں اور شرک ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سکھائی ہوئی شفایابی کے لئے دعا بتائی۔

(سنن ابی داؤد جلد 4 صفحه 13 باب فی تعلیق التمائم مطبوعه مکتبه المعارف للنشر والتوزیع)

شوہر کی اطاعت کرنے والی بیوی کا اجر

حضرت اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا زوجہ حضرت ابوسعید انصاری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عورتوں کی نمائندگی کرتے ہوئے عرض کی:

باقی صفحہ نمبر 4 پر ملاحظہ فرمائیں

حُسنِ تعلیم ہر دل کے لئے

ڈاکٹر الطاف قدیر۔ کینیڈا

(دوسری اور آخری قسط)

تعلیم اور نفسیات کے ملتے ہوئے سمندر

تعلیم کے مضمون نے بہت سے علوم کی برسات میں رنگا رنگ پھول لگائے۔ نفسیات کا مضمون اور علم التعلیم (Education) کا پرانا ساتھ رہا ہے۔ تعلیمی نفسیات نے حصول تعلیم کے بارے میں نظریات اور تحصیل علم کی جانچ کے ٹیسٹ استعمال کر کے بعض سنگ میل قائم کئے اور بعض موضوعات قابل بحث رہے۔ اس طرح آراء تقسیم رہیں۔ نفسیات نے لوگوں کے سیکھنے کے عمل میں فرق یا انفرادی اختلافات کے عمل کو اُجاگر کیا۔ اس ضمن میں IQ ٹیسٹ کی ایک لمبی تاریخ ہے اور اس بارے میں بھی مختلف آراء رہی ہیں۔ یہ ٹیسٹ ذہن کی آزمائش، یادداشت کی وسعت اور دیگر عوامل سے کرتے رہے ہیں۔ اِسی طرح بعد کے دور میں مختلف لوگوں میں ادراک اور سمجھنے کے انداز کی وضاحت پر زیادہ توجہ دی گئی۔

وقت کے ساتھ ترجیحات اور طرز تحقیق میں بھی مقبولیت بڑھنے اور گھٹنے کے عوامل نظر آتے ہیں۔ (جب کسی موضوع کے بارے میں اخبارات میں زیادہ مضامین شائع ہوں تو بعض جگہ لکھا جاتا ہے۔ اس موضوع کو زیادہ روشنائی (Ink) مل رہی ہے۔ اب کمپیوٹر کے دور میں شاید یہ کہیں گے کہ اِسے زیادہ Bytes مل رہے ہیں!)۔ نفسیات اور سماجی عوامل کے عدسوں سے ایسے تحقیقی مضامین منظر عام پر آئے جن میں افراد کے تجربات سے گزرنے، ماحول کے نقوش، اقتصادی تفریق اور گھریلو زندگی کے لحاظ سے تعلیم پر ہونے والے اثرات کا تجزیہ کیا گیا۔

علم ریاضی کی تدریس کیسے بہتر ہوسکتی ہے، اس بارے میں مختلف آراء رہی ہیں۔ تھارن ڈائیک نے 1922ء میں اعداد اور ان کی تخصیص کی بار بار مشقوں (یعنی Associationist کا طریق) پر زور دیا۔ برونیل نے 1930ء میں نفسیات کے بعض نظریات کی روشنی میں معنوی طرز پر سیکھنے (Meaningful Practice) کی جانب رُخ کیا۔ ایک اور ماہر پیاجے (Piaget) نے Constructivist نظریات کے لحاظ سے یہ اجاگر کیا کہ جب بچے اپنی پہلے سے موجود سوچ کے خاکوں میں نئے تخیل نہیں ڈھال سکتے تو وہ سوچ کے نئے خاکوں کی تعمیر کرتے ہیں۔ تعلیمی نفسیات نے پڑھنے کے عمل یا ریڈنگ کے بارے میں بھی مختلف نظریات پیش کئے ہیں۔ ایک نظریے کی رُو سے لسانی تدریس کو مکمل زبان (Whole Language اور Whole Word) کے رنگ میں سکھانا بھی ایک طریق ہے، جس میں حروف کی شکلوں کے لحاظ سے الگ الگ مشق نہیں کی جاتی بلکہ بچے کو مکمل الفاظ یا جملوں کو سمجھنے کی جانب راغب کیا جاتا ہے۔

دوسرا نظریہ حروف کی آوازوں کے لحاظ سے مشق (Phonics) پر زور دیتا ہے۔ بعض ناقدین کی نظر میں دونوں نظریات کے حمایت کرنے والوں کے پس منظر میں کچھ اور مقاصد بھی کارفرما ہوتے ہیں، مثلاً وہ گروہ جو طلبہ مرکز تدریس (Child Centered) کا حامی ہو یا وہ گروہ جو امتحانات پر توجہ مرکوز رکھتا ہو (بہت سے ممالک میں تعلیم کے عمل کے چلانے میں حکومت فیصلے کرتی ہے اور پھر رائے عامہ کے دباؤ میں آکر یہ فیصلے بعض اور عوامل کے تحت ہو جاتے ہیں)۔ زبانوں کے سیکھنے میں الفاظ کی شکلوں، آوازوں، بعض مقامات پر آواز کے اُصولوں میں تبدیلی اور پھر ان کے معنوی لحاظ سے مکمل معنی سمجھنے کے لئے دونوں آراء کی اہمیت ہے۔ اِس طرح دونوں نظریات کے لحاظ سے مدد لی جاسکتی ہے جس میں الفاظ کی آوازوں کے ساتھ مناسبت قائم کرنے اور معنوی گہرائیوں کی کڑیاں ملانے کا عمل ہے۔ تعلیم اور نفسیات میں صدیوں کے سفر نے بہت سے نظریات کو اپنایا اور ٹھکرایا اور کبھی پرانا طریق پھر نیا بن کر لوٹ آیا۔ دنیا کے تدریس کے آسمان پر آج بھی مختلف اندازِ تعلیم کے کارواں گردش میں ہیں۔ ہر سیکھنے والے کو اپنے لئے خود تجربہ کر کے بھی دیکھنے کی اہمیت واضح ہے کہ کس طرح بہتر طریق پر بات سمجھ میں آرہی ہے۔ مختلف انداز ہائے تحصیل علم میں سے بہترین راہوں کا پرحکمت انداز میں استعمال بھی قابل غور امر ہے۔

علم التعلیم اور نفسیات کی دنیا میں میٹا کاگنِشن (Metacognition) کا بھی ذکر ملتا ہے۔ یہ وہ عمل ہے جس میں سیکھنے والے کو اپنے سیکھنے کے بارے میں خود ہی اندازہ بھی ہوتا رہتا ہے کہ وہ کس حد تک سمجھ کی بلندیوں پر ہے۔ اسی طرح کیا امور سمجھ میں نہیں آرہے ہیں، ان کی بھی نشاندہی ہوسکتی ہے۔ انسان میں یہ ایک حیرت انگیز نظام ہے جس کے بارے میں انسان اپنی سمجھ کو بیدار کر کے بھرپور فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ اس عمل کے بتدریج استعمال سے تفہیم کی بہتر منزلوں کی جانب قدم بڑھائے جاسکتے ہیں۔ سیکھنے والا اس امر پر بھرپور توجہ دے کہ:

کون سے پہلو سمجھ میں آرہے ہیں، کون سے الفاظ مشکل ہیں جو معنی سمجھنے میں رکاوٹ بن رہے ہیں، کس پہلو کو دوبارہ یا نئے انداز سے سمجھنا چاہئے، جو بنیادی تصورات پہلے سے واضح نہ تھے ان کے بارے میں راہنمائی کیسے حاصل کریں۔ اپنے ذہن کی دنیا کے شہر در شہر اور ذرّہ در ذرّہ ہر جا کا مسلسل معائنہ خود اپنے ہی تصورات کی تشکیل کا گویا ایک معلم بن جاتا ہے۔

انسانی دماغ کے نیورون (Neuron)، ایگزون (Axon) اور ڈینڈرائٹس (Dendrites) کے باہم ربط کا حال بعض رموز کے تعلق تو دکھا سکتا ہے، تاہم اس عمل سے خیالات کی کائنات کے سب ستاروں در ستاروں کی کیفیات اور احساسات کا مکمل خاکہ نہیں اُبھر سکتا ہے۔ ذہن میں خیالات کے اُبھرنے کا عمل اتنا حیرت انگیز اور وسیع ہے کہ اس کا مکمل احاطہ کرنا مشکل ہے۔ اس طرح انداز ہائے تحصیل علم کے لئے وسعت نظر اور علم و عرفان کی دنیا مزید وسیع ہوتی ہے۔

دیا ہے عشق نے تیرے یہ کتنا لمبا سفر
ستارے پاس بھی لگتے ہیں دُور بھی ہیں بہت

○

سکھائے عشق نے تیرے محبتوں کے علوم
ہے خود کو پڑھنے کی دنیا یا عمر بھر کا جنون

❁❁

نفسیات اور نیورو سائنس

نفسیات اور نیورو سائنس کے مضامین میں تحقیق کے لحاظ سے قربت آئی اور نفسیات کے آسمان کا روشن ستارہ جو ادراک (Cognition) سے تعلق رکھتا ہے۔ اس میں اہم جزو ہے۔ اِس طرح کاگ نیٹو نیورو سائنس (Cognitive Neuroscience) کے مضمون نے میدان تحقیق کی آبیاری شروع کی۔ تحقیق کے اس عمل میں جن لوگوں کو اپنی یادداشت کے لحاظ سے بعض مشکلات تھیں ان کا بھی تجزیہ کیا گیا۔ نیورو سائنس کے پاس تجزیہ کے لئے ایک اہم چیز نیورو امیجنگ (Neuroimaging) ہے۔ اس کی مدد سے دماغ کے اندر مختلف حصوں میں نیورون کے نقوش سے بننے والے خاکوں کا تجزیہ کیا جاتا ہے اور اس بناء پر بعض تجزیات یا مفروضات سے کچھ نتائج قائم کئے جاتے ہیں۔ اس ضمن میں IQ ٹیسٹ کے لحاظ سے یادداشت کے متعلق عوامل، ارتکاز کے پہلو اور بعض جذباتی نشوونما کے پہلوؤں پر تحقیق زیر عمل آئی۔ پڑھنے کے عمل (Reading) کے دوران دماغ کے کن حصوں کا کیسے استعمال ہوتا ہے، یہ پہلو بھی کچھ اعداد و شمار (Data) کے ساتھ زیر بحث آیا ہے۔

دنیا میں کثیر تعداد میں زبانیں بولی جاتی ہیں (مثلاً عربی، انگریزی، جرمن، اُردو) اسی طرح بعض زبانیں ایسی ہیں جن کا اندازِ تحریر کچھ تصویری سا ہوتا ہے، جس میں چینی زبان بھی شامل ہے۔ شائد یہ خیال بھی قائم ہو کہ مختلف زبانوں کے سیکھنے میں دماغ کے مختلف نیورل سرکٹس (Neural Circuits) تشکیل پاتے ہیں۔ تاہم اب تک کی تحقیق بتاتی ہے کہ نیورو امیجنگ (Neuroimaging) کے لحاظ سے ان میں نیورل سرکٹس (Neural Circuits) کا ملتا ہوا خاکہ ہی ہوتا ہے۔ اس طرح یہ بات واضح ہوئی کہ نفسیات اور نیورو سائنس نے مل کر کاگ نیٹو نیورو سائنس (Cognitive Neuroscience) کی تحقیق کے لئے اہم کردار ادا کیا۔

ایجوکیشنل نیورو سائنس کی داغ بیل کا دور

تحقیق کی دنیا اگلی منزلوں کی طرف گامزن رہی اور اب ایجوکیشن کے زیر نظر تحقیقی سوالات کے لئے نیورو سائنس (Neuroscience) سے مدد لی جانے لگی اور یہ اس وقت ایک تیزی سے اُبھرتا ہوا مضمون ہے۔ دیگر جنم لینے والے عام مضامین کی طرح اس کے لئے بھی آراء میں کچھ فرق ضرور ہیں۔ جہاں کچھ فوائد نظر آرہے ہیں وہاں کچھ مسائل بھی درپیش ہیں۔ امریکی صدر جارج ایچ ڈبلیو بش نے 1990ء کی دہائی کو دماغ کے لئے ایک اہم دور قرار دیتے ہوئے ”Decade of the Brain“ کا نام دیا۔ وہ دور بھی گزرا اور سن 2013ء میں براک اوباما نے دماغ کے بارے میں تحقیق کے لئے ایک پروگرام شروع کیا جسے R.A.I.N_B (یعنی Brain Research Through Advancing Innovative Neurotechnologies کا نام دیا)۔

اس طرح دنیا بھر کی جامعات (Universities) میں انسانی ذہن اور دماغ کے بارے میں شعبہ جات بڑھنے لگے ہیں۔ اس بارے میں معلومات کو عام فہم بنانے کے لئے رسائل اور تقاریر کے سلسلے تیز رفتاری سے وسعت پا رہے ہیں۔ انسانی دماغ میں بننے والے نیورل نیٹ ورکس (Neural Networks) کو بعض جدید آلات (fMRI, EEG, ERP) کی مدد سے زیر تجزیہ لانے کے عمل سے کاگنیٹو نیورو سائنس (Cognitive Neuroscience) پر تحقیق کے لئے دنیا بھر کی متعلقہ تجربہ گاہوں میں خاص دلچسپی کے ساتھ کام ہو رہا ہے۔ ان تجربات کے نتائج کی مدد سے دیگر موضوعات کے علاوہ ان سوالات کا جواب بھی تلاش کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ مثلاً ڈسلیک سِک ریڈر (Dyslexic Reader) کے دماغ میں نیورل اسٹرکچرز (Neural Structures) اور پیٹرنز آف ایکٹیویشن (Patterns of Activation) کے کیا فرق ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح اِن عوامل کو ڈسکیلکولک (Dyscalculic) یعنی اعداد و شمار کے عمل یا ریاضی میں دشواری کا سامنا کرنے والے افراد کی تدریس کے لئے کس طرح مفید بنایا جاسکتا ہے۔ لسانیات کی تدریس کے لئے مختلف افراد میں کیا فرق ہوسکتے ہیں۔ جہاں پہلے محض سیکھنے کے انداز و اطوار (Behaviour) کی بناء پر نتائج اخذ کئے جاتے تھے، اب ان مفروضوں کی جانچ کے لئے دماغ کی کارکردگی کو نیورو امیجنگ (Neuroimaging) کی مدد سے بھی پرکھا جارہا ہے۔ اس طرح امید کی جارہی ہے کہ ان تحقیقات کی مدد سے بعض آموزشی نمونے (Learner Models) بنائے جاسکیں گے جن سے کسی حد تک مدد لی جاسکے گی۔ عام طریقہ ہائے طرز تحقیق میں نظر آتا ہے کہ ماہرین تحقیق از خود بھی کسی خاص تحقیق کے طریقے کی جانب زیادہ رجحان رکھتے ہیں۔

یہ بحث بھی زور پکڑ رہی ہے کہ محض نیورو سائنس (Neuroscience) پر ہی پوری توجہ نہ رکھی جائے بلکہ انسان کے سیکھنے کے عمل کی اس کے سماجی، نفسیاتی اور دیگر پہلوؤں کے تناظر میں جانچ کی جائے۔ اس وسیع کام کے لئے مختلف تحقیق کاروں، اسکولوں کے اساتذہ، پالیسی بنانے والوں اور ایک دور رس سلسلے کی ضرورت ہوگی۔ اس عمل میں اسکولوں کے اساتذہ بھی محقق بن کر دیگر ماہرین کے ساتھ مل کر کام کریں تو بہتر کارکردگی کے راستے کھل سکتے ہیں۔

فِن لینڈ نے اپنے نظام تعلیم کو بہتر بنانے کے لئے بہت سے اقدامات کئے اور بین الاقوامی امتحانات (PISA) میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ دیگر بہت سے بھرپور اقدامات کے علاوہ اس کی ایک وجہ یہ بھی بتائی گئی کہ وہاں اساتذہ بھی محقق بن کر اپنے تدریسی عمل کی متواتر جانچ کرتے اور دیگر ماہرین کے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں۔ اِسی طرح فن لینڈ میں اساتذہ کے شعبہ کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

سوشل نیورو سائنس Social Neuroscience

اس مضمون کے ماہرین کا نظریہ ہے کہ دماغ کو محض ایک حیاتیاتی عضو کے طور پر ہی نہ دیکھا جائے بلکہ دماغ کو اس کی سماجی دنیا اور ماحول میں کارکردگی کے ساتھ ملا کر تجزیہ کیا جائے۔ اس مضمون میں اہم نکتہ سوشل اور نیورو عوامل کو ملا کر ایک بین الکلیاتی (Interdisciplinary) مضمون کی شکل دی گئی ہے۔ اس میدان میں شائع ہونے والی کتب میں سے بعض تحقیق نگاروں نے اپنی کتاب کا زیادہ میلان سماجی (Social) پہلو کی طرف رکھا ہے تو بعض مصنفین نے اپنی کتاب میں نیورو سائنس (Neuroscience) کے لحاظ سے زیادہ امور پیش کئے ہیں۔ سوشل نیورو سائنس کا شعبہ ابھی قدرے نیا ہے اور اس میں بہت سے دوسرے مضامین کے ارتباط اور تجزیات کے دروازے کھلے ہیں۔ مقامی ضرورتوں کے

باقی صفحہ نمبر 4 پر ملاحظہ فرمائیں

جواللہ پر توکّل کرتے ہوئے اس کی خاطر قربانی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بے انتہا نوازتا ہے

(نصیر احمد قمر۔ ایڈیٹر الفضل انٹرنیشنل)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”مال کا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بھی انسان کی سعادت اور تقدّس شعاری کا معیار اور محک ہے۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 95، 96 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اسی طرح آپ علیہ السلام نے فرمایا:

”خدا تعالیٰ کی رضا مندی جو حقیقی خوشی کا موجب ہے حاصل نہیں ہوسکتی جب تک عارضی تکلیفیں برداشت نہ کی جاویں۔“

پھر فرمایا: ”مبارک ہیں وہ لوگ جو رضائے الٰہی کے حصول کے لئے تکلیف کی پرواہ نہ کریں کیونکہ ابدی خوشی اور دائمی روشنی اس عارضی تکلیف کے بعد مومن کو ملتی ہے۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 76 ۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز نے حضور علیہ السلام کے مذکورہ بالا ارشادات کا تذکرہ اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 11 ؍نومبر 2016ء میں کرنے کے بعد فرمایا:

”آج کل کی دنیا سمجھتی ہے کہ مال جمع کرنا اور اسے صرف اپنے آرام و آسائش کے لئے خرچ کرنا ہی ان کے لئے خوشی اور سکون کا باعث بن سکتا ہے۔ لیکن ایک مومن جس کو دین کا حقیقی ادراک اور شعور ہو سمجھتا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے دنیا کی نعمتیں اور سہولتیں انسان کے لئے پیدا فرمائی ہیں لیکن زندگی کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہے، تقویٰ پر چلنا ہے۔“

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس خطبہ جمعہ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں اموال کو خرچ کرنے کی اہمیت، اس کے تقاضوں اور برکات کا نہایت ہی بصیرت افروز تذکرہ کرتے ہوئے افراد جماعت کی مالی قربانیوں کے بہت ہی دلچسپ اور ایمان افروز واقعات کا بھی نمونۃً ذکر فرمایا کہ کس طرح وہ اپنے پاک اموال میں سے خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر خرچ کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ انہیں اس کا اجر بھی اپنے وعدوں مطابق کئی گنا بڑھا چڑھا کر عطا فرماتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”... حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں میں وہ انقلاب پیدا کیا جو دنیاوی خواہشات کو پسِ پشت ڈال کر، پیچھے کرکے دین کو مقدم کرنے والا تھا۔ لیکن کیا قربانی کی جو روح آپ نے اپنے اُن ماننے والوں میں پیدا کی تھی جو براہ راست آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے تھے وہ ختم ہوگئی؟ اُس وقت تک تھی؟ اگر ایسا ہوتا اور اگر ایسا ہے تو پھر جماعت کے قدم ترقی کرنے والے کبھی نہیں ہوسکتے اور نہ کبھی ترقی کی طرف اٹھتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے یہ بھی وعدہ فرمایا تھا کہ تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا اور اس کے لئے مخلص اور فدائی اور قربانیاں کرنے والی جماعت کی بھی ضرورت تھی۔ **اسی طرح آپؑ نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پاکر یہ خوشخبری بھی دی تھی کہ آپ کے بعد یہ نظام خلافت جاری ہوگا جو آپ کے کام کی تکمیل کرے گا اور جس کے ساتھ جُڑ کر مخلصین اس کام کو سرانجام دیں گے۔ چنانچہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کس طرح پورے فرماتا چلا جارہا ہے۔ مخلصین کی ایک جماعت ہے اور خلافت کے ساتھ جُڑ کر جان، مال اور وقت کی قربانی دے رہی ہے۔**“

اسی طرح فرمایا: ”مالی قربانیوں اور اس پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے بیشمار واقعات ہیں جو میرے پاس آئے لیکن میرے لئے مشکل ہوگیا تھا کہ ان میں سے کون سے نکالوں۔ چند ایک مَیں نے پیش کئے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا تقریباً ہر ملک میں رہنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہی سلوک ہے۔ **جو اللہ تعالیٰ پر توکّل کرتے ہوئے اس کی خاطر قربانی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بے انتہا نوازتا ہے۔ ایک عقل رکھنے والے انسان کے لئے احمدیت کی سچائی کا یہی ثبوت کافی ہے کہ کس طرح قربانیوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ قربانی کرنے والوں کو نوازتا ہے اس لئے کہ یہ چندے خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت میں خرچ ہوتے ہیں**“۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 11 ؍نومبر 2016ء)

....

اگر احباب جماعت اس پہلو سے اپنے ایسے ذاتی واقعات و تجربات جو خدا تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدوں کے ایفاء اور اس کی نصرت و تائید اور اس کے فضلوں اور برکات پر مشتمل ہیں ہمیں لکھ کر بھجوائیں تو ہم انشاء اللہ انہیں الفضل انٹرنیشنل میں شائع کریں گے۔

ذیل میں کینیڈا سے مکرمہ امۃ الباسط بشیر صاحبہ اہلیہ مکرم ادریس احمد صاحب بشیر کا مُرسلہ ان کا ذاتی واقعہ ہدیۂ قارئین ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی برکات کا ایک غیر معمولی اظہار اپنے اندر رکھتا ہے۔

....

مکرمہ امۃ الباسط بشیر صاحبہ آف کینیڈا لکھتی ہیں:

”میرا مولا کتنا رحیم و کریم ہے۔ وہ ہستی باری تعالیٰ ہمیں پہلے تو ہر قسم کی آفات سے بچنے کے راستے بتاتا ہے۔ پھر وہ اپنے بندوں کو بعض اوقات آزمائش میں بھی ڈالتا ہے۔ اگر ہم اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی کوشش کریں تو ہمیں نہ صرف ان پریشانیوں سے نجات دیتا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر نوازتا بھی ہے۔ مَیں اکثر سوچتی ہوں کہ احمدیت کے وہ سپوت جو اپنی زندگیاں اپنے مولا کی راہ میں قربان کردیتے ہیں اور بخوشی موت کو گلے لگا لیتے ہیں یا پھر وہ لوگ جو زندہ تو رہتے ہیں مگر اپنی زندگی کا ہر لمحہ سلسلہ کی خدمت کے لئے وقف کردیتے ہیں، ان کی زندگی خلیفۂ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے گزرتی ہے، ان کے ساتھ خدا تعالیٰ کا کیسا عظیم سلوک ہوگا؟ میری سوچ وہاں تک نہیں پہنچ سکتی۔ جبکہ میرے جیسی معمولی اعمال والی عورت جس نے کبھی بھی کچھ ایسا نہیں کیا جس پر فخر کیا جاسکے لیکن میرا مولا واقعی رحیم و کریم ہے کہ خلافت کی برکت سے، نظام جماعت کی برکت سے مجھے بھی اپنی رحمت کی چادر سے ڈھانپ لیتا ہے۔

میرا خیال ہے یہ بات 1987ء اور 1988ء کے درمیانی وقت کی ہے۔ ہماری ٹورنٹو (کینیڈا) کی مسجد بیت الاسلام، بنانے کا پلان تیار ہورہا تھا۔ ایک روز میرے شوہر ادریس احمد صاحب گھر آئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ مسجد کے لئے چندہ کی تحریک کی غرض سے آج مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب ہمارے گھر تشریف لا رہے ہیں۔ مکرم مہدی صاحب اُس وقت امیر و مشنری انچارج کینیڈا تھے۔ ہم لوگ 1987ء میں ویسٹ افریقہ لائبیریا سے آئے تھے۔ کچھ رقم ہمارے پاس تھی جو ہم افریقہ سے لائے تھے جس سے ایک معمولی سی گاڑی اور ایک اس وقت کے مطابق اچھا خاصا گھر خرید لیا تھا۔ بہت معمولی سی نوکری کرتے تھے اور اپنا گذارہ کرلیتے تھے۔ جب میرے میاں نے مہدی صاحب کی آمد کی اطلاع دی تو میں نے کہا جو چوڑیاں میں نے پہنی ہوئی تھیں وہ تو میں نے ابتدا میں ہی تحریک کے وقت دے دی تھیں تاہم آپ فکر نہ کریں میرے پاس کچھ اور چیزیں ہیں انشاءاللہ ہم وہ دے دیں گے۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ امیر صاحب کی آمد پر ہمارے گھر میں سونے، چاندی یا ڈائمنڈ کا جو کچھ بھی تھا سب ان کی خدمت میں پیش کردیا۔ الحمدللہ۔ باقی لوگوں نے ہمارے سے بہت بڑھ کر قربانیاں کیں۔ ہم تو آٹے میں نمک برابر بھی حیثیت نہیں رکھتے تھے۔

اس کے کچھ عرصہ بعد پیغام ملا کہ امیر صاحب نے ساری جماعت کو جہاں مسجد بننے والی تھی اس احاطہ زمین پر جمع ہونے کو فرمایا ہے۔ وہ شائد ستمبر کا مہینہ تھا، چاندنی رات تھی۔ کھلا میدان، عشاء کے بعد کا وقت، ہلکی ہلکی ٹھنڈ بھی تھی، سب لوگ اس میدان میں کرسیوں پر بیٹھے تھے کہ امیر صاحب نے مسجد کی اہمیت اور چندہ کی اپیل پر تقریر شروع کی۔ یقین مانیے وہ سماں اور وہ وقت مَیں آج بھی نہیں بھولی۔ لگتا تھا فرشتے آسمان سے اتر رہے ہیں اور حاضرین کے دل و دماغ کو مسجد کی تعمیر کے لئے تیار کرچکے ہیں۔ لوگوں کے پاس جو کچھ تھا وہ دے چکے تھے مگر یہ تو کچھ بھی نہیں تھا۔ ابھی بہت لمبا سفر باقی تھا۔ میٹنگ ختم ہونے پر واپسی پر میرے میاں نے مجھے بتایا کہ باسط! میں نے ایک ہزار ڈالر کا وعدہ لکھوادیا ہے جو فوری ادا کرنا ہے۔ قسطیں نہیں ہوسکتیں۔ ضرورت فوری ہے۔ مَیں ایک دم گھبرا گئی کہ نئے آنے والوں کے لئے یہ بڑی رقم تھی۔ ہم کیسے ادا کریں گے؟ بہرحال دعا کا ہتھیار استعمال کیا۔ اس کے علاوہ اور چارہ کیا تھا؟

عملی طور پر ہم نے Flyer تقسیم کرنے کا سوچا اور اپلائی کردیا۔ بدھ، ہفتہ، اتوار تین دن Flyer تقسیم کرنے تھے۔ ایک Flyer کی اُجرت تین سینٹ تھی۔ ہمارا سارا گھر Flyer سے بھرا ہوتا تھا۔ ہماری بیٹی جس کی عمر 9 یا 10 سال تھی اس کو بھی ساتھ لینا اور ہم نے اسے بھی Flyer دینے۔ چار ہفتوں بعد ہمیں تقریباً ایک ہزار ڈالر مل جاتے۔ میلوں میل کا علاقہ ہم Cover کرتے تھے۔ جس میں سے ہم صرف گیس (پٹرول) کے پیسے رکھتے باقی مسجد کے لئے چندہ دیتے تھے۔ یہ سلسلہ مسجد مکمل ہونے تک رہا۔ ایک دفعہ یاد ہے بھوک نے بہت ستایا تو Subway کا ایک Sandwich اس رقم سے لے کر کھایا تھا۔ میں نے اپنے گھر میں صبح کی چائے سے رات کے آخری کھانے تک کبھی کوئی کام نہیں کیا تھا۔ سب کام نوکر کرتے تھے۔ لیکن یہ اب پرانی بات ہوچکی تھی۔ ہم اپنے کام میں اتنے مگن تھے کہ تھک بھی بہت جاتے تھے۔

پھر کیا ہوا؟ ایک آزمائش آگئی شائد خدا کو ایسے ہی منظور تھا کہ میرے شوہر کی نوکری جو وہ Toronto Dominion Bank میں کرتے تھے چھوٹ گئی۔ کیونکہ دو بینکوں کا آپس میں اِدغام ہوگیا تھا اور ان میں سینئر لوگوں کو رکھا گیا۔ اِنہیں تو بینک میں کام کرتے ہوئے تھوڑا ہی وقت ہوا تھا۔ اسی دوران بیٹی بھی بڑی ہوچکی تھی۔ کالج، یونیورسٹی کے اخراجات تھے۔ میاں کی نوکری چھوٹ گئی۔ صرف مَیں کام کررہی تھی۔ اس سے گھر نہیں چل سکتا تھا۔ ہمیں Toronto کے North میں ایک جگہ پہاڑی پر واقع چھوٹا سا گاؤں ہے اس میں ایک کاروبار مل گیا جو ہم نے خرید لیا۔ صرف کاروبار خریدا، بلڈنگ نہیں۔ وقت تھوڑا آسانی سے گزرنے لگا۔ اپنا گھر جس میں ہم 1988ء سے رہ رہے تھے کرایہ پر دے دیا اور Moonstone کا گھر کرایہ پر لے لیا۔ یہ کرائے کا گھر واقعی بہت خوبصورت تھا۔ ایک جرمن انجینئر نے خود اپنے لئے بنوایا تھا۔ آگے پیچھے زمین بھی کافی تھی۔ اسی عرصہ میں پہلا گھر مارگیج کی اقساط ادا نہ ہونے کی وجہ سے بینک نے لے لیا۔ یوں ایک اَور آزمائش آپڑی۔ نیا کاروبار، بچی کی پڑھائی اور دوسرے گھر کا کرایہ، ہم سنبھل نہ پائے۔ جب میرا گھر بینک نے لے لیا تو میں سجدہ میں گرگئی اور اپنے مولیٰ سے واقعی لڑائی کی۔ اب میری اپنے مولا سے ہر سجدہ میں لڑائی ہوتی کہ مَیں تو کمزور انسان تھی۔ تیرا گھر بنانے کے لئے کیا کچھ نہیں کیا۔ سب کچھ تیری ہی عطا تھی۔ تیری ہی توفیق سے، تیری عطا میں سے دیا اور تُو تو میرا مولا ہے، میرا رب ہے۔ یہ کیا ہوا کہ میرے جیسی کمزور سے میری چھت ہی چھین لی۔ اِدھر میرا یہ سلسلہ میرا میرے مولا کے ساتھ چلتا رہا۔ دوسری طرف بھی سنیے۔ جس گھر میں ہم کرائے پر رہ رہے تھے اس گھر کے مالک کا نام Mr Bob Burg تھا۔ وہ ہر دو ہفتہ بعد آجاتا کہ آپ یہ گھر خرید لیں۔ میں بہت پریشان ہوتی۔ کہتی Mr Bob Burg مَیں یہ گھر نہیں خرید سکتی۔ میرے پاس پیسے نہیں۔ یہ سلسلہ تقریباً چھ ماہ تک چلتا رہا۔ وہ ہر دوسرے ہفتہ آجاتا۔ مَیں انکار کردیتی۔ وہ ہر دفعہ قیمت میں کمی کردیتا اور پھر نا کام چلا جاتا حالانکہ Moonstone میں گھر برائے فروخت لگائیں تو آٹھ گھنٹوں سے ایک ہفتہ تک بِک جاتے ہیں۔ اس جگہ کی خوبصورتی لوگوں کو کھینچ لاتی ہے۔ جب میں Mr Bob Burg کے بار بار کے اصرار سے تھک گئی اور اس نے قیمت بھی اتنی کم کردی جو اَب صرف ایک خالی پلاٹ کی بھی قیمت نہیں تھی تو مَیں نے اس سے کہا کہ وجہ یہ ہے کہ ایک سال سے بھی کم عرصہ ہوا ہے میرا گھر قسط کی ادائیگی نہ ہونے پر بینک نے لے لیا ہے اس لئے میں گھر نہیں لے سکتی، بینک بھی نہیں مانے گا۔ تو وہ کہنے لگا مَیں آپ کو Mortgage دوں گا۔ مَیں ایسا کرسکتا ہوں۔ ایک سال کے بعد آپ کو Royal Bank سے منسلک کردوں گا۔ مَیں نے کہا ٹھیک ہے مگر میرے پاس Down payment کے لئے بھی پیسے نہیں ہیں۔ تو اس کا جواب تھا جو آپ نے ایک سال کا کرایہ دیا ہے اس کا کچھ پرسنٹ میں Down payment Consider کرلوں گا۔ قصّہ مختصر اس طرح ہم اس گھر کے مالک بن بیٹھے۔

جب بھی کوئی مہمان یا ملنے والا اس گھر کی تعریف کرتا ہے تو مَیں اپنے مولیٰ کے احسانوں کو یاد کرتی ہوں۔ یقین کریں ہم بالکل اس قابل نہیں تھے۔ یہ صرف اور صرف میرے مولا کا احسان اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ خدا کے وعدوں کے مطابق اس کی محبت کا سلوک ہے۔ آج نہ صرف یہ خوبصورت گھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے بلکہ ہماری وہ بیٹی جو ”مسجد بیت الاسلام“ کے لئے چندہ دینے کی غرض سے ہمارے ساتھ سخت سردی کے موسم میں بھی فلائرز کی تقسیم میں مدد دیتی تھی اسے بھی ہمارے قریب ہی اپنا گھر بنانے کی توفیق بخشی ہے۔ وہ واقعی رحیم و کریم مولا ہے۔ ہم اس کے احسانات کا جتنا بھی شکر کریں کم ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ اخلاص اور وفا کے ساتھ خلافت اور نظام جماعت سے وابستہ رکھے اور اپنے وعدوں کے مطابق برکات سے نوازتا رہے۔ آمین

’یلاش‘ ۔ خدائے واحد و لاشریک کا ایک نام۔

اس خوبصورت نام پر اعتراضات کا جواب

عطاء المومن زاہد۔ استاد جامعہ احمدیہ یو کے

خدا تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں اپنے رسولوں اور پیغمبروں کی سچائی کی ایک نشانی یہ بھی بتائی ہے کہ ہمیشہ جنّ و اِنس کے شیاطین میں سے ان کے دشمن مقرر کر دیئے جاتے ہیں جو دھوکہ کے ساتھ جھوٹی باتیں آپس میں ایک دوسرے کو بتاتے ہیں۔ انہی شیاطین کی ایک پکّی علامت یہ بھی بیان کی گئی کہ وہ خدا کے برگزیدوں، ان کی لائی ہوئی تعلیم اور ان کے پیغام کے ساتھ ہنسی، ٹھٹھا اور استہزاء کرتے ہیں۔ ایک طرف یہ شیاطین امام وقت سے دشمنی اور استہزاء کر کے علمی، روحانی اور عقلی لحاظ سے زندگی کے چشمہ سے دُور جا گرتے ہیں اور دوسری طرف امام الزمان پر خدا اپنی جناب سے دینی و دنیوی علوم کے دروازے کھول دیتا ہے اور ہدایت کا آفتاب اس کے دل میں روشن کر دیتا ہے۔ ان دونوں گروہوں کے آپس کے روحانی اور علمی تفاوت کو حافظِ شیراز کا یہ مصرع خوب واضح کرتا ہے۔

ے چراغِ مردہ کجا، شمعِ آفتاب کجا

گزشتہ دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ایسے ہی مخالفین کی چند تحریرات اور ویڈیوز وغیرہ نظر سے گزریں جن میں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر کے بارہ میں خوب ٹھٹھا کیا اور اپنی دانست میں انہوں نے ایک بہت بڑا اعتراض پیدا کیا۔ لیکن درحقیقت ان کا تمام استہزاء ان کے اپنے علمی افلاس کا اعلان تھا۔

اعتراض کچھ یوں کیا جاتا ہے کہ:

’مرزائیوں کا خدا بھی مختلف ہے۔ یہ لوگ ایک اللہ کو نہیں مانتے بلکہ انہوں نے ایک اور خدا بنا رکھا ہے جس کا نام ’یلاش‘ ہے۔ خدا تعالیٰ کا اصل نام تو اللہ ہے اور باقی جو بھی خدا کے ننانوے صفاتی نام مشہور ہیں ان تمام ناموں کو دیکھ لیں کہیں بھی آپ کو خدا کا نام یلّاش نہیں ملے گا۔‘

ان حضرات کے اس اعتراض کی مزید تفصیل جاننے کی کوشش کی تو سوشل میڈیا پر ان کی طرف سے جاری ایسی بدکلامی دیکھنے کو ملی کہ یقین ہو گیا کہ علمی افلاس کے ساتھ ساتھ اخلاق و روحانیت بھی زندہ درگور کئے جا چکے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ خیر ان حضرات کے ذکر کو چھوڑ کر ہم اس اعتراض کی حقیقت پر غور کرتے ہیں۔

سب سے پہلے ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس بابرکت تحریر کو دیکھتے ہیں کہ جس پر یہ اعتراض اٹھایا گیا۔ حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:

”خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ یَلَاشْ خدا کا ہی نام ہے یہ ایک نیا الہامی لفظ ہے کہ اب تک مَیں نے اس کو اس صورت پر قرآن اور حدیث میں نہیں پایا اور نہ کسی لغت کی کتاب میں دیکھا۔ اس کے معنے میرے پر یہ کھولے گئے کہ یَا لَا شَرِیۡکَ۔ اس نام کے الہام سے یہ غرض ہے کہ کوئی انسان کسی ایسی قابلِ تعریف صفت یا اسم یا کسی فعل سے مخصوص نہیں جو وہ صفت یا اسم یا فعل کسی دُوسرے میں نہیں پایا جاتا۔ یہی سرّ ہے جس کی وجہ سے ہر ایک نبی کی صفات اور معجزات اظلال کے رنگ میں اس کی اُمّت کے خاص لوگوں میں ظاہر ہوتی ہیں جو اس کے جوہر سے مناسبتِ تامّہ رکھتے ہیں تا کسی خصوصیت کے دھوکہ میں جہلا اُمّت کے کسی نبی کو لاشریک نہ ٹھہرائیں۔ یہ سخت کفر ہے جو کسی نبی کو یَلَاش کا نام دیا جائے۔ کسی نبی کا کوئی معجزہ یا اور کوئی خارق عادت امر ایسا نہیں ہے جس میں ہزارہا اور لوگ شریک نہ ہوں۔ خدا کو سب سے زیادہ اپنی توحید پیاری ہے۔ توحید کے لئے تو یہ سلسلہ انبیاء علیہم السلام کا خدائے عزّ و جلّ نے زمین پر قائم کیا۔ پس اگر خدا کا یہ منشاء تھا کہ بعض صفات ربوبیت سے بعض انسانوں کو مخصوص کیا جائے تو پھر کیوں اس نے کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی تعلیم کی جس کے لئے عرب کے میدانوں میں ہزارہا مخلوق پرستوں کے خون بہائے گئے۔ پس اے دوستو! اگر تم چاہتے ہو کہ ایمان کو شیطان کے ہاتھ سے بچا کر آخری سفر کرو تو کسی انسان کو فوق العادت خصوصیت سے مخصوص مت کرو کہ یہی وہ گندہ چشمہ ہے جس سے شرک کی نجاستیں جوش مار کر نکلتی ہیں اور انسانوں کو ہلاک کرتی ہیں۔ پس تم اس سے اپنے آپ کو اور اپنی ذریّت کو بچاؤ کہ تمہاری نجات اسی میں ہے۔“(1)

آپ اس تحریر کو پڑھیے اور اوّل سے آخر تک کئی بار پڑھ جائیے اور پھر للہ، انصافاً بتلائیے کہ کیا اس تحریر کے کسی ایک بھی لفظ سے یہ گمان گزرتا ہے کہ اس میں خدائے واحد و لاشریک کے سوا کسی اور معبود پر ایمان لانے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اگر یہ مخالفین بھی تعصب کی عینک اتار کر اور جوش جہالت کو ترک کر کے اس تحریر کو پڑھتے اور اس پر غور کرتے تو معلوم ہوتا کہ یہ تحریر تو توحید کے اس نور میں غوطہ زن ہو کر لکھی گئی ہے جو تمام آفاقی و انفسی معبودوں کی نفی کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ اس تحریر کے مطالعہ کے بعد علیٰ وجہ البصیرت یہ گواہی دی جا سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی سچی توحید کا نور نہ صرف اس تحریر کے عالی منصب مصنف کے اپنے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکا ہے بلکہ یہ تڑپ بھی ہے کہ اس کے عزیزوں کا تمام گروہ بھی اسی مبارک چشمہ سے سیراب ہو جائے۔ مگر بد اندیش کی اُس آنکھ کے کرشمے دیکھئے جس کا واحد ہنر عیب جوئی کرنا ہے کہ وہ تحریر جو خدا تعالیٰ کی سچی توحید کا مضمون بیان کرتی تھی اس پر شرک جیسا ناپاک الزام لگا دیا۔ ے

چشم بد اندیش کہ بر کندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر

یَلَاشْ کے اس مبارک الہامی نام سے جو کہ یَا لَا شَرِیۡکَ کا مخفف ہے، اس قدر نفرت کی وجہ بہت غور کرنے کے باوجود بھی سمجھ میں نہ آسکی۔ اگر یہ وہم ہو کہ یہ نام اللہ تعالیٰ کی کامل ذات (جو کہ تمام صفات کاملہ سے متصف اور تمام رزائل سے منزہ ہے) کے شایان شان نہیں ہے تو یہ بات ہرگز درست نہیں کیونکہ یہ نام تو اپنی تعریف و تشریح سے ایسے معبودِ برحق کا تصور پیش کرتا ہے جس کی صفات و کمالات میں حقیقی طور پر کوئی بھی ذی روح شریک نہیں ہو سکتا اور یہ نام حقیقت میں قرآن کریم کے اس حکم کے عین مطابق ہے کہ وَلِلّٰہِ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی فَادۡعُوۡہُ بِہَا وَذَرُوا الَّذِیۡنَ یُلۡحِدُوۡنَ فِیۡۤ اَسۡمَآئِہٖ (2) اور اللہ ہی کے سب خوبصورت نام ہیں۔ پس اُسے ان (ناموں) سے پکارا کرو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں کے بارہ میں کج رَوی سے کام لیتے ہیں۔

قرآن مجید کی اس آیت کریمہ کی رُو سے ہر اچھا نام اور صفت خدا ہی کے لئے ہے اور ہم سب کو حکم ہے کہ ہم ان اچھے اسماء کے ساتھ خدا کو یاد کریں۔ لہٰذا ہم تو قرآن کے حکم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان کردہ تشریح کے مطابق اللہ تعالیٰ کے باقی اسمائے مبارکہ کے ساتھ ساتھ اس مبارک نام ’یلاش‘ کی بھی توقیر کرتے ہیں جس کا مطلب ہے ’یا لا شریک‘ جبکہ معترضین کا طرز عمل ضرور اس آیت کے دوسرے حصہ کے مطابق ہے جو اس نام کے متعلق ہر طرح کی ہرزہ سرائی میں دن رات مصروف ہیں۔

... ...

ذات و صفات باری تعالیٰ کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات

یہاں خیال آیا کہ چونکہ ان معترضین نے جماعت احمدیہ پر یہ الزام لگایا ہے کہ یہ لوگ ایک خدا کو نہیں مانتے بلکہ انہوں نے کوئی اور خدا بنا رکھے ہیں تو کیوں نہ موقع کی مناسبت سے حضرت امام الزمان مرزا غلام احمد علیہ السلام قادیانی کی چند ایسی تحریرات ان معترضین کے سامنے رکھی جائیں جن میں خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات کا مضمون بیان کیا گیا ہے تا کہ شاید کوئی انصاف پسند ایسی کسی تحریر کو دیکھ کر یہ اندازہ کر سکے کہ خدا تعالیٰ کی ذات و صفات کی کیسی گہری معرفت آپ علیہ السلام کو عطا ہوئی تھی۔

لیکن انتخاب کرنے کے لئے جب ان تحریرات کو دیکھنا شروع کیا تو بے اختیار زبان سے سبحان اللہ، الحمد للہ کے الفاظ جاری ہوئے اور اس خدا کا بے انتہا شکر دل میں پیدا ہوا جس نے ہمیں اپنے پیارے مسیح و مہدی کے غلاموں میں شامل ہونے کی توفیق دی اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایسی عالی شان تحریرات نظر سے گزریں کہ انتخاب مشکل ہو گیا۔

’براہین احمدیہ‘ پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے بڑی شان سے خدا تعالیٰ کی توحید اور صفات کے قرآنی مضمون کو بیان کیا اور پھر یہی نہیں بلکہ قرآن مجید میں موجود توحید کی تعلیم کا موازنہ بائبل اور وید کی عبارتوں سے کرتے ہوئے قرآنی تعلیم کی فوقیت کو بھی ثابت فرمایا۔ ’سرمہ چشم آریہ‘ کے پرچے نظر سے گزرے تو حضرت اقدس علیہ السلام ایک تنگ نظر آریہ لیڈر کو یہ سمجھاتے ہوئے نظر آئے کہ کسی انسان کو خدا تعالیٰ کی ذات و صفات کی حد بست کرنے کی مجال نہیں اور خدا تعالیٰ کے دقیق در دقیق کاموں کے متعلق انسانی علم کی مثال ایسے ہی ہے جیسے ایک سمندر کے بالمقابل ایک قطرہ کا کروڑواں حصہ۔ پھر ’لیکچر لاہور‘ کا وہ حصہ بھی نظر سے گزرا جس میں حضرت اقدس علیہ السلام قرآن مجید کی ان پیاری تعلیمات کا ذکر کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے حسن و احسان کا مختلف پیرایوں میں ذکر کر کے خدا کے وجود کو انسان کے لئے پیارا اور محبوب بنانے کے لئے کوشش کر رہی ہیں اور وہ متعدد تحریرات بھی جن میں صفات خداوندی میں تعطل کا عقیدہ رکھنے والوں کو یہ سمجھایا گیا تھا کہ خدا کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں اور وہ کبھی معطّل نہیں ہوں گی۔ خدا جس طرح پہلے کلام کرتا تھا آج بھی کرتا ہے بس تلاش کرنے والے مومن کی جستجو سچی ہونی چاہئے۔ پھر بعض تحریرات ایسی بھی تھیں جن میں آپؑ بڑی تڑپ اور درد کے ساتھ یہ اعلان کرتے ہوئے نظر آئے کہ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے، ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ یہ تمہیں سیراب کرے گا‘۔

پادری عماد الدین نے بسم اللہ میں مذکور صفات الرحمٰن اور الرحیم کی ترتیب پر اعتراض کیا اور اس کو بلاغت کے اصولوں کے خلاف قرار دیا تو آپ علیہ السلام نے سورۃ فاتحہ میں مذکور خدا تعالیٰ کی چار اُمّہات الصفات کی ترتیب اور پھر ان چار صفات باری کے زیر اثر دنیا میں جاری ہونے والے خدا کے چار فیضان یعنی فیضان اَعم، فیضان عام، فیضان خاص اور فیضان اَخص کا مضمون بیان کر کے بلاغت کے دریا بہا دیئے۔ اور اگر ایک معترض آریہ نے خدا تعالیٰ کے عرش کے مادی ہونے اور خدا کے ’کرسی‘ پر متمکّن ہونے پر ٹھٹھا کیا تو خدا کی تشبیہی و تنزیہی صفات پر روشنی ڈالتے ہوئے ان میں فرق بیان کیا اور پھر عرش خداوندی کے متعلق قرآنی آیات کی ایسی تفسیر فرمائی جو اعجاز کا رنگ رکھتی ہے۔ اے کاش ان معترضین میں سے کوئی ’براہین احمدیہ‘ اور ’چشمہ معرفت‘ کی یہ تحریرات اٹھا کر تو دیکھے۔ اگر ایک شخص اس غلطی کا شکار ہو گیا کہ نجات کے لئے محض خدا تعالیٰ کی توحید پر ایمان لانا ہی کافی ہے اور رسول خدا حضرت محمد ﷺ کی غلامی کا دم بھرنے کی ضرورت نہیں تو ’حقیقۃ الوحی‘ کے نام سے ایک عظیم الشان مضمون تصنیف کر کے اسے سمجھایا کہ انسان فلسفہ کی کشتی میں بیٹھ کر کبھی بھی خدا کی ذات کے متعلق شکوک کے طوفان سے نجات نہیں پا سکتا اور توحید کا حقیقی عرفان صرف اور صرف آنحضرت ﷺ کی غلامی میں آ کر نصیب ہو سکتا ہے۔

غرض کہاں تک لکھیں اور کہاں تک سنائیں۔ ان تحریرات میں سے ایک یا دو کا انتخاب بہت مشکل ہے۔ نادان معترض کو کیا معلوم کہ اپنی ذات اور صفات کا جو عرفان خدا نے اپنے عاشق صادق یعنی مسیح الزمان مہدی دوراں حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو عطا فرمایا تھا اس کی خاک تک بھی یہ لوگ نہیں پہنچ سکتے۔ ہم اس تحریر کے منصف مزاج قارئین کو ضرور تحریک کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ان کتب کو اور ان تحریرات کو جن کا ذکر صرف نمونہ کے طور پر کیا ہے کھول کر دیکھیں اور خدا تعالیٰ کی حمد کے ترانے گائیں کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے ہم پر احسان کرتے ہوئے اپنے اس پیارے مسیح و مہدی کو ہمارے درمیان بھیجا۔

ایک اقتباس حضرت اقدسؑ کی مبارک تحریرات سے پیش ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جماعت احمدیہ اس خدائے واحد و یگانہ کی ہی عبادت و پرستش کرتی ہے جو تمام اعلیٰ صفات سے متصف اور تمام رزائل سے منزہ ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: ”پس خلاصہ مطلب الحمد للّٰہ کا یہ نکلا کہ تمام اقسام حمد کے کیا باعتبار ظاہر کے اور کیا باعتبار باطن کے اور کیا باعتبار ذاتی کمالات کے اور کیا باعتبار قدرتی عجائبات کے اللہ سے مخصوص ہیں اور اس میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔ اور نیز جس قدر محامد صحیحہ اور کمالات تامہ کو عقل کسی عاقل کی سوچ سکتی ہے یا فکر کسی متفکر کا ذہن میں لا سکتا ہے۔ وہ سب خوبیاں اللہ تعالیٰ میں موجود ہیں۔ اور کوئی ایسی خوبی نہیں کہ عقل اس خوبی کے امکان پر شہادت دے مگر اللہ تعالیٰ بدقسمت انسان کی طرح اس خوبی سے محروم ہو۔ بلکہ کسی عاقل کی عقل ایسی خوبی پیش ہی نہیں کر سکتی کہ جو خدا میں نہ پائی جائے۔ جہاں تک

انسان زیادہ سے زیادہ خوبیاں سوچ سکتا ہے وہ سب اس میں موجود ہیں اور اس کو اپنی ذات اور صفات اور محامد میں من کُلّ الوجوہ کمال حاصل ہے اور رزائل سے بکلّی منزہ ہے۔‘‘(3)

کیا اسمائے حسنیٰ کی تعداد محدود ہے

چونکہ معترضین اپنے اعتراض میں بار بار یہ تکرار کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے جو بھی نام ہمارے علم میں ہیں ان میں کہیں بھی ’یلاش‘ نام مذکور نہیں۔ اس سے یہ لگتا ہے کہ معترضین نے غلطی سے یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے نام کسی محدود تعداد میں محصور ہیں اور اس سے زیادہ نہیں ہو سکتے۔ اگر وہ ایسا خیال کر بیٹھے ہیں تو یہ بالکل غلط ہے کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ اصل بیان کر دیا ہے کہ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنىٰ(4) یعنی سب کے سب اچھے نام اسی کے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے پورے قرآن مجید میں کہیں بھی اپنے اسماء کی تعداد کو محدود قرار نہیں دیا لہٰذا اس تحدید کا اگر کوئی دعویٰ کرتا ہے تو اسے چاہئے کہ اس کی دلیل بھی پیش کرے۔

درحقیقت اگر خدا تعالیٰ کے پاک اسماء و صفات کو محدود قرار دیا جائے تو یہ امر اس ناپیدا کنار ذات کی حد بست کرنے کے مترادف ہوگا جو کہ بالاتفاق محال ہے۔ اس موقع پر حضرت رسول کریم ﷺ کی ایک خوبصورت دعا کے وہ الفاظ یاد آ گئے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رات کی تنہائیوں میں آپ ﷺ کی زبان مبارک سے سنے۔ فرمایا:

لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ(5) ’اے خدا میں تیرے محامد شمار ہی نہیں کر سکتا۔ تُو ویسا ہے جیسا تو نے خود اپنی تعریف بیان کی ہے۔‘

سبحان اللہ جس خدا کے محامد کو حضرت نبی کریم ﷺ شمار نہ کر سکے یہ حضرات اپنے استہزاء کی وجہ سے ان کی حد بندی کرنے اور ان کا مکمل علم رکھنے کے دعویٰ دار بن گئے ہیں۔

پھر حدیث شریف کی طرف نگاہ دوڑائیں تو مسند احمد بن حنبل میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مسند سے ایک روایت میں آنحضرت ﷺ کی ایک دعا کے الفاظ یوں نظر آتے ہیں:

أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اِسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ، أَوْ اِسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ(6)

’اے خدا میں تجھ سے تیرے ہر اُس نام کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جو تو نے اپنے لئے تجویز کیا، یا تُو نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا، یا تُو نے اپنی مخلوق میں کسی کو بھی سکھایا، یا جسے تُو نے اپنے علم غیب میں محفوظ رکھا۔‘

اس حدیث کے مبارک الفاظ پر غور فرمائیں تو یہ معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ چار اقسام میں منقسم ہیں۔

(1) وہ مبارک اسماء جن کو خدا خود اپنے لئے تجویز کرے۔

(2) وہ اسماء جن کو خدا تعالیٰ اپنی کتاب میں نازل کر دے۔

(3) وہ اسماء جو خدا تعالیٰ اپنی تمام مخلوقات میں سے جس کو چاہے سکھا دے

(4) وہ اسماء جن کا علم خدا نے اپنے علم غیب میں محفوظ رکھا ہے اور کسی کو عطا نہیں کیا۔

اور اس حدیث پاک سے مندرجہ ذیل دو امور بغیر کسی ابہام کے ثابت ہوتے ہیں:

(1) اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں میں سے جسے چاہے اپنے اسماء سکھاتا ہے اور أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ کے الفاظ کی رُو سے اس میں کوئی روک نہیں۔

(2) خدا تعالیٰ کے بے شمار اسماء ایسے بھی ہیں جن کا علم اس نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو عطا نہیں کیا بلکہ اپنے علم غیب میں محفوظ رکھا ہے لہٰذا اسمائے حسنیٰ کی تعداد کو محدود قرار دینا یا تمام اسمائے حُسنیٰ کے مکمل علم کا دعویٰ کرنا ناممکن ہے۔

اب معترضین کا اعتراض دو ہی صورتوں میں درست مانا جا سکتا تھا کہ اگر اسماء باری تعالیٰ کی تعداد محدود ہوتی اور وہ تمام اسماء ان حضرات کے علم میں ہوتے تب یہ لوگ تقاضا کرتے کہ چونکہ خدا کا نام ’یلاش‘ ان معلوم اسماء حُسنیٰ میں موجود نہیں لہٰذا غلط ہے۔ یا دوسری صورت یہ ہو سکتی تھی کہ خدا تعالیٰ کا اپنے پیاروں کو اپنا کوئی نام سکھا دینا خدا کے قانون میں جائز ہی نہ ہوتا اور یہ حضرات اعتراض کرتے کہ چونکہ خدا تعالیٰ اپنے اسماء کسی کو نہیں سکھاتا لہٰذا جس نام کے سکھائے جانے کا دعویٰ کیا گیا ہے وہ ردّ کیا جائے گا۔

لیکن مندرجہ بالا حدیث تو ان دونوں صورتوں کو مسترد کرتی ہے۔ اس حدیث کی رُو سے خدا تعالیٰ کے بے شمار اسماء ایسے ہیں جن کا علم اس نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا اس لئے کوئی انسان اسماء حسنیٰ کے محدود ہونے یا تمام اسمائے حسنیٰ کا علم رکھنے کا دعویٰ کیسے کر سکتا ہے؟ اور پھر جب وہ ان میں سے بعض کا علم اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کسی نام کا علم دیا جانا کسی بھی طرح قابل اعتراض نہیں۔ ان علماء کا فرض تو یہ تھا کہ وہ خدا کے اس مبارک الہامی نام ’یَلَاش‘ یعنی یالاشریک کی توقیر کرتے اور اس کے واسطہ سے خدا سے مانگتے جیسا کہ رسول کریم ﷺ بڑی عاجزی سے اللہ تعالیٰ سے اس کے ان تمام ناموں کا واسطہ دے کر سوال کیا کرتے تھے جو خدا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھا دے لیکن ان علماء کا طرز عمل اس کے بالکل برعکس ہے۔

... ...

اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام

اگر کسی کے دل میں یہ خیال گزرے کہ بعض احادیث میں اللہ تعالیٰ کے ناموں کی تعداد ننانوے بتائی گئی ہے بلکہ بعض احادیث میں تو معیّن طور پر اسماء الٰہی کو بیان بھی کیا گیا ہے تو ان احادیث پر بھی ایک تفصیلی تبصرہ پیش خدمت ہے۔

یہ تبصرہ اس وجہ سے بھی ضروری ہے کہ عمومی طور پر عوام کے خیال میں خدا تعالیٰ کے اسماء کی تعداد صرف ننانوے ہی ہے جو کہ احادیث میں بیان ہو چکے ہیں۔ چنانچہ ایک معترض اپنی ویڈیو میں ’یلاش‘ نام کے الہاماً سکھائے جانے پر اپنا اعتراض یوں قائم کرتے ہیں کہ **تمام مسلمان اور احمدی حضرات بھی خدا تعالیٰ کے ننانوے نام قرآن و حدیث سے اخذ کرتے ہیں۔ اب مرزا صاحب پر یہ سوواں نام نازل ہو گیا۔ اگر اس نئے نام کو ان ننانوے ناموں میں داخل کر دیا جائے تو ان کی تعداد ننانوے نہیں رہے گی بلکہ ایک سو ہو جائے گی۔ اگر اس نئے نام کو ننانوے ناموں میں داخل کریں گے تو کس بنیاد پر داخل کریں گے؟ اور اگر اس نام کو تسلیم نہ کریں اور مسترد کر دیں تو مرزا صاحب کی تحریر کردہ بات کہ خدا نے ان کو یہ نام سکھایا غلط ٹھہرے گی۔**

اس طرز کے اعتراضات کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے ہم ان احادیث کے الفاظ پر غور کرتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے ناموں کی تعداد ننانوے بیان کی گئی ہے۔ یہ احادیث بخاری اور مسلم دونوں معتبر کتبِ حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہیں اور ان دونوں میں روایت کے الفاظ ملتے جلتے ہیں۔ بخاری میں اس کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا۔ مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ أَحْصَيْنَاهُ حَفِظْنَاهُ(7)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو انہیں یاد کرلے گا جنت میں داخل ہوجائے گا۔ (امام بخاری فرماتے ہیں کہ) أَحْصَيْنَاهُ کے معنی حَفِظْنَاهُ ہیں۔

اب اس حدیث پاک کے دو ہی ممکنہ معنی ہو سکتے ہیں۔

(1) خدا تعالیٰ کے اسماء کی تعداد صرف ننانوے ہے اور وہ اس سے زائد نہیں ہو سکتے۔

(2) خدا تعالیٰ کے اسماء لامحدود ہیں اور ان میں سے 99 مبارک ناموں کو یاد کرنے والا اور ان کے معانی کو سمجھتے ہوئے خدا تعالیٰ سے دعا کرنے والا جنت میں داخل ہوگا۔

علمائے سلف میں سے اکثریت کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے معدودے چند نے غلطی سے اس پہلی بات کو قبول کر لیا ہے اور یہ رائے دی ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاک نام صرف (99) ہیں۔ ان علماء میں علامہ ابن حزم الاندلسی (متوفی 456ھ) کا نام اہم ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی کتاب المحلی بالآثار کی کتاب التوحید میں مسئلہ نمبر 55 بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ درست بات یہی ہے کہ اسمائے الٰہی صرف ننانوے ہیں اور کسی کے لئے بھی جائز نہیں کہ وہ اس کا کوئی نام اس سے زائد قرار دے کیونکہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا ’ایک کم سو‘۔ (8)

اگر یہ معترضین علامہ ابن حزمؒ کے ہم خیال و ہم نوا ہیں تو ہم یہ واضح کر دیتے ہیں کہ اُن کی اس رائے کو علمائے سلف کی ایک بڑی تعداد نے بڑے شدّ و مد سے ردّ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ کی تعداد کو کسی معیّن عدد میں محدود کرنا جائز نہیں سمجھا۔ چنانچہ ذیل میں ان میں سے چند علماء کی آراء کو درج کیا جاتا ہے۔

شارح مسلم حضرت امام نوویؒ

شارح صحیح مسلم حضرت امام یحییٰ بن شرف النووی (متوفی 676ھ) نے صحیح مسلم کی شرح میں حدیث "إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا" پر تبصرہ کرتے ہوئے اس بات پر علماء کا اتفاق بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء کی تعداد لامتناہی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"وَاتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّ هٰذَا الْحَدِيثَ لَيْسَ فِيهِ حَصْرٌ لِأَسْمَائِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى، فَلَيْسَ مَعْنَاهُ: أَنَّهُ لَيْسَ لَهُ أَسْمَاءٌ غَيْرَ هٰذِهِ التِّسْعَةِ وَالتِّسْعِينَ، وَإِنَّمَا مَقْصُودُ الْحَدِيثِ أَنَّ هٰذِهِ التِّسْعَةَ وَالتِّسْعِينَ مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ، فَالْمُرَادُ الْإِخْبَارُ عَنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ بِإِحْصَائِهَا لَا الْإِخْبَارُ بِحَصْرِ الْأَسْمَاءِ"(9)

یعنی علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس حدیث میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے اسماء کو محدود نہیں کیا گیا۔ چنانچہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ کے ننانوے ناموں کے علاوہ کوئی اور نام نہیں۔ اصل میں حدیث کا منطوق یہ ہے جو کوئی ان ننانوے ناموں کو یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ پس (ننانوے) اسماء حسنیٰ کے یاد کرنے پر جنت میں داخل ہونے کی بشارت دی گئی ہے نہ کہ ان اسماء کے محدود ہونے کی خبر۔

شارح بخاری علامہ ابن حجرؒ

حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی صحیح بخاری کی معروف شرح فتح الباری کی کتاب الدعوات، باب للّٰہ مائۃ اسم غیر واحد میں فرماتے ہیں:

"وَقَدِ اخْتُلِفَ فِي هٰذَا الْعَدَدِ۔ هَلِ الْمُرَادُ بِهِ حَصْرُ الْأَسْمَاءِ الْحُسْنٰى فِي هٰذِهِ الْعِدَّةِ أَوْ أَنَّهَا أَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ ... فَذَهَبَ الْجُمْهُورُ إِلَى الثَّانِي وَنَقَلَ النَّوَوِيُّ اتِّفَاقَ الْعُلَمَاءِ عَلَيْهِ"(10)

(ننانوے کے) اس عدد کے بارہ میں اختلاف ہے کہ کیا اس سے مراد یہ ہے کہ اسمائے حُسنیٰ اس تعداد میں محدود ہیں یا اس سے زیادہ ہیں۔ تو جمہور علماء نے دوسری رائے کو تسلیم کیا ہے (کہ اسمائے حسنیٰ کی تعداد ننانوے سے زائد ہے) اور نووی نے تو اس بات پر علماء کا اتفاق نقل کیا ہے۔

اس کے بعد علامہ ابن حجرؒ نے اس مؤقف کی تائید میں مندرجہ ذیل احادیث پیش کی ہیں۔

الف: حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی آنحضرت ﷺ کی دعا جو مسند احمد میں مذکور ہے اور اس کو ابن حبّان نے صحیح قرار دیا۔ اس حدیث کا تذکرہ ہم اوپر کر آئے ہیں۔

ب: مؤطا امام مالک سے کعب الاحبار کی دعا کے مندرجہ ذیل الفاظ: "أَعُوذُ بِوَجْهِ اللهِ الْعَظِيمِ... وَبِأَسْمَاءِ اللهِ الْحُسْنٰى كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ أَعْلَمْ" (11)

مَیں اللہ تعالیٰ کے چہرہ کی پناہ مانگتا ہوں اور اس کے ان تمام اسمائے حسنیٰ کی بھی جن کا علم مجھے ہے اور جن کو میں نہیں جانتا۔

ج: سنن ابن ماجہ میں مذکور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک دعا کے الفاظ جو انہوں نے حضرت رسول کریم ﷺ کی موجودگی میں کی۔

"وَأَدْعُوكَ بِأَسْمَائِكَ الْحُسْنٰى كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ أَعْلَمْ "(12)

میں تجھے تیرے ان تمام اسمائے حسنیٰ کے ساتھ پکارتی ہوں جن کا علم مجھے ہے اور جن کو میں نہیں جانتی

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی روایت پر تو تفصیلی تبصرہ کیا جا چکا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور کعب الاحبار کی دعا کے الفاظ ’’وہ تمام اسمائے حسنیٰ جن کا مجھے علم ہے اور جن کو مَیں نہیں جانتا‘‘ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ کوئی بھی شخص خدا تعالیٰ کے تمام اسماء کا مکمل علم رکھنے کا دعویٰ نہیں کر سکتا کیونکہ ان کی تعداد لامحدود ہے۔

لیکن ہمارے معترضین حضرات تو مصر ہیں کہ خدا کا نام ’یلاش‘ یعنی یالاشریک چونکہ ان کے علم میں نہیں تھا لہٰذا انہیں مکمل آزادی ہے خواہ وہ اس نام کو گالیاں دیں یا غلیظ سے غلیظ زبان اس نام کے متعلق استعمال کریں۔

علامہ بدرالدین عینیؒ

شارح بخاری حضرت علامہ بدرالدین عینیؒ (متوفی 855ھ) اسی روایت پر جس میں اللہ تعالیٰ کے اسماء کی تعداد ننانوے بتائی گئی ہے تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" قَوْلُهُ: (إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اِسْمًا) لَيْسَ فِيهِ نَفْيُ غَيْرِهَا، وَالدَّلِيلُ عَلَيْهِ حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ ... وَحَدِيثُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا...وَأَمَّا وَجْهُ التَّخْصِيصِ بِذِكْرِهَا فَلِأَنَّهَا أَشْهَرُ الْأَسْمَاءِ، وَأَبْيَنُهَا مَعَانِيَ"(13)

آنحضرت ﷺ کے اس قول کہ إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً

وَتِسْعِينَ اسْمًا میں ان (ننانوے) اسماء کے علاوہ دیگر اسماء کے موجود ہونے کی نفی نہیں کی گئی اور حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ سے مروی حدیث اس بات پر دلیل ہے۔اوراسی طرح حضرت عائشہؓ کی حدیث بھی (اسی پر شاہد ہے)۔ اور جہاں تک ان ناموں کے خاص طور پر ذکر کئے جانے کا تعلق ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ (ننانوے) نام سب سے مشہور ہیں اور معانی کے اعتبار سے سب سے واضح ہیں۔

امام ابن تیمیہؒ

شیخ الاسلام حضرت امام ابن تیمیہؒ (متوفیٰ 728ھ) کے نزدیک چونکہ قرآن کریم نے ننانوے کے عدد کی تعیین نہیں کی اس لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اللہ کے پاک اسماء ننانوے سے زائد نہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں :

"والله فی القرآن قال ولله الأسماء الحسنی فادعوه بها فأمر أن یدعی بأسمائه مطلقا ولم یقل لیست أسماؤه الحسنیٰ إلّا تسعة وتسعین إسما" (14)

یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ تمام اسمائے حسنیٰ اسی کے ہیں۔ پس تم ان کے ساتھ اسے پکارو۔تو دراصل اللہ نے ہمیں بس یہ حکم دیا ہے کہ اسے اس کے ناموں سے پکارا جائے نہ کہ یہ بتایا ہے کہ اس کے اسماء ننانوے سے زائد نہیں ہیں۔

پھر امام ابن تیمیہ نے بھی حضرت امام نوویؒ کی طرح اس بات پر جمہور مسلمانوں کے اتفاق کا ذکر کیا ہے کہ اسمائے باری کی تعداد ننانوے سے بہت زیادہ ہے۔

"فإن الذی علیه جماهیر المسلمین أن أسماء الله أکثر من تسعة وتسعین ....ویدل علی ذٰلك قوله فی الحدیث الذی رواه أحمد فی المسند .....فهذا یدل علی أن لله أسماء فوق تسعة وتسعین یحصیها بعض المؤمنین." (15)

یعنی وہ بات جس پر جمہور مسلمان متفق ہیں وہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء ننانوے سے زیادہ ہیں۔۔۔اور اس بات پر حضرت نبی کریم ﷺ کا وہ قول دلالت کرتا ہے جس کو امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔(پھر حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں)۔۔۔پس یہ بات دلالت کرتی ہے کہ اللہ کے ننانوے سے زائد اسماء ہیں جن کا ذکر بعض مومنین کرتے ہیں۔

امام ابن قیم جوزیؒ

امام ابن تیمیہؒ کے شاگرد رشید حضرت امام ابن قیمؒ اپنی کتاب بدائع الفوائد میں اس مسئلہ پر کچھ یوں رقم طراز ہیں:

"الأسماء الحسنی لا تدخل تحت حصر، ولا تحد بعدد..و أما قوله ﷺ " إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اِسْمًا مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ "...والمعنی :له أسماء متعددة من شأنها أن من أحصاها دخل الجنة. وهذا لا ینفی أن یکون له أسماء غیرها. وهذا کما تقول :لفلان مائة مملوك قد أعدهم للجهاد؛ فلا ینفی هذا أن یکون له ممالیك سواهم معدون لغیر الجهاد. وهذا لا خلاف بین العلماء فیه" (16)

یعنی اللہ تعالیٰ کے اسمائے حُسنیٰ کسی حد بندی کے تحت نہیں آتے اور نہ ہی کسی عدد سے محدود ہیں۔اور جہاں تک آنحضرت ﷺ کے اس قول کا تعلق ہے کہ ’خدا تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو اُن کو یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا‘ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے بے شمار اسماء ہیں جو کوئی ان کو یاد رکھے وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

اوراس میں اس بات کی نفی نہیں کہ اس کے اسماء اس کے علاوہ نہیں ہوسکتے۔ بلکہ اس کی مثال ایسے ہے جیسے آپ کہیں کہ فلاں کے سو غلام ہیں جن کو اس نے جہاد کے لئے تیار کیا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اُس کے اِن ایک سو کے علاوہ کوئی اور غلام نہیں۔اوراس مسئلہ میں علماء میں کوئی اختلاف نہیں۔

گویا امام ابن قیمؒ کے نزدیک خدا کے بے شمار ناموں میں سے جو ننانوے نام یاد رکھے گا اور ان کا ذکر کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

بعض دیگر علماء کا مؤقف

مندرجہ بالا حوالوں سے یہ واضح ہے کہ امام نوویؒ، امام ابن حجرؒ، امام ابن تیمیہؒ وغیرہ اسمائے حسنیٰ کے لامحدود ہونے کے عقیدہ پر علماء کا اتفاق بیان کرتے ہیں جبکہ امام ابن قیمؒ کے نزدیک اس بارہ میں علماء میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔اور حقیقت یہ ہے کہ اس مضمون میں تو صرف چند علماء کی تحریرات کو بطور نمونہ پیش کیا گیا ہے ورنہ علامہ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اس مسئلہ پر کئی علماء کی رائے کو درج کیا ہے۔ جیسے امام ابوسلیمان الخطّابی، امام قرطبی، قاضی ابوبکر بن طیّب، امام فخرالدین رازیؒ اور قاضی ابوبکر بن العربی وغیرہ کی رائے فتح الباری میں موجود ہے۔

لہذا ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ کے اسماء کی تعداد لا محدود ہے اور اس مسئلہ میں صاحبِ مُحلّٰی کا قول شاذ کی حیثیت رکھتا ہے جس کو علماء کی بڑی تعداد ردّ کرتی ہے۔قرآن و حدیث اور علمائے سلف کے اقوال و آراء ان کی اس رائے سے اتفاق نہیں کرتے۔

... ...

ننانوے ناموں کی تعیین کرنے والی احادیث پر تبصرہ

صحیح بخاری و مسلم میں موجود حدیث مبارکہ کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو کوئی اُن کو یاد رکھے گا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا پر تفصیلی تبصرہ کیا جا چکا ہے۔ اس عنوان کے تحت ہم ان روایات پر غور کریں گے جن میں ان اسماء حسنیٰ کی تعیین کی گئی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ معترضین کے اعتراضات میں اس بات کی تکرار کی گئی ہے کہ خدا کے جو ننانوے نام مشہور ہیں ان میں ’یلاش‘ نام مذکور نہیں۔اس کے علاوہ عوام الناس میں سے بھی اکثر کا یہی عقیدہ نظر آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے صرف ننانوے نام ہیں جو کہ حدیث میں وارد ہیں۔

جن احادیث میں ان اسماء کی تعیین کی گئی ہے یعنی نام گنوائے گئے ہیں ان روایات میں سے سب سے مشہور روایت سنن ترمذی کتاب الدعوات میں آئی ہے اور اس روایت کا مکمل متن درج ذیل ہے :

"حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ الْجُوزَجَانِيُّ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلّٰهِ تَعَالَى تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اِسْمًا مِائَةً غَيْرَ وَاحِدٍ مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ. هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ الْحَلِيمُ الْعَظِيمُ الْغَفُورُ الشَّكُورُ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ الْحَفِيظُ الْمُقِيتُ الْحَسِيبُ الْجَلِيلُ الْكَرِيمُ الرَّقِيبُ الْمُجِيبُ الْوَاسِعُ الْحَكِيمُ الْوَدُودُ الْمَجِيدُ الْبَاعِثُ الشَّهِيدُ الْحَقُّ الْوَكِيلُ الْقَوِيُّ الْمَتِينُ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ الْمُحْصِي الْمُبْدِئُ الْمُعِيدُ الْمُحْيِي الْمُمِيتُ الْحَيُّ الْقَيُّومُ الْوَاجِدُ الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْأَوَّلُ الْآخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِيَ الْمُتَعَالِي الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنْتَقِمُ الْعَفُوُّ الرَّءُوفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِيُّ الْمُغْنِي الْمَانِعُ الضَّارُّ النَّافِعُ النُّورُ الْهَادِي الْبَدِيعُ الْبَاقِي الْوَارِثُ الرَّشِيدُ الصَّبُورُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ حَدَّثَنَا بِهِ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ صَالِحٍ وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ صَفْوَانَ بْنِ صَالِحٍ وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَعْلَمُ فِي كَبِيرِ شَيْءٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ لَهُ إِسْنَادٌ صَحِيحٌ ذِكْرَ الْأَسْمَاءِ إِلَّا فِي هَذَا الْحَدِيثِ" (17)

سنن ترمذی کی اس روایت کے علاوہ جن روایات میں اسماء کی تعیین کی گئی ہے ان میں سے دو روایات زیادہ مشہور ہیں۔ایک روایت سنن ابن ماجہ کتاب الدعا، باب اسماء اللہ عزّوجلّ میں مذکور ہے اور دوسری ایک مختلف سند کے ساتھ مستدرک امام حاکم میں مذکور ہے۔اگرچہ ان تینوں روایات میں سے سنن ترمذی کی مذکورہ بالا روایت کو ہی سب سے درست اور مستند مانا گیا ہے لیکن اس روایت کی سند اور متن پر بھی بے شمار علماء شدید تنقید کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔حضرت امام ترمذی نے بھی اس حدیث کے آخر میں اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ نوٹ دیا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور اس کے علاوہ ناموں کی تعیین کرنے والی کوئی اور صحیح السند روایت ان کے علم میں نہیں۔

تعیین اسماء والی احادیث کو امامین کا ردّ کرنا

یہ بات قابل غور ہے کہ اسماء حسنیٰ کی تعیین کرنے والی ان روایات کو شیخین یعنی امام بخاریؒ اور مسلمؒ نے قبول نہیں کیا یہاں تک کہ ان تینوں میں سے درست ترین روایت جو کہ ترمذی کی ہے وہ بھی بخاری و مسلم میں شامل نہیں۔ اس روایت کے ردّ کئے جانے کی وجہ کے متعلق علماء میں بحث ہے۔ چنانچہ حضرت امام حاکم اپنی کتاب مستدرک میں اس کی وجہ یوں بیان کرتے ہیں:

"هَذَا حَدِيثٌ قَدْ خَرَّجَاهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ بِأَسَانِيدَ صَحِيحَةٍ دُونَ ذِكْرِ الْأَسَامِي فِيهِ، وَالْعِلَّةُ فِيهِ عِنْدَهُمَا أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ مُسْلِمٍ تَفَرَّدَ بِسِيَاقَتِهِ بِطُولِهِ ، وَذَكَرَ الْأَسَامِي فِيهِ وَلَمْ يَذْكُرْهَا غَيْرُهُ" (18)

یعنی اس (ننانوے ناموں والی) حدیث کو صحیح اسناد کے ساتھ صحیحین نے اسماء کے ذکر کے بغیر درج کیا ہے اوراس کی وجہ ان دونوں (امام بخاری و مسلمؒ) کے نزدیک ولید بن مسلم کا ان اسماء کے روایت کرنے میں منفرد ہونا ہے۔اور ولید نے تو اس روایت میں اسماء کا ذکر کیا ہے جبکہ ان کا ذکر اُس کے علاوہ کسی نے نہیں کیا۔

شارح بخاری حضرت علامہ ابن حجرؒ نے اسماء باری کی تعیین کرنے والی تینوں مشہور روایات کی تخریج کی ہے اور ان کے ضعف پر تفصیلی بحث فرمائی اس کے بعد امام حاکم کی بات کو ردّ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ بات درست نہیں کہ امامین نے صرف راوی ولید بن مسلم کے منفرد ہونے کی وجہ سے اس روایت کو چھوڑ دیا بلکہ اس کی اور بھی وجوہات ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"لَيْسَتِ الْعِلَّةُ عِنْدَ الشَّيْخَيْنِ تَفَرُّدَ الْوَلِيدِ فَقَطْ بَلِ الْاِخْتِلَافُ فِيهِ وَالْاِضْطِرَابُ وَتَدْلِيسُهُ وَاحْتِمَالُ الْإِدْرَاجِ" (19)

یعنی شیخین کے نزدیک اس کی وجہ محض ولید کا ان اسماء کے روایت کرنے میں منفرد ہونا نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ ان روایات میں اختلاف اور اضطراب اور تدلیس کا پایا جانا اور ادراج کا احتمال ہے۔

یہ چاروں ایسی علّتیں ہیں کہ اگر کسی حدیث میں پائی جائیں تو وہ حدیث صحت کے مرتبہ سے گر جاتی ہے۔ان چاروں کی تشریح کو ہم مضمون کی طوالت کے پیش نظر چھوڑتے ہیں کیونکہ کسی حد تک اگلے حصہ مضمون میں ان کا مفہوم سمجھ آجائے گا۔

تعیین اسماء کی احادیث میں اختلاف کی مثالیں

اسمائے مبارکہ بیان کرنے والی کوئی سی دو روایات بھی ان ناموں کی تعیین میں متفق نہیں ہیں اور اس وجہ سے اکثر علماء کے نزدیک اصل روایت وہی ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو انہیں یاد کرے گا وہ جنت میں جائے گا۔ ان ناموں کی تخصیص نبی کریم ﷺ کی طرف سے نہیں۔ چنانچہ ان روایات میں اختلافات کی دو مثالیں پیش خدمت ہیں۔

(1) ابن ماجہ کتاب الدعا میں مذکور روایت سنن ترمذی کتاب الدعوات میں مذکور روایت سے کئی طرح سے مختلف ہے۔ترتیب کے اختلاف کے علاوہ ابن ماجہ کی روایت میں بعض نام زائد ہیں اور بعض نام کم بھی ہیں۔ چنانچہ سنن ابن ماجہ کی روایت میں اَلْبَارُّ، اَلرَّاشِدُ، اَلْبُرْهَانُ، اَلشَّدِيدُ، اَلْوَاقِي، اَلْقَائِمُ، اَلْحَافِظُ، اَلْفَاطِرُ، اَلسَّامِعُ، اَلْمُعْطِي، اَلْأَبَدُ، اَلْمُنِيرُ اور اَلتَّامُّ کے اسماء زائد ہیں اور ان کا نام ونشان بھی ترمذی کی روایت میں نہیں۔

(2) ترمذی میں ولید بن مسلم کے واسطے سے مروی روایت جب سند کے معمولی فرق کے ساتھ طبرانی میں آئی تو وہاں اَلْقَابِضُ اور اَلْبَاسِطُ کی جگہ اَلْقَائِمُ اور اَلدَّائِمُ اور اَلْوَدُودُ اَلْمَجِيدُ اَلْحَكِيمُ کی جگہ اَلْأَعْلَى اَلْمُحِيطُ مَالِكُ يَوْمِ الدِّينِ اسماء مذکور ہیں (20)

یہ دونوں مثالیں تو بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں ورنہ دراصل تعیین اسمائے باری کرنے والی کوئی سی دو روایات کے الفاظ بھی ایک جیسے نہیں ہیں اور اس موضوع پر بعض تفصیلی کتب میں ان اختلافات کو تفصیلی جدول بنا کر بھی واضح کیا گیا ہے۔

اب اگر اسمائے حُسنیٰ محض یہی ننانوے ہوتے جو ان روایات میں مذکور ہیں اور جیسا کہ اس اعتراض میں بھی مطالبہ کیا گیا ہے کہ ننانوے اسماء میں یلاش کا نام بھی دکھائیں تو ان روایات کو ان کی تعیین میں متفق ہونا چاہئے تھا۔ان روایات کا اختلاف ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ اسماء باری تعالیٰ صرف وہ نہیں ہیں جو کہ ترمذی یا ابن ماجہ کی روایت میں مذکور ہیں۔

تعیین اسماء والی احادیث میں ادراج

پھر جیسا کہ علامہ ابن حجرؒ نے ان روایات میں تدلیس اور ادراج کے احتمال کو ظاہر کیا تھا۔ادراج کا سادہ الفاظ میں مفہوم یہ ہے کہ اصل حدیث کے الفاظ میں معین اسماء والا حصہ بعض راویوں نے بعد میں اپنی طرف سے بڑھا دیا۔اس کے ثبوت میں علامہ ابن حجرؒ نے اس امر کو بطور دلیل پیش کیا ہے کہ سنن الدارمی میں ولید بن مسلم کے واسطہ سے ایک اور سند سے یہ حدیث آئی ہے اور سنن الدارمی کی اس روایت میں اسماء کی تعیین نہیں کی گئی اور صرف الفاظ یہ ہیں " لِلّٰهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ اِسْمًا مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ " اور سنن الدارمی میں موجود ولید

بن مسلم کی روایت جس میں اسماء کی تعیین نہیں ہے اس بات کا ثبوت ہے کہ اصل روایت کے الفاظ وہی ہیں جو کہ بخاری اور مسلم میں موجود ہیں اور اسماء کی تعیین بعد کے کسی راوی کی طرف سے کیا جانے والا اضافہ ہے۔

پھر اسی ضمن میں بعض دیگر علماء کے حوالہ جات بھی پیش خدمت ہیں جنہوں نے تعیین اسماء کو مُدرَج قرار دیا ہے۔

(1) امام بیہقی اپنی کتاب 'الاسماء والصفات' میں اسی احتمال کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ ممکن ہے کہ اسماء کی یہ تعیین بعض راویوں نے کی ہو اور اسی احتمال کی وجہ سے امام بخاری و مسلم نے ولید بن مسلم کی حدیث کو اپنی صحیح میں درج نہیں کیا۔ عربی عبارت کے اصل الفاظ یہ ہیں:

"ویحتمل أن یکون التفسیر وقع من بعض الرواة... ولهذا الاحتمال ترك البخاری و مسلم إخراج حدیث الولید فی الصحیح"(21)

شارح بخاری علامہ عسقلانیؒ بعض دیگر علماء کی آراء کو یوں درج کرتے ہیں:

"فَقَالَ الدَّاوُدِيُّ: لَمۡ يَثۡبُتۡ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ عَيَّنَ الۡأَسۡمَاءَ الۡمَذۡكُورَةَ وَقَالَ ابۡنُ الۡعَرَبِيِّ يُحۡتَمَلُ أَنۡ تَكُونَ الۡأَسۡمَاءُ تَكۡمِلَةَ الۡحَدِيثِ الۡمَرۡفُوعِ وَيُحۡتَمَلُ أَنۡ تَكُونَ مِنۡ جَمۡعِ بَعۡضِ الرُّوَاةِ وَهُوَ الۡأَظۡهَرُ عِنۡدِي"(22)

علامہ داودیؒ (عبدالرحمان بن مظفر الداودی متوفیٰ 467ھ) نے کہا کہ یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نبی کریم ﷺ نے ان مذکورہ اسماء کو معین طور پر بیان کیا ہو اور اسی طرح علامہ ابن عربیؒ کہتے ہیں کہ اس بات کا احتمال ہے کہ یہ اسماء ایک مرفوع حدیث کا تکملہ ہوں اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ بعض راویوں نے جمع کئے ہوں، اور (ابن حجر کہتے ہیں کہ) یہ بات میرے نزدیک زیادہ قرین قیاس ہے۔

اب قارئین اس بات پر غور کریں کہ جن ننانوے اسماء میں 'یلاش' نام کے موجود نہ ہونے کا شکوہ یہ علماء کرتے ہیں ان اسماء کو تو مختلف علماء سلف راویوں کی طرف سے شامل کیا جانے والا اضافہ بتلاتے ہیں اور ان کے نزدیک اسماء کی یہ تعیین حضرت نبی کریم ﷺ کے کلام کا حصہ ہے ہی نہیں۔ پس اس صورتحال میں ان کا یہ مطالبہ کہ یہ نام ہمیں ان ننانوے میں دکھایا جائے کس قدر ناانصافی پر مبنی ہے۔

تعیین اسماء کی احادیث کا کئی اسماء کا ذکر نہ کرنا

اگر یہ کہا جائے کہ قرآن وسنت اور حدیث کے تتبع سے جن اسماء کا ذکر ہمیں ملتا ہے ان کو ان تعیین والی روایات میں شامل کر دیا گیا ہے اور امّت میں ان کے رائج ہو جانے کی وجہ سے انہی پر حصر کر لینا چاہئے اور صرف انہی ننانوے کو ہی خدا کے نام سمجھ لینا چاہئے تو یہ بھی درست نہیں ہے کیونکہ وہ ننانوے نام جو ان روایات میں مذکور ہیں ان میں سے بعض قرآن وحدیث سے ثابت ہی نہیں اور بعض اسماء کی کوئی سند نہیں۔

چنانچہ علامہ ابن حجرؒ، امام ابۡنِ عَطِیَّہؒ کا قول یوں نقل کرتے ہیں:

"فِي سَرۡدِ الۡأَسۡمَاءِ نَظَرٌ فَإِنَّ بَعۡضَهَا لَيۡسَ فِي الۡقُرۡآنِ وَلَا فِي الۡحَدِيثِ الصَّحِيحِ"(23)

یعنی اسماء کی تعیین محل نظر ہے چونکہ ان میں سے بعض نہ قرآن میں ہیں اور نہ ہی حدیث صحیح میں ان کا ذکر ملتا ہے۔

جہاں ایک طرف یہ بات محل نظر ہے کہ ان اسماء میں سے بعض قرآن وحدیث سے ثابت نہیں وہاں بعض اسماء ایسے بھی ہیں جن کا ذکر قرآن وحدیث میں تو موجود ہے لیکن ان کو اس تعیین میں شامل ہی نہیں کیا گیا۔ مثلاً ترمذی کی روایت جس کو اسماء کی تعیین کرنے والی احادیث میں سے سب سے زیادہ درست سمجھا گیا ہے وہ بھی خدا تعالیٰ کے بعض ایسے اسماء کا ذکر کرنے سے قاصر ہے جو کہ قرآن کریم میں واضح طور پر مذکور ہیں۔ جیسا کہ الرّبّ یا القدیرُ اور الخلاّقُ، یہ اسماء قرآن کریم میں مذکور ہیں لیکن ترمذی کی روایت جس کا مکمل متن اوپر گزر چکا ہے اس میں ندارد۔ اسی وجہ سے امام ابۡنِ عَطِیَّہؒ فرماتے ہیں:

"حَدِيثُ التِّرۡمِذِيِّ لَيۡسَ بِالۡمُتَوَاتِرِ وَفِي بَعۡضِ الۡأَسۡمَاءِ الَّتِي فِيهِ شُذُوذٌ، وَقَدۡ وَرَدَ فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ وَلَيۡسَ فِي حَدِيثِ التِّرۡمِذِيِّ وَاحِدٌ مِنۡهُمَا"(24)

یعنی ترمذی کی حدیث متواتر نہیں ہے اور بعض اسماء میں شذوذ ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ کی دعا میں یَا حَنَّان اور یَا مَنَّان کے الفاظ مذکور ہیں لیکن ترمذی کی روایت میں ان دونوں میں سے ایک بھی موجود نہیں۔

اب آپ غور کیجئے کہ علماء جن روایات میں سے 'یلاش' کا نام نکال کر دکھانے کا ہم سے مطالبہ کر رہے ہیں ان روایات میں تو ایسے کئی اسماء موجود نہیں ہیں جو کہ بڑے واضح طور پر قرآن مجید یا صحیح احادیث میں مذکور ہیں بلکہ اس کے برعکس بعض ایسے اسماء ان روایات کا حصہ بنے ہوئے ہیں کہ علماء کے نزدیک ان کی قرآن وحدیث میں کوئی اصل نہیں۔

علماء کا تعیین اسماء والی روایات کو مکمل ردّ کرنا

مندرجہ بالا تفصیلی وجوہات کی بناء پر بے شمار علماء ایسے ہیں جنہوں نے ان روایات کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کیا اور بیک جنبش قلم ردّ کر دیا ہے۔ اگرچہ ہم ان روایات کو یکسر ردّ نہیں کرتے اور سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے بے شمار صفاتی ناموں میں سے ننانوے نام ان روایات میں مذکور ہیں۔ تاہم اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ اسمائے باری صرف یہی ننانوے ہیں اور پھر طعن کی زبان دراز کرتے ہوئے گالیاں دینے سے بھی نہ چُوکے تو ایسے معترض کے لئے ان چند علماء کا نقطہ نظر پیش ہے جنہوں نے ان احادیث کو مکمل طور پر ردّ کر دیا ہے۔

علامہ ابن حزمؒ

علمائے سلف میں سے صاحبِ محلّٰی یعنی علامہ ابن حزمؒ کا ذکر ہم کر آئے ہیں کہ وہ اس عقیدہ کے قائل تھے کہ اسماء حسنیٰ کی تعداد صرف ننانوے ہے جبکہ ان کی اس رائے کو علماء کی اکثریت نے بڑے شدّ و مدّ سے ردّ کیا ہے۔ وہ بھی خدا تعالیٰ کے اسماء کی تعداد کو صرف ننانوے سمجھنے کے باوجود ان ناموں کی تعیین کرنے والی احادیث کو بالکل درست نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب المحلی بالآثار کی کتاب الایمان میں فرماتے ہیں:

"جَاءَتۡ أَحَادِيثُ فِي إِحۡصَاءِ التِّسۡعَةِ وَالتِّسۡعِينَ أَسۡمَاءً مُضۡطَرِبَةٌ لَا يَصِحُّ مِنۡهَا شَيۡءٌ أَصۡلًا" (25)

اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کی تعیین کرنے میں بعض مضطرب احادیث آئی ہیں جن میں سے حقیقت میں کچھ بھی صحیح نہیں ہے۔

امام ابن تیمیہؒ

امام ابن تیمیہؒ ننانوے اسماء کی تعیین کرنے والی کسی بھی حدیث کو صحیح قرار نہیں دیتے تھے اور ترمذی اور ابن ماجہ کی روایات کے بارہ میں تو وہ اہل معرفت کا اتفاق نقل کرتے ہیں کہ ان دونوں روایات میں مذکور اسماء نبی کریم ﷺ کا کلام ہے ہی نہیں بلکہ سلف میں سے کسی کے جمع کردہ ہیں۔

چنانچہ ان سے ایک دفعہ یہ سوال کیا گیا کہ جبکہ خدا تعالیٰ کے ننانوے اسماء کے علاوہ کسی اور نام سے خدا سے دعا کرنا جائز نہیں تو اگر کوئی یا منّان کہے یا یا حنان کہے تو کیا یہ جائز ہے؟ تو سب سے قبل انہوں نے اس بات کو بالکل غلط قرار دیا کہ خدا تعالیٰ کے نام صرف ننانوے ہیں جن کے سوا کسی اور نام سے دعا نہیں کی جاسکتی اور پھر تعیین اسماء کرنے والی احادیث پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا:

"أن التسعة والتسعین اسما لم یرد فی تعیینها حدیث صحیح عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم"(26)

یعنی ان ننانوے ناموں کی تعیین میں نبی ﷺ سے کوئی بھی صحیح حدیث وارد نہیں ہوئی۔

بعد ازاں ترمذی اور ابن ماجہ کی روایات کے ضعف پر اہل معرفت کے اتفاق کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وقد اتفق أهل المعرفة بالحدیث علی أن هاتین الروایتین لیستا من کلام النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وإنما کل منهما من کلام بعض السلف". (27)

یعنی حدیث کی معرفت رکھنے والے علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ دونوں روایات (یعنی ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت) نبی کریم ﷺ کے کلام میں سے نہیں اور یہ مکمل طور پر سلف کا کلام ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس موقع پر بے شمار علماء کے حوالہ جات پیش کئے جاسکتے ہیں جنہوں نے بعینہٖ اسی طرز پر اسمائے باری کی تعیین کرنے والی احادیث کو ردّ کر دیا ہے لیکن ہم انہیں حوالہ جات پر اکتفاء کرتے ہیں۔

اسمائے حسنیٰ کی تعداد

ایک ہزار یا چار ہزار

چونکہ اکثر علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ خدا تعالیٰ کے اسماء محدود نہیں اور ننانوے اسماء کی جو تعیین بعض حدیثوں میں کی گئی ہے وہ بھی مکمل نہیں ہے اس لئے بے شمار علماء نے ان اسماء کو خود گننے اور ان کی تعیین کرنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ حضرت علامہ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں صرف قرآن مجید سے ہی 27 مزید اسماء باری تعالیٰ کی تخریج کی ہے جو کہ ترمذی کی روایت میں شامل نہیں ہیں۔ اسی طرح مختلف علماء قرآن وحدیث کا تتبع کر کے اپنے اجتہاد سے اسمائے باری تعالیٰ کی مختلف تعداد بیان کرتے رہے ہیں۔

اسی ضمن میں ایک دلچسپ روایت قاضی ابوبکر بن العربیؒ نے اپنی کتاب الأحوذی فی شرح الترمذی میں درج کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار اسماء ہیں 29, 28 اور اسی طرح امام فخر الدین رازیؒ نے تفسیر کبیر میں ایک روایت یہ بھی لکھی ہے کہ اللہ کے اسماء کی تعداد چار ہزار ہے۔ چنانچہ وہ سورۃ طٰہٰ کی آیت 'ما انزلنا الیك القرآن لتشقیٰ' کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے چار ہزار اسماء ہیں جن میں سے ایک ہزار اسماء کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور ایک ہزار نام ایسے ہیں کہ ان کو صرف خدا اور اس کے فرشتے جانتے ہیں اور پھر تیسرا ہزار ایسے اسمائے الٰہی کا ہے جن کو صرف اللہ اس کے فرشتے اور اس کے انبیاء جانتے ہیں اور چوتھے ہزار کے علم میں عام مومنین بھی شریک ہیں۔ اس آخری ہزار میں سے تین سو نام تورات میں بیان ہوئے اور تین سو نام انجیل میں اور تین سو نام زبور میں بیان ہوئے اور آخری ایک سو فرقان میں بیان ہوا جس میں سے 99 نام معروف ہیں اور ایک نام مکتوم یعنی چھپا ہوا۔ (30)

اب جبکہ علمائے امت اسمائے باری تعالیٰ کی تعداد ایک ہزار یا چار ہزار تک بیان کرتی رہی ہے اور اکثر علماء ان کے لامحدود ہونے کا عقیدہ رکھتے رہے ہیں تو اگر ان لامحدود صفاتی ناموں میں سے ایک کا علم خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عطا کر دیا تو اس پر کیا اعتراض ہے۔ یہ تو ایسا ہی اعتراض ہے کہ جیسے عرب کے مشرکوں نے رسول عربی ﷺ پر کیا تھا کہ قرآن مکّہ یا طائف کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہیں ہوا؟ جو جواب آج سے چودہ سو سال قبل خدا تعالیٰ نے ان اعتراض کرنے والے مشرکین کو دیا تھا وہی آج ہم ان علماء کو دیتے ہیں:

أَهُمۡ يَقۡسِمُونَ رَحۡمَتَ رَبِّكَ

کیا تیرے رب کی رحمت کے خزانوں کو یہ بانٹنے والے ہیں؟

ایک اور استہزاء

عبدالیلاش یا امۃ الیلاش

یہاں معترضین کی طرف سے کئے گئے ایک اور استہزاء کا بھی ذکر کرتا ہوں جس کی تکرار بار بار سوشل میڈیا پر کی جا رہی ہے۔ معترضین بار بار یہ سوال احمدی حضرات کے سامنے رکھتے ہیں کہ اگر یلاش خدا کا نام ہے تو کیوں احمدی حضرات اپنے ناموں میں اسے استعمال نہیں کرتے اور کیوں عبد الیلاش، یا امۃ الیلاش نام نہیں رکھے جاتے؟ یا یہ کہ احمدی حضرات کیوں اپنی مساجد کے نام بیت الیلاش یا مسجد یلاش نہیں رکھتے؟

اگرچہ ان کے اس استہزاء کی حیثیت ایک طنز سے زیادہ نہیں ہے جو کہ ہرگز درخور اعتناء نہیں۔ تاہم پھر بھی جواباً عرض ہے کہ کیا یہ حضرات اپنے بچوں کے ناموں میں خدا تعالیٰ کے ان تمام صفاتی ناموں کو استعمال کرتے ہیں جن کا ذکر قرآن وحدیث میں ملتا ہے؟ اور کیا ان حضرات کے نزدیک خدا تعالیٰ کے کسی پاک صفاتی نام کے درست ہونے کا معیار یہی ہے کہ اس کے نام پر کسی مسجد کا نام رکھ لیا گیا ہے؟ اگر کل کو جماعت احمدیہ اپنی کسی مسجد کا نام 'مسجد یلاش' رکھ دے یعنی اس خدا کا گھر جو کہ لاشریک ہے اور اس کی صفات میں اور اس کے کاموں میں کائنات کی کوئی بھی چیز اس کی شریک نہیں تو کیا یہ لوگ اپنے استہزاء سے توبہ کر لیں گے؟ ان تمام سوالات کا جواب یقیناً نفی میں ہے۔

اگر ہم یہ سوال الزامی طور پر ان علماء سے پوچھیں کہ خدا تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں الۡقَهَّارُ، الۡمُذِلُّ، الۡمُمِيتُ اور الۡمُنۡتَقِمُ وغیرہ بھی ہیں۔ کیا ان اسماء کو وہ اپنے اس خودساختہ معیار پر تول چکے ہیں؟ ہم نے تو کبھی کسی کا نام 'عبدالۡمُمِيت' یعنی 'موت دینے والے خدا کا بندہ' نہیں سنا۔ اگر کبھی کسی نے اپنے بچہ کا نام 'عبدالۡمُنۡتَقِمُ'، یعنی 'انتقام لینے والے خدا کا عبد' رکھا ہو تو بتائے۔ پھر بخاری اور مسلم دونوں میں خدا تعالیٰ کے بارہ میں یہ الفاظ موجود ہیں 'أَنَّهُ وِتۡرٌ يُحِبُّ الۡوِتۡرَ' یعنی خدا

’وتر‘ ہے۔ یہ لفظ ’و‘ کی زیر اور زبر دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ کیا یہ حضرات اپنے حلقوں میں کوئی ’عبدالوَتر‘ نام کے کوئی صاحب دکھا سکتے ہیں؟ اور اگر ان ناموں والا کوئی ذی روح ان کو نہ ملے تو کیا یہ خدا کے ان پاک اسماء پر بھی طعن کی زبان دراز کریں گے۔ اب قارئین خود ان کے اس اعتراض کی حقیقت پر غور کر سکتے ہیں۔

....

کیا ’کالوُ‘ یا ’کالا‘ بھی خدا کا نام ہے

یہاں اسمائے باری تعالیٰ کے متعلق معترضین کے ایک اور اعتراض کا ذکر بھی کر دیتے ہیں۔ یہ اعتراض حضرت مفتی محمد صادقؓ صاحب کی تصنیف ’ذکر حبیب‘ میں مذکور ایک روایت پر کیا گیا ہے۔ اعتراض یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے نزدیک خدا کا ایک نام ’کالوُ‘ یا ’کالا‘ بھی ہے۔نعوذ باللہ۔

اصل روایت کچھ یوں ہے کہ حضرت مفتی صاحبؓ نے لاہور میں ملازمت کے زمانے میں ایک خواب دیکھی کہ ’کالوُ‘ نام کا ایک غیر مرد اُن کے گھر کے زنان خانہ میں بلا تکلف گھس آیا ہے اور ان کی اہلیہ نے اس سے کچھ پردہ نہیں کیا۔ حضرت مفتی صاحبؓ کے دل میں اس خواب سے انقباض پیدا ہوا۔ تاہم چونکہ یہ ایک خواب تھا لہٰذا انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بذریعہ خط اس خواب کی تعبیر دریافت کی جس پر جواب آیا۔

’’اگر آپ کے گھر میں حمل ہے تب اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ آپ کے گھر لڑکا پیدا ہوگا۔ کالو۔ کالا دراصل عربی الفاظ ہیں۔ اس کے معنی ہیں نگاہ رکھنے والا۔ یہ خدا تعالیٰ کا نام ہے۔ کالو کے گھر میں آنے کی یہ تعبیر ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مشکل مرحلہ حمل میں آپ کی بیوی کا نگہبان ہوگا اور فرزند نرینہ عطا کرے گا‘‘ (31)

حضرت مفتی صاحبؓ فرماتے ہیں کہ حسن اتفاق سے ان دنوں ہمارے گھر میں حمل تھا جس کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کچھ خبر نہ تھی۔ چنانچہ اس تعبیر کے عین مطابق ایام حمل پورے ہونے پر حضرت مفتی صاحب کے گھر بیٹا پیدا ہوا جس کی پیدائش کو خدا نے خود اپنے خاص فضل سے ہر قسم کی پیچیدگی سے محفوظ رکھا۔

علم تعبیر الرؤیاء ایک ایسا آسمانی علم ہے جو خدا تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کو محض اپنے خاص فضل سے عطا کرتا ہے اور کسی غیر متقی کو اس علم سے حصہ نہیں دیا جاتا۔ چنانچہ سورۃ یوسف کی آیات اس پر شاہد ہیں کہ یہ علم خدا تعالیٰ نے خاص طور پر بطور احسان اپنے پیارے نبی حضرت یوسف علیہ السلام کو عطا کیا تھا۔

اب غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اس علم لدنیّ کے دروازے کس شان سے کھولے تھے کہ ’کالوُ‘ نامی شخص کے گھر میں داخل ہونے کی رؤیا سے کوئی کیا نتیجہ نکال سکتا ہے لیکن آپ علیہ السلام اس کی تعبیر یہ فرماتے ہیں کہ اگر گھر میں حمل ہے تو خدا بیٹا دے گا اور اُس کی پیدائش کے موقع پر نگاہ رکھنے والے خدا کے فضل سے کوئی پیچیدگی پیدا نہ ہوگی۔ اللہ کی قدرت کہ اس موقع پر گھر میں حمل بھی تھا اور خدا تعالیٰ نے اس تعبیر کو سوفیصد پورا کرتے ہوئے اولاد نرینہ بھی عطا کی اور ہر پیچیدگی سے محفوظ رکھا۔ لیکن معترض نے اس تمام روایت کی خوبصورتی کو یکسر نظر انداز کر دیا اور بس ایک سطر کے مفہوم کو نہ سمجھنے کی وجہ سے وہ اعتراض بنا دیا جس کا تمام واقعہ میں کچھ ذکر نہیں۔

’کالوُ‘ اور ’کالا‘ ہرگز خدا کے نام نہیں ہیں۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے روایت کے اصل الفاظ پر غور کرنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جو الفاظ مفتی محمد صادق صاحبؓ نے روایت کئے ہیں وہ یوں ہیں:

’’کالو۔ کالا دراصل عربی الفاظ ہیں۔ اس کے معنی ہیں نگاہ رکھنے والا۔ یہ خدا تعالیٰ کا نام ہے۔‘‘

یعنی کالو یا کالا عربی الفاظ ہیں جن کے معنی نگاہ رکھنے والے کے ہیں۔ اس کے بعد گویا حضور فرماتے ہیں کہ ’’نگاہ رکھنے والا‘‘ خدا تعالیٰ کا وجود ہے اور یہ اُسی کا نام ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ خدا کے اسمائے حسنیٰ میں سے کئی ناموں کا مفہوم یہی ہے کہ نگاہ رکھنے والا۔ خدا تعالیٰ کے اسماء میں سے ’اَلْبَصِیر‘، ’الرَّقِیب‘ اور ’اَلْخَبِیر‘ وغیرہ اسماء اسی مفہوم پر دلالت کرتے ہیں۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ’کالوُ‘ یا ’کالا‘ کے الفاظ کو خدا کے اسماء قرار دیا ہوتا تو اصل جملہ یوں ہونا چاہئے تھا: ’یہ خدا تعالیٰ کے نام ہیں‘۔ چونکہ کالو اور کالا دو الفاظ ہیں اور جمع ہیں۔ اور ان کے لئے پچھلا جملہ جمع میں ہی تھا۔ جیسے کہ فرمایا: ’یہ عربی الفاظ ہیں‘۔ لہذا یہ بالکل واضح بات ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کے اصل الفاظ یوں ہیں ’’نگاہ رکھنے والا۔ یہ خدا تعالیٰ کا نام ہے۔‘‘ اور اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ خدا بصیر اور رقیب ہے یعنی نگاہ رکھنے والا ہنگرانی اور نگہبانی کرنے والا۔

اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ جیسے کوئی یہ کہے کہ ’سامِع‘ عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے ’’سننے والا‘‘۔ یہ خدا کی صفت ہے۔ تو یہ مراد نہیں کہ لفظ ’سامِع‘ کو خدا کی صفت قرار دیا گیا بلکہ سامع کو تو عربی کا ایک لفظ قرار دیا گیا ہے اور اس کے معنی و مفہوم کو خدا تعالیٰ کی صفات میں سے بتایا گیا۔ لہذا ’سننے والا‘ خدا کی صفت ہے جس پر اس کا پیارا نام ’السمیع‘ دلالت کرتا ہے۔ بالکل اسی طرح ’نگاہ رکھنے والا‘ خدا کی صفت ہے جس پر اس کے اسمائے مبارکہ الرقیب یا البصیر وغیرہ دلالت کرتے ہیں۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ’کالوُ‘ اور ’کالا‘ کیسے عربی کے الفاظ ہیں؟ تو اس کے متعلق بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ خواب میں دکھائے جانے والے ایک شخص کا نام تھا۔ اور خواب میں کوئی لفظ کس بات پر دلالت کرتا ہے اور کس مفہوم کو بیان کرتا ہے یہ بات تو صرف وہی لوگ جانتے ہیں جن کو خدا کی طرف سے تعبیر الرؤیا کے علم میں سے حصہ عطا کیا گیا ہو۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رؤیا میں دکھائے جانے والے ایک اشارہ کو عربی زبان کا ایک لفظ سمجھتے ہوئے اس کی تعبیر فرمائی جس کو عرش کے خدا نے سچ کر دکھایا تو اس کے بعد اس روایت کے الفاظ کو توڑ مروڑ کر اعتراضات نکالنا کیسی ناانصافی ہے۔ کیا کوئی مولوی صاحب جواب دے سکتے ہیں کہ اگر یہ تعبیر جھوٹی تھی یا تعبیر کرنے والا خدا کے نزدیک جھوٹا تھا تو کیوں خدا تعالیٰ نے اس کی بتائی ہوئی تعبیر کو من وعن پورا کر دیا؟

خواب میں دیکھے ہوئے کسی امر کی غیر معمولی تشریح کر دینا علماء کے نزدیک قطعاً اچنبھے کی بات نہیں لہٰذا اس سارے معاملہ میں غور طلب بات یہ نہیں کہ ہم کالو یا کالا کے الفاظ کو عربی زبان میں تلاش کریں۔ غور طلب امر تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت اقدس علیہ السلام کی بیان فرمودہ تعبیر کو اعجازی رنگ میں پورا کر دیا۔ تاہم اگر یہ ضد ہو کہ ضرور عربی دکھائی جائے تو اس صورت میں عرض ہے کہ ایک زبان کے الفاظ جب کسی دوسری زبان میں منتقل ہوتے ہیں تو ان الفاظ کا بعینہ اصل صورت میں قائم رہنا ناممکن ہوتا ہے اور اس اصول سے لسانیات کے ماہرین خوب اچھی طرح واقف ہیں۔ اسی اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر عربی زبان کے الفاظ پر غور کیا جائے تو عربی میں ایک مادہ ایسا ہے کہ جس کا مفہوم نگرانی اور حفاظت کرنے کا ہے اور اس کے ساتھ ’کالوُ‘ اور ’کالا‘ کے الفاظ کی صوتی مشابہت بھی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ چنانچہ عربی میں كَلَأَ يَكْلَأُ، كَلْئًا وكِلَاءً وكِلَاءَةً بطور فعل استعمال ہو تو اس کا مطلب عربی لغات یہ بتاتی ہیں کہ حَرَسَ وحَفِظَ یعنی اس نے نگرانی کی اور حفاظت کی۔ پھر اگر عربی میں یہ کہا جائے كَلَأَ اللّٰهُ العبادَ تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حِفظهم ورعاهم وحَرَسهم یعنی اللہ نے بندوں کی حفاظت کی اور ان کا خیال رکھا اور نگہبانی کی۔ اور قرآن مجید میں بھی ’كَلَأَ‘ کا فعل خدا تعالیٰ نے استعمال فرمایا ہے۔ چنانچہ سورۃ انبیاء میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ مَنْ يَكْلَؤُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ (32)

اس قرآنی آیت کا ترجمہ معترضین حضرات کے امام احمد رضا خان بریلوی یوں کرتے ہیں: ’’تم فرماؤ شبانہ روز تمہاری کون نگہبانی کرتا ہے رحمٰن سے‘‘

پھر اگر لغات کا مزید مطالعہ کریں تو اسی مادہ سے باب مفاعلہ ’كالَأَ‘ بنے گا۔ اور لسان العرب كالَأَ کا مطلب بتاتی ہے ’رَاقَبَ‘ یعنی اس نے نگاہ رکھی اور نگرانی کی۔ باب مفاعلہ میں كالَأَه کو كَالَاه پڑھنا بالکل جائز ہے۔ یعنی اس نے اس پر نگاہ رکھی اور نگرانی کی۔ پھر لغات کے مطابق كَلُوءٌ ایسے شخص کو کہتے ہیں جس پر نیند غالب نہیں آتی اور وہ مسلسل نگاہ رکھتا ہے۔ عین ممکن ہے حضرت اقدس علیہ السلام نے كالَأَ یا كَلُوءٌ جیسے الفاظ ہی لکھے ہوں جن کو مفتی صاحب نے اردو رسم الخط کی وجہ سے کالو یا کالا پڑھ لیا۔

مختصراً یہ کہ جب ’كلَأَ‘ کا فعل عربی زبان میں نگرانی، نگہبانی اور حفاظت کرنے کے معنوں میں مستعمل ہے تو کیا عجب عربی زبان کے اسی مادہ کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اردو میں کالا یا کالو کے الفاظ سے کیا اور اس عربی مادہ کے معنی کو مدّنظر رکھتے ہوئے مفتی صاحبؓ کے خواب کی تعبیر فرمائی جس کو خدا نے سچ کر دکھایا۔

....

اختتامیہ

گزشتہ تمام بحث سے ہم مندرجہ ذیل امور ثابت کر چکے ہیں کہ:

* جماعت احمدیہ خدائے واحد کے علاوہ کسی اور خدا کی عبادت و پرستش نہیں کرتی۔ اور خدا کو اپنی ذات و صفات میں واحد اور لاشریک سمجھتی ہے۔ اسی خدا نے اپنا ایک پاک نام ’یلاش‘ یعنی ’یا لاشریک‘ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سکھایا۔ یہ نام اپنے معنی اور مفہوم کے اعتبار سے ایک انتہائی پیارا نام ہے۔

* حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا کی طرف سے اس نام کا علم دیا جانا کسی بھی لحاظ سے دین اسلام اور شریعت کے اصولوں کے خلاف نہیں کیونکہ حضرت نبی کریم ﷺ کی ایک پاک حدیث جس کو بے شمار علماء نے صحیح تسلیم کر کے اس سے استدلال کیا ہے یہ بتاتی ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے اسماء کا علم اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

خدا تعالیٰ کے پاک ناموں کی تعداد محدود نہیں ہے اور کوئی انسان اپنے محدود علم کے ساتھ یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس نے خدا تعالیٰ کے تمام اسماء یا صفات کا مکمل علم حاصل کر لیا ہے۔

* جن احادیث میں خدا تعالیٰ کے اسماء کی تعداد ننانوے بتائی گئی ہے ان کا مطلب علماء سلف کے اتفاق سے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے لاتعداد ناموں میں سے جو کوئی ننانوے یاد کرے گا اور ان کے معنی اور مفہوم کو سمجھتے ہوئے خدا کو یاد کرے گا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

* اکثر علمائے سلف کے نزدیک ننانوے ناموں کی تعیین کرنے والی روایات میں موجود اختلاف اور بعض دوسری شہادتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ان ناموں کی تعیین حضرت نبی کریم ﷺ کی طرف سے نہیں بلکہ کسی راوی کی طرف سے کیا جانے والا اضافہ ہے۔ یہ امر بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے بےشمار اسماء ان ننانوے کے علاوہ بھی ہو سکتے ہیں۔

* جن احادیث میں خدا تعالیٰ کے ننانوے ناموں کی تعیین کی گئی ہے ان احادیث کے متعلق درست رائے یہ ہے کہ یہ احادیث خدا تعالیٰ کے تمام اسماء کو شمار نہیں کرتیں کیونکہ قرآن و حدیث میں واضح طور پر مذکور کئی اسمائے باری تعالیٰ ان روایات میں شامل ہی نہیں ہیں۔ دراصل یہ احادیث خدا تعالیٰ کے بےشمار ناموں میں سے صرف ننانوے کو شمار کرتی ہیں اور خدا کے پاک نام تو ان ننانوے کے علاوہ بھی بہت سے ہیں۔

* ’کالا‘ یا ’کالوُ‘ ہرگز خدا تعالیٰ کے اسماء نہیں ہیں بلکہ خدا کی ایک صفت ’نگاہ رکھنے والا‘ ہے۔ اس صفت کی طرف خدا تعالیٰ کے کئی مبارک اسماء اشارہ کرتے ہیں جس طرح البصیر یا الرقیب جیسے اسماء کا یہی مفہوم ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ اعتراض کرنے والے علماء کے پاس ’یلاش‘ کے مبارک الہامی نام پر اعتراض کرنے کے لئے کوئی بھی بنیاد نہیں اور نہ ہی کالا یا کالو نام کے کوئی اور خدا جماعت احمدیہ نے بنا لئے ہیں۔ یہ الزام بھی بالکل باطل ہے کہ جماعت احمدیہ خدائے واحد کے سوا کسی اور خدا کی عبادت کرتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس آخر میں قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

’’اس (اللہ) کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں کوئی صفت بھی معطل نہیں اور نہ کبھی ہوگی۔ وہ وہی واحد لاشریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہیں اور جس کی کوئی بیوی نہیں۔ وہ وہی بے مثل ہے جس کا کوئی ثانی نہیں اور جس کی طرح کوئی فرد کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں اور جس کا کوئی ہمتا نہیں جس کا کوئی ہم صفات نہیں اور جس کی کوئی طاقت کم نہیں۔ وہ قریب ہے باوجود دور ہونے کے۔ اور دُور ہے باوجود نزدیک ہونے کے ..... اور وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اُس کے نیچے کوئی اور بھی ہے۔ اور وہ عرش پر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ زمین پر نہیں۔ وہ مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام محامدِ حقہ کا اور سرچشمہ ہے تمام خوبیوں کا۔ اور جامع ہے تمام طاقتوں کا۔ اور مبدء ہے تمام فیضوں کا۔ اور مرجع ہے ہر ایک شَے کا۔ اور مالک ہے ہر ایک مُلک کا۔ اور متّصف ہے ہر ایک کمال سے۔ اور مُنزّہ ہے ہر ایک عیب اور ضعف سے۔ اور مخصوص ہے اِس امر میں کہ زمین والے اور آسمان والے اُسی کی عبادت کریں۔‘‘ (33)

....

المراجع والمصادر

1۔ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 203، 204 حاشیہ

2۔ الاعراف: 181

3۔ براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1، صفحہ 436

4۔ طٰہٰ: 9

باقی صفحہ نمبر 4 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ سب سے زیادہ تقویٰ اور اللہ کی معرفت رکھنے والے تھے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو اللہ تعالیٰ نے اُسوۂ حسنہ قرار دیا ہے۔ دراصل آپؐ نے اپنے عمل سے ہر چیز کو اعتدال میں رکھتے ہوئے تقویٰ کے نہایت اعلیٰ نمونے دکھائے تاکہ آپؐ کے متبعین بھی ان راہوں کو آسانی کے ساتھ اختیار کرسکیں۔ روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 25 جنوری 2012ء میں شاملِ اشاعت مکرم مظفر احمد درّانی صاحب نے اپنے مضمون میں آنحضور ﷺ کی پاکیزہ زندگی سے تقویٰ کی چند مثالیں پیش کی ہیں۔

☆ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کے بعض صحابہؓ نے دنیا سے بے رغبتی کے اظہار کے طور پر عمر بھر شادی نہ کرنے، ساری ساری رات عبادت کرنے اور ہمیشہ روزہ رکھنے کا عہد کیا۔ آپؐ نے انہیں فرمایا: دیکھو مَیں نے شادیاں بھی کی ہیں، رات کو سوتا بھی ہوں، عبادت بھی کرتا ہوں، روزے بھی رکھتا ہوں اور اس میں ناغہ بھی کرتا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ تو اللہ کے رسول ہیں (یعنی ہم کمزوروں کو زیادہ نیکیوں کی ضرورت ہے)۔ تب آپؐ نے بڑے جلال سے فرمایا کہ تم میں سب سے زیادہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے والا اور اللہ کی معرفت رکھنے والا میں ہوں۔ (گویا میرے نمونہ کی پیروی تم پر لازم ہے۔)

☆ آنحضور ﷺ کی خداترسی کا یہ عالم تھا کہ اپنے عزیزوں کو بتادیا کہ تمہارے عمل ہی تمہارے کام آئیں گے مَیں یا میرے ساتھ تمہارا رشتہ کچھ کام نہیں آئے گا۔

☆ اللہ تعالیٰ کے غنا سے ہمیشہ آپؐ کو یہ خوف بھی دامنگیر رہتا تھا کہ نیک اعمال خدا کے حضور قبولیت کے لائق بھی ٹھہرتے ہیں یا نہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ سچے مومن وہ ہیں جو اپنے ربّ کی خشیت کے سبب ڈرتے رہتے ہیں اور اپنے ربّ کی آیات پر ایمان لاتے ہیں اور یہ لوگ جب بھی وہ خدا کے حضور کچھ پیش کرتے ہیں تو ان کے دل خوف زدہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے ربّ کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ (المومنون:58 تا61)

☆ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب بادل یا آندھی کے آثار دیکھتے تو آپ کا چہرہ متغیر ہوجاتا۔ مَیں نے عرض کیا: یارسول اللہ! لوگ تو بادل دیکھ کرخوش ہوتے ہیں کہ بارش ہوگی۔ مگر مَیں دیکھتی ہوں کہ آپ بادل دیکھ کر پریشان ہوجاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اے عائشہ! کیا پتہ اس آندھی میں کوئی ایسا عذاب پوشیدہ ہو جس سے ایک گزشتہ قوم ہلاک ہوگئی تھی اور ایک قوم یعنی عاد نے عذاب دیکھ کر کہا تھا یہ تو بادل ہے، برس کر چھٹ جائے گا مگر وہی بادل ان پر دردناک عذاب بن کر برسا۔

☆ حضرت عقبہؓ بن حارث سے روایت ہے کہ انہوں نے ابواِھاب کی بیٹی سے شادی کی تو ایک عورت نے آکر کہہ دیا کہ اُس نے مجھے اور میری بیوی کو دودھ پلایا ہے۔ عقبہؓ نے کہا مجھے تو تم نے دودھ نہیں پلایا اور نہ ہی مجھے بتایا تھا۔ پھر عقبہؓ مکّہ سے یہ مسئلہ پوچھنے مدینہ آئے تو آنحضور ﷺ نے فرمایا اب جب یہ کہا جاچکا ہے اور شک پڑچکا ہے تو پھر تم کیسے میاں بیوی رہ سکتے ہو۔ پھر آپؐ نے ان کو جدا کردیا اور عقبہ نے دوسری شادی کرلی۔

☆ حضرت ابوقتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں رسول کریم ﷺ کے ساتھ سفر حدیبیہ کے لئے نکلا تو آپؐ اور دیگر صحابہؓ احرام میں تھے مگر مَیں نے احرام نہیں باندھا تھا۔ دورانِ سفر مَیں نے ایک جنگلی گدھا شکار کرلیا اور حضورؐ کے پاس آکر عرض کیا کہ میں احرام سے نہیں تھا اس لئے آپؐ کی خاطر یہ شکار کرلیا۔ چونکہ حالتِ احرام میں خود شکار کرنا یا اس کی خاطر کسی کا شکار مارنا بھی جائز نہیں۔ حضور ﷺ نے میرے اس فقرہ کی وجہ سے کہ ’’میں نے آپ کی خاطر یہ شکار کیا ہے‘‘ اس میں سے کچھ کھانا پسند نہ کیا البتہ صحابہؓ کو اس گوشت کے کھانے کی اجازت دے دی۔

☆ آنحضرت ﷺ فرماتے تھے: مَیں بسااوقات گھر میں ایک کھجور بستر پر پڑی پاتا ہوں، بھوک کی وجہ سے اٹھا کر کھانے لگتا ہوں پھر خیال آتا ہے کہ صدقہ کی نہ ہو اور جہاں سے اٹھائی وہیں رکھ دیتا ہوں۔

☆ رسول اللہ ﷺ کے ایک نواسے نے ایک دفعہ گھر میں کھجور کا ایک ڈھیر دیکھا اور صدقہ کی ان کھجوروں میں سے ایک کھجور منہ میں ڈال لی۔ آپؐ نے دیکھ لیا، فوراً اپنی انگلی بچہ کے منہ میں ڈالی اور کھجور نکال کر باہر پھینک دی اور فرمایا: اے بچے! تم آل رسولؐ ہو ہم صدقہ نہیں کھاتے۔

☆ ایک دفعہ آنحضور ﷺ نماز کے بعد خلاف معمول بڑی تیزی سے صحابہؓ کی صفیں چیرتے ہوئے اپنے گھر تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد واپس آئے تو ہاتھ میں سونے کی ایک ڈلی تھی۔ فرمایا کچھ سونا آیا تھا جو مستحقین میں تقسیم ہوگیا تھا، یہ سونے کی ڈلی تقسیم ہونے سے رہ گئی تھی۔ نماز میں مجھے خیال آیا تو اسے جلدی سے لے آیا ہوں تاکہ قومی مال سے کچھ ہمارے گھر میں نہ پڑا رہ جائے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حجۃ الوداع کا یہ خوبصورت منظر بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے حجر اسود پر اپنے ہونٹ رکھ دیئے اور دیر تک روتے رہے۔ پھر اچانک توجہ فرمائی تو حضرت عمرؓ بن الخطاب کو پہلو میں کھڑے روتے دیکھا تو فرمایا: اے عمر! یہ وہ جگہ ہے جہاں تقویٰ اللہ سے آنسو بہائے جاتے ہیں۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک دفعہ حضرت عائشہؓ سے عرض کیا کہ رسول کریم ﷺ کی کوئی بہت پیاری بات سنائیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: اُن کی تو ہر ادا ہی پیاری تھی۔ ایک رات میرے ہاں باری تھی۔ آپؐ تشریف لائے اور میرے ساتھ بستر میں داخل ہوئے۔ آپؐ کا بدن میرے بدن سے چھونے لگا تو فرمایا: اے عائشہ! کیا آج کی رات مجھے اپنے ربّ کی عبادت میں گزارنے کی اجازت دوگی۔ مَیں نے کہا مجھے تو آپؐ کی خواہش عزیز ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں پھر آپؐ اٹھے، وضو کیا اور نماز میں کھڑے ہوکر قرآن پڑھنے لگے۔ پھر رونے لگے یہاں تک آپؐ کے آنسوؤں سے دامن تر ہوگیا۔ پھر آپؐ نے دائیں پہلو سے ٹیک لگائی، دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھ کر کچھ توقّف کیا پھر رونے لگے۔ یہاں تک کہ آپؐ کے آنسوؤں سے زمین بھیگ گئی۔ صبح بلالؓ نماز کی اطلاع کرنے آئے تو آپؐ کو روتے پایا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ بھی روتے ہیں؟ حالانکہ اللہ نے آپ کو بخش دیا۔ فرمایا کیا مَیں اللہ کا شکرگزار بندہ نہ بنوں؟ پھر فرمایا: مَیں کیوں نہ روؤں جبکہ آج رات مجھ پر یہ آیات اتری ہیں: اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ...۔ (آل عمران آخری رکوع)۔ یہ آیات پڑھ کر فرمایا: ہلاکت ہے اس شخص کیلئے جس نے یہ آیات پڑھیں اور ان پر غور نہ کیا۔

☆ حضرت مطرّفؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو مَیں نے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، گریہ وزاری سے یوں ہچکیاں بندھ گئی تھیں گویا چکّی چل رہی ہے۔ اور ہنڈیا کے اُبلنے کی آواز کی طرح آپؐ کے سینہ سے گڑگڑاہٹ سنائی دیتی تھی۔

☆ کندہ قبیلہ کے وفد نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر کوئی نشانِ صداقت طلب کیا۔ آپؐ نے قرآن کریم کے اعجازی کلام کو پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ایسا کلام ہے جس پر باطل آگے سے نہ پیچھے سے کبھی بھی اثرانداز نہیں ہوسکتا۔ پھر آپؐ نے سورۃ الصافات کی ابتدائی آیات خوش الحانی سے پڑھ کر سنائیں (2-6)۔ یہاں تک تلاوت کرکے حضورؐ رک گئے کیونکہ آواز بھرا کر گلوگیر ہوگئی تھی۔ آپؐ ساکت وصامت اور بے حس و حرکت بیٹھے تھے۔ آنکھوں سے آنسو رواں تھے جو آپؐ کی داڑھی پر گر رہے تھے۔ کندہ قبیلہ کے لوگ یہ عجیب ماجرا دیکھ کر حیران تھے۔ پوچھنے لگے کیا آپ اپنے خدا کے خوف سے روتے ہیں؟ فرمایا: ہاں اسی کا خوف مجھے رُلاتا ہے جس نے مجھے صراطِ مستقیم پر مبعوث فرمایا ہے۔ تلوار کی دھار کی طرح سیدھا مجھے اُس راہ پر چلنا ہے۔ اگر ذرا بھی مَیں نے اس سے انحراف کیا تو ہلاک ہوجاؤں گا۔

☆ کبھی آپؐ روتے روتے خدا کے حضور عرض کرتے کہ اے اللہ مجھے آنسو بہانے والی آنکھیں عطا کر جو تیری خشیت میں آنسوؤں کے بہنے سے دل کو ٹھنڈا کردیں، پہلے اس سے کہ آنسو خون اور پتھر انگارے بن جائیں۔

☆ ایک دفعہ سورج گرہن ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نماز کسوف پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ بڑے لمبے رکوع اور سجدے کئے۔ آپؐ اس قدر روتے تھے کہ ہچکی بندھ گئی۔ اس حال میں یہ دعا کر رہے تھے: ’’میرے ربّ! کیا تُو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا کہ جب تک مَیں ان لوگوں میں ہوں تو انہیں عذاب نہ دے گا۔ کیا تُو نے وعدہ نہیں فرمایا کہ جب تک یہ استغفار کرتے رہیں گے تو ان پر عذاب نازل نہ کرے گا۔ پس ہم استغفار کرتے ہیں‘‘۔ رسول کریم ﷺ اس وقت تک یہ دعا کرتے رہے جب تک سورج گرہن ختم نہ ہوگیا۔

☆ خشیت کی اس کیفیت کے باوجود رسول کریم ﷺ کی خداترسی کا یہ عالم تھا کہ اپنے مولیٰ کے حضور مناجات میں اس کا تقویٰ اور خشیت مانگا کرتے۔ کبھی کہتے ’’اے اللہ! میرے نفس کو اپنا خوف اور تقویٰ نصیب کردے اور اِسے پاک کردے۔ تجھ سے بڑھ کر کون اِسے پاک کرسکتا ہے؟ تو ہی اس کا دوست اور آقا ہے‘‘۔ کبھی یہ دعا کرتے: ’’اے اللہ اپنی وہ خشیت ہمیں عطا کر جو ہمارے اور تیری نافرمانی کے درمیان حائل ہوجائے۔‘‘

☆ عرب میں بچیوں کو زندہ درگور کرنے کا رواج تھا۔ ایک باپ نے جب خود اپنی بیٹی کو گڑھا کھود کر زندہ درگور کردینے کا واقعہ سنایا تو اسے سن کر آنحضرت ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ آپؐ نے فرمایا: تم کیسے ظالم باپ ہو کہ تمہاری اپنی بیٹی تمہیں ابّا ابّا کہہ کر پکارتی رہی، پر تمہیں اس پر کوئی ترس نہ آیا۔

آپؐ کا تقویٰ اللہ اور انسانی ہمدردی ملاحظہ کیجئے کہ کئی سال پرانا واقعہ سن کر آپؐ زاروقطار رودئے۔

☆ بھوک کے دنوں میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا۔ آپؐ نے اکیلے پینے کی بجائے حضرت ابوہریرہؓ سے فرمایا کہ مسجدنبوی کے درویشوں کو بھی بلالاؤ۔ حسب ارشاد ابوہریرہؓ نے پہلے اُن سب کو دودھ پلایا، پھر خود پیا اور خوب پیا۔ آخر میں بقیہ دودھ آنحضرت ﷺ نے نوش فرمایا۔ آپؐ نے تقویٰ اللہ کے پیشِ نظر بھوکے مسکینوں کو اپنے آپ پر ترجیح دی۔ بلکہ آپؐ نے تو بھوکی بچیوں کو آدھی آدھی کھجور کھلانے والی عورت کو بھی جنّت کی بشارت دی تھی۔

☆ آنحضرت ﷺ کا تقویٰ کا ہی انداز تھا کہ فرمایا: مَیں نماز پڑھا رہا ہوتا ہوں، نماز کو لمبی کرنا چاہتا ہوں کہ نماز میں کسی بچے کے رونے کی آواز سن کر نماز مختصر کردیتا ہوں تاکہ بچے کے رونے سے اس کی ماں کو تکلیف نہ ہو۔

☆ آنحضرت ﷺ اپنے تقویٰ کی بنا پر غریب صحابہؓ سے ملنے، اُن کے ساتھ بیٹھنے اور ان سے پیار کرنے میں کوئی عار نہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ ایک دن بازار سے گزرتے ہوئے اپنے ایک غریب صحابیؓ کو مزدوری کرتے ہوئے دیکھا جو پسینہ سے شرابور تھا۔ آپ دبے پاؤں گئے اور انتہائی محبت سے پیچھے سے اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا۔

☆ مسجد نبوی میں ایک عورت جھاڑو دیا کرتی تھی۔ وہ فوت ہوگئی تو صحابہؓ نے جنازہ پڑھ کر اسے دفن کردیا۔ صبح آنحضرت ﷺ کو علم ہوا تو بہت دکھ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے کیوں اطلاع نہ دی؟ پھر صحابہؓ کے ساتھ اس غریب ومسکین عورت کی قبر پر تشریف لے جاکر اس کی نماز جنازہ ادا کی۔

☆ آنحضرت ﷺ میں تکبر نام کو بھی نہ تھا۔ آپؐ بے سہارا عورتوں اور مسکینوں اور غریبوں کی مدد کے لئے ہروقت کمربستہ رہتے اور اس میں خوشی محسوس کرتے۔

☆ آنحضرت ﷺ غلاموں کے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں بھی تقویٰ اللہ کا بہت خیال رکھتے تھے۔ آپؐ نے صحابہؓ کو یہ ہدایت فرما رکھی تھی کہ جو خود کھاؤ اپنے غلاموں کو بھی کھلاؤ اور جو خود پہنو انہیں بھی پہناؤ۔ اور صحابہ کی زندگیوں میں اس نصیحت کا بڑا واضح رنگ نظر آتا۔

☆ لوگ اپنے غلاموں کا بیاہ کردیتے اور جب چاہتے ان میں علیحدگی کرادیتے، گویا ان بیچاروں کا کوئی حق ہی نہ تھا۔ چنانچہ جب ایک صحابی نے ایسا ہی کیا تو غلام نے آنحضور ﷺ کے پاس آکر شکایت کی تو آپؐ نے منبر پر چڑھ کر اعلان فرمایا کہ لوگ غلاموں کا نکاح کرکے پھر ان میں علیحدگی کرانا چاہتے ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ نکاح و طلاق کا حق مالک کو نہیں شوہر کو ہے۔

☆ ایک بار مالِ غنیمت کی تقسیم کے وقت رش کی وجہ سے ایک شخص آنحضرت ﷺ پر گرا۔ آپؐ نے دستِ مبارک میں پکڑی پتلی سی چھڑی کے ذریعہ اس کو روکا۔ چھڑی کا سرا اس کے چہرہ پر لگا جس سے اسے ہلکی سی خراش آگئی۔ تو آپؐ نے فرمایا: آؤ مجھ سے انتقام لے لو۔ لیکن اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! میں نے معاف کردیا۔

☆ عدل کے علمبردار کو خدا کی طرف سے بلاوا آیا تو آپؐ نے مرض الموت میں اعلان فرمایا: اگر کسی کا قرض میرے ذمہ ہو یا مَیں نے کسی کی جان ومال یا آبرو کو صدمہ پہنچایا ہو تو میرے جان ومال وآبرو حاضر ہیں۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
August 11, 2017 – August 17, 2017

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday August 11, 2017

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Dars-e-Malfoozat
00:50	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 67.
01:30	Calgary Peace Symposium: Recorded on November 11, 2016.
02:35	In His Own Words
03:15	Spanish Service
03:50	Pushto Muzakarah
04:30	Quran Class: Surah Al-Anfaal, verses 30 - 45 by Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 99, recorded on November 29, 1995.
05:40	Tasheez ul Azhan
06:00	Tilawat: Surah Hood, verses 85-124. Surah Yoosuf verses 1-7. Part 12.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 68.
07:00	Beacon Of Truth: Rec. November 20, 2016.
08:00	Servants Of Allah
09:00	Waqfe Nau Ijtema Girls: Rec. February 25, 2017.
10:10	In His Own Words
10:45	Waqfe Nau Tarbiyati Programme
11:00	Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il
11:30	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
13:30	Tilawat [R]
13:50	Seerat-un-Nabi
14:30	Shotter Shondhane: Recorded on May 30, 2014.
15:30	Servants Of Allah [R]
16:30	Friday Sermon [R]
18:00	World News
18:30	Beacon Of Truth [R]
19:30	Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il [R]
20:00	Waqfe Nau Ijtema Girls [R]
21:10	The Life Of Holy Prophet Muhammad (saw)
21:30	Servants Of Allah [R]
22:30	Friday Sermon [R]

Saturday August 12, 2017

00:00	World News
00:30	Tilawat
00:45	The Significance Of Flags
01:00	Yassarnal Qur'an
01:30	Waqfe Nau Ijtema Girls
02:40	In His Own Words
03:15	Beacon Of Truth
04:00	Friday Sermon
05:30	Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il
06:00	Tilawat: Surah Yoosuf verses 8-53. Part 12.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 44.
06:55	Faith Matters: Programme no. 149.
08:00	International Jama'at News
08:45	Friday Sermon: Recorded on August 11, 2017.
10:00	In His Own Words
10:35	Dua-e-Mustaja'ab
11:15	Indonesian Service
12:15	Tilawat [R]
12:35	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:00	Bangla Shomprochar
15:10	Qur'anic Archaeology
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:25	Faith Matters [R]
19:30	Science Kay Naey Ufaq
19:55	Jalsa Salana UK Inaugural Address: Recorded on August 12, 2016.
21:10	International Jama'at News
21:55	Dua-e-Mustaja'ab [R]
22:35	Friday Sermon [R]
23:50	Science Kay Naey Ufaq

Sunday August 13, 2017

00:15	World News
00:30	Tilawat
00:50	Dars-e-Hadith
01:05	Al-Tarteel
01:35	Jalsa Salana UK Inaugural Address
02:55	Faith Matters
04:05	Friday Sermon
05:20	Qur'anic Archaeology
06:05	Tilawat: Surah Yoosuf, verses 54-101.
06:20	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 68.
06:50	Rah-e-Huda: Recorded on August 12, 2017.
08:20	Roots To Branches
08:50	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam: Recorded on June 8, 2014.
10:00	In His Own Words
10:40	Ilmul Abdaan
11:10	Indonesian Service
12:15	Tilawat [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on August 11, 2017.
14:10	Shotter Shondhane: Recorded on May 30, 2014.
15:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
16:20	In His Own Words [R]
17:00	Ilmul Abdaan [R]
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Rah-e-Huda: Recorded on August 12, 2017.
20:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
21:15	In His Own Words [R]
22:00	Ilmul Abdaan [R]
22:30	Friday Sermon [R]
23:40	Roots To Branches [R]

Monday August 14, 2017

00:10	World News
00:30	Tilawat
00:45	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:00	Yassarnal Qur'an
01:30	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam
02:40	In His Own Words
03:20	Ilmul Abdaan
03:50	Friday Sermon
05:00	Ilmul Abdaan
05:30	Roots To Branches
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith: prophecies.
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 44.
06:55	Rencontre Avec Les Francophones: A studio sitting of French speaking friends with Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra) in French and English. Session no. 13. Recorded on December 1, 1997.
07:55	Jalsa Salana Speeches: Rec. December 26, 2016.
08:35	Waqfe Nau Ijtema Boys: Rec. February 26, 2017.
09:45	In His Own Words
10:15	Kids Time: Programme no. 24.
10:50	Friday Sermon: Recorded on March 3, 2017.
12:00	Tilawat [R]
12:15	Dars-e-Hadith [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
12:55	Friday Sermon: Recorded on September 9, 2011.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Waqfe Nau Ijtema Boys [R]
16:10	Aao Urdu Seekhain
16:30	International Jama'at News
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Somali Service
18:50	Jalsa Salana Speeches [R]
19:30	Kids Time [R]
20:05	Waqfe Nau Ijtema Boys [R]
21:15	In His Own Words [R]
21:50	Servants Of Allah
23:00	Rencontre Avec Les Francophones [R]

Tuesday August 15, 2017

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Dars-e-Hadith
00:50	Al-Tarteel
01:15	Waqfe Nau Ijtema Boys
02:25	In His Own Words
03:00	International Jama'at News
04:00	French Mulaqat
05:00	Aao Urdu Seekhain
05:20	Jalsa Salana Speeches
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:25	Yassarnal Quran: Lesson no. 69.
06:55	Liqa Ma'al Arab: Recorded on April 18, 1996.
08:00	Story Time: Part 25.
08:15	InfoMate
08:45	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam: recorded on June 8, 2014.
09:50	In His Own Words
10:25	Prophecies In The Bible
10:55	Indonesian Service
11:55	Tilawat [R]
12:10	Dars-e-Malfoozat [R]
12:20	Yassarnal Qur'an [R]
12:50	Friday Sermon: Recorded on August 11, 2017.
13:50	Bangla Shomprochar
14:55	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
16:00	In His Own Words
16:40	Qisas-ul-Ambiyaa
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:05	World News
18:25	Story Time [R]
18:45	InfoMate [R]
19:10	Prophecies In The Bible [R]
19:45	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
20:50	In His Own Words [R]
21:25	Qisas-ul-Ambiyaa [R]
22:25	Liqa Ma'al Arab [R]
23:30	Philosophy Of Teaching Of Islam

Wednesday August 16, 2017

00:00	World News
00:10	Tilawat
00:25	Dars-e-Malfoozat
00:40	Yassarnal Qur'an
01:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam
02:30	In His Own Words
03:00	Prophecies In The Bible
03:30	InfoMate
04:00	Liqa Ma'al Arab
05:00	Qisas-ul-Ambiyaa
06:00	Tilawat
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 44.
07:00	Question And Answer Session: Recorded on June 7, 1998.
08:00	Seerat Sahabiyat: the companions of the Promised Messiah (as).
09:00	Jalsa Salana UK Address To Ladies: Recorded on August 13, 2016.
09:50	In His Own Words
10:30	Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il
10:55	Indonesian Service
12:00	Tilawat [R]
12:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on August 11, 2017.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	National Waqfeen-e-Nau Ijtema [R]
15:50	In His Own Words [R]
16:30	Ghazwat-e-Nabi: the Holy wars that took place in the days of early Islam.
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:30	Renaissance
19:00	Mango Exhibition 2016
19:30	Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il
20:00	Jalsa Salana UK Address To Ladies [R]
20:55	In His Own Words [R]
21:30	Ghazwat-e-Nabi [R]
22:30	Urdu Question And Answer Session [R]
23:30	Chef's Corner [R]

Thursday August 17, 2017

00:00	World News
00:30	Tilawat
00:45	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:00	Al-Tarteel
01:30	Jalsa Salana UK Address To Ladies
02:25	In His Own Words
03:00	Seerat Sahabiyat
03:45	Chef's Corner
04:00	Jalsa Salana UK Address To Ladies
05:00	Ghazwat-e-Nabi
06:05	Tilawat
06:20	Dars-e-Malfoozat
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 67.
07:00	Tarjamatul Qur'an Class: Surah Al-Anfaal, verses 30 - 45 by Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 99, recorded on November 29, 1995.
08:05	Shama'il-e-Nabwi
08:35	Roots To Branches
09:00	Calgary Peace Symposium: Recorded on November 11, 2016.
10:10	In His Own Words
10:45	Tasheez ul Azhan
11:05	Japanese Service
11:30	Pakistan In Perspective
12:05	Tilawat [R]
12:20	Dars-e-Malfoozat [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on August 11, 2017.
14:05	Beacon Of Truth: Recorded on October 23, 2016.
15:00	Calgary Peace Symposium [R]
16:10	In His Own Words
16:40	Persian Service
17:00	Pakistan in Perspective:
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:05	World News
18:30	Faith Matters: Programme no. 152.
19:30	Shama'il-e-Nabwi [R]
20:00	Friday Sermon [R]
21:05	In His Own Words
21:40	Tasheez ul Azhan [R]
21:55	Pakistan In Perspective [R]
22:30	Tarjamatul Qur'an Class [R]
23:35	Roots To Branches

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 24 | Friday 11 August 2017 | Issue No. 32

بقیہ: رپورٹ جلسہ سالانہ یوکے 2017ء

...................از صفحہ نمبر 2

حضرات ، خصوصاً بچوں نے 'السلام علیکم پیارے حضور!' کے ساتھ حضورِ انور کوخوش آمدید کہا۔ ناظم ریسپشن اور کارکنان ورضا کاران سے گفتگو فرمانے کے بعد حضورِ انور نے دعا کروائی اور تین بجکر 26 منٹ پر مسجد فضل لندن سے بیت الفتوح کے لئے روانہ ہوئے۔

بیت الفتوح، لندن

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا قافلہ چار بجے کے قریب مسجد بیت الفتوح پہنچا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز شعبہ کار پاسز (Car Passes) میں تشریف لے گئے جہاں اس شعبہ کے رضا کاران اور کارکنان نے ایک میز پر تمام categories کے پاسز حضور انور کے ملاحظہ کے لئے سجا رکھے تھے۔ ناظم صاحب شعبہ نے ان کے بارہ میں حضور انور کو بریفنگ دی۔

اس کے بعد حضور انور مسجد بیت الفتوح کمپلیکس کے عقب میں موجود پارکنگ ایریا میں نصب شدہ لجنہ کے کھانے کی مارکی میں تشریف لے گئے جہاں لجنہ اماء اللہ کی ممبران نے 'صلِ علیٰ محمدٍ ﷺ' کے گیت کے ساتھ حضورِ انور کا استقبال کیا۔معائنہ فرمانے کے بعد حضور انور کچن تشریف لے گئے جہاں کھانا ابھی پک رہا تھا۔کچن کی سیڑھیوں کے ساتھ افریقی دوستوں نے خاص افریقی کھانا 'موگو، کساوا' تیار کر رکھا تھا جسے حضورِ انور نے ازراہِ شفقت نوش فرمایا۔کچن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حدیقۃ المہدی میں موجود روٹی پلانٹ پر تیار شدہ روٹی کو ازراہ شفقت چیک کیا اور ایک نوالہ لیا۔ بعد ازاں مکرم ارشد احمدی صاحب ناظم بُک سٹور نے حضور انور کو بُک سٹور دکھایا۔ بُک سٹور کے نظام کے تحت امسال barcode کے ساتھ کتب ایک سسٹم کے تحت فروخت کی جائیں گی۔ اس کے بعد حضور انور رجسٹریشن، مستورات کے لئے داخلہ نیز شعبہ استقبال کے دفاتر کی طرف تشریف لے گئے اور انتظامات کا معائنہ فرمایا اور ہدایات سے نوازا۔معائنہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز شام چار بجے جامعہ احمدیہ یوکے بمقام Haslemere کے لئے روانہ ہوئے۔

جامعہ احمدیہ یوکے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز موسلا دھار بارش میں جامعہ احمدیہ یوکے میں رونق افروز ہوئے جہاں ڈیوٹی پر موجود خدام نے حضورِ انور کوخوش آمدید کہا۔حضور انور جامعہ احمدیہ کی عمارت میں تشریف لائے جہاں بیرونی ممالک سے تشریف لانے والے احباب جماعت حضور انور کے استقبال کے لئے کھڑے تھے اور عرب احباب ترانے پڑھ رہے تھے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت امیر صاحب یوگنڈا کو شرف مصافحہ بخشا اور اُن سے اُن کا حال دریافت فرمایا۔ترکمانستان سے تشریف لانے والے ایک غیر احمدی پروفیسر مہمان بھی جامعہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت انہیں بھی شرف مصافحہ بخشا۔ نیز قطار میں کھڑے بعض اور مہمانوں کو بھی شرف مصافحہ بخشا۔ایک بچی نے حضورِ انور کی خدمت میں پھولوں کا گلدستہ پیش کیا تو حضورِ انور نے ازراہِ شفقت اس خوش نصیب بچی کو اپنے ساتھ لگا کر پیار دیا۔

حضور انور نے جامعہ میں مستورات کے لئے کھانے کے انتظامات اور مسجد کے بارہ میں معلومات حاصل کیں۔ بعد ازاں حضور انور نے مستورات کے رہائشی حصہ کا معائنہ فرمایا۔اس کے بعد حضور انور کچن کی طرف تشریف لے گئے ۔اور وہاں پکائی گئی کچھ چیزوں کو چیک کیا۔ ایک اور کمرے میں حضور انور نے کیک کاٹا اور مصر کے احباب جو مٹھائی لے کر آئے تھے اسے چکھ کے متبرک فرمایا۔اس کے بعد حضور انور باہر تشریف لے آئے جہاں وقف عارضی کے لئے مختلف ممالک سے آنے والے رضا کاران کھڑے تھے۔انہوں نے حضور انور کی خدمت میں السلام علیکم عرض کی۔حضور انور کو باہر دو مارکیز کا بتایا گیا کہ ان میں بھی مردوں کے رہنے کا انتظام کیا گیا ہے۔جامعہ احمدیہ میں تمام انتظامات کی معلومات مکرم حافظ اعجاز طاہر صاحب مربی سلسلہ (ناظم ریزرو1) نے حضور انور کو دیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ہر قدم پر اپنے خدام کی تربیت کا خیال رکھتے ہیں۔ کیک کاٹنے کے موقعہ پر حضورِ انور نے انتہائی شفقت فرماتے ہوئے اور ہلکے پھلکے انداز سے تمام دنیا کے احمدیوں کو اس طرف توجہ دلا دی کہ جلسہ سالانہ پر کیک کاٹنے کو بنیاد بنا کر کہیں سالگرہوں کے موقعہ پر کیک کاٹنے کو رواج نہ دے دیا جائے۔

جامعہ احمدیہ یوکے میں قائم رہائشگاہ کا معائنہ فرمانے کے بعد حضورِ انور جلسہ گاہ 'حدیقۃ المہدی' کے لئے روانہ ہو گئے۔

حدیقۃ المہدی

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا قافلہ چھ بجے کے قریب حدیقۃ المہدی پہنچا۔حضور انور کچھ دیر اپنی رہائشگا تشریف لے گئے بعد ازاں حضور انور نے حدیقۃ المہدی میں قائم مختلف نظامتوں کا معائنہ فرمایا۔

ان میں نظامت Food Preperation (ایک نیا شعبہ) جہاں پر کھانے کے لئے آلو، پیاز وغیرہ کاٹ کر تمام لنگر خانوں کو مہیا کئے جائیں گے، نیز مردوں اور عورتوں کی فوڈ سپلائی کا شعبہ جس کے تحت امسال دونوں مردوں اور عورتوں کی فوڈ سپلائی علیحدہ علیحدہ ہوگی وغیرہ بھی شامل تھے۔ شام سات بج کر پانچ منٹ پر حضور انور مرکزی پنڈال میں رونق افروز ہوئے جہاں جلسہ پر ڈیوٹی دینے والے تمام رضا کاران وکارکنان ومرکزی مہمانان جو مختلف ممالک سے بحیثیت نمائندہ تشریف لائے تھے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لئے چشم براہ تھے۔

ڈیوٹیوں کے افتتاح کی باقاعدہ تقریب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کرسیٔ صدارت پر تشریف لائے اور تقریب کا باقاعدہ آغاز فرمایا۔اسٹیج پر حضورِ انور کے عقب میں محترم رفیق احمد حیات صاحب (امیر جماعت احمدیہ یوکے وافسر رابطہ)، محترم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد (مبلغ انچارج یوکے وافسر جلسہ گاہ) اور محترم ناصر خان صاحب (نائب امیر یوکے وافسر جلسہ سالانہ) نے بیٹھنے کی سعادت حاصل کی۔تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآنِ کریم سے ہوا۔مکرم نصر ارشد صاحب (طالبعلم درجہ ثالثہ جامعہ احمدیہ یوکے) نے سورۃ آل عمران کی آیات 103 تا 104 کی تلاوت کرنے کی اور عطاء المومن زاہد صاحب (استاذ جامعہ احمدیہ) کو اس کا اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع معائنہ انتظامات

تشہد،تعوذ اور تسمیہ کے بعد **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

حسب روایت آج آپ لوگ یہاں اس لئے جمع ہیں کہ جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیوں کا رسمی آغاز آج سے ہوگا۔ حضور انور نے فرمایا کہ رسمی مَیں نے اس لئے کہا کہ جلسہ سالانہ کے بہت سے کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ دو تین ہفتوں سے ہو رہے ہیں۔اور خدام بھی اور انصار بھی، اسی طرح دوسرے شعبہ جات کے کارکن جن کی ڈیوٹیاں مختلف شعبوں میں ہیں وہ یہاں آکر وقارعمل بھی کر رہے ہیں اور اپنے اپنے شعبوں کے ابتدائی کاموں کا جائزہ لے کر ان کو بھی صحیح رنگ میں بجا لانے کے لئے منصوبہ بندی بھی کر رہے ہیں اور تیاری بھی کر رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب آپ لوگ جلسہ کی ڈیوٹیوں کے لحاظ سے بلوغت کو پہنچ چکے ہیں۔پوری طرح mature ہو چکے ہیں۔اور بچوں کو بھی مَیں نے دیکھا ہے بارہ، تیرہ سال کے بچے بلکہ دس سال سے کم عمر کے بچے بھی بعض شعبوں میں ان کی ڈیوٹیاں ہیں اور وہ بڑی سنجیدگی سے اور ذمہ داری سے اپنی ڈیوٹیاں سر انجام دینے کے لئے تیار ہیں اس لئے اس لحاظ سے تو یاددہانی کی ضرورت نہیں یا یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ کس طرح آپ نے کام کرنا ہے۔ہاں یہ یاددہانی ہے جو مَیں نے گزشتہ خطبہ میں بھی بیان کی تھی کہ ہر ڈیوٹی دینے والا، ہر رضا کار، ہر کارکن یہ یاد رکھے کہ کسی وقت بھی کسی طرح اس کے رویہ سے کسی قسم کی بداخلاقی کا اظہار نہ ہو۔اور اخلاق کے ساتھ، اعلیٰ اخلاق کے ساتھ مہمان نوازی کے کام کو سر انجام دیں۔ محنت کرنے والے بھی ہیں،لیکن بعض دفعہ ایسے مواقع پیدا ہو جاتے ہیں جب غصّہ بھی آجاتا ہے۔دوسروں کی بعض حرکتوں پر آدمی چڑ جاتا ہے اس وقت بعض دفعہ بداخلاقی کے مظاہرے ہو جاتے ہیں۔لجنہ کی طرف بھی اور مردوں کی طرف بھی خاص طور پر جو سیکیورٹی کی ڈیوٹی دینے والے ہیں ان کو خاص خیال رکھنا چاہئے کہ خاص طور پر جو بڑی عمر کے لوگ ہیں، بڑی عمر کی عورتیں ہیں بچے والی عورتیں ہیں اور لجنہ کی طرف خاص طور پہ جو بچوں کی مارکی لگائی گئی ہے وہاں بیٹھنے والی عورتیں ہیں ان کو خاموش بھی کروانا ہے ان کی رہنمائی بھی کرنی ہے لیکن نرمی اور پیار سے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اسی طرح سیکیورٹی ہے جس طرح مَیں نے کہا تھا سیکیورٹی پوری طرح ہونی چاہئے اور ہر شعبہ کے کارکن کا کام ہے کہ بڑا vigilant ہو کے اپنی پوری توجہ سے اپنے کام جہاں انجام دینے ہیں وہاں دائیں بائیں نظر بھی رکھنی ہے۔ کیونکہ آجکل جو حالات ہیں اس میں سب سے اہم چیز سیکیورٹی ہے۔اس لئے صرف سیکیورٹی کا شعبہ نہیں بلکہ ہر شعبہ اس پر نظر رکھے۔اور نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ جب آپ کوئی غلط قسم کی چیز دیکھیں، تو اپنے افسران کو اطلاع کر دیں تاکہ متعلقہ شعبہ کو بتا سکیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

کھانے کے وقت بھی بعض دفعہ، مَیں نے خطبہ میں بھی ذکر کیا تھا دوبارہ کہہ دوں کہ اسی شعبہ کی طرف سے زیادہ شکایت ہوتی ہے۔دونوں طرف سے مردوں کی طرف سے بھی عورتوں کی طرف سے بھی۔جن کو صحیح طرح سروس ملتی ہے اس میں سے بہت کم ہوتے ہیں جو تعریف کے خط لکھتے ہیں لیکن جن کو ذرہ سا بھی کسی قسم کی شکایت ہو اس میں سے نوّے فیصد ایسے ہوتے ہیں جو ضرور شکایت لکھتے ہیں۔اس لئے اس لحاظ سے بہت محتاط ہونے کی ضرورت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ آپ سب کو احسن رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دعاؤں میں یہ وقت گزاریں۔ اپنی نمازوں کی بھی حفاظت کرتے رہیں۔ڈیوٹی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نمازیں نہیں پڑھنی۔جیسا کہ ہمیشہ مَیں کہتا ہوں باجماعت کے وقت اگر نہیں حاضر ہو سکتے تو ہر شعبہ اپنے اپنے ٹینٹ میں باجماعت نمازوں کا اہتمام کریں۔اور اصل چیز یہی ہے جیسا کہ مَیں نے کہا دعائیں کرتے ہوئے اپنے کام سرانجام دیں۔اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو احسن رنگ میں خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو بھی ہر لحاظ سے کامیاب کرے۔دعا کرلیں۔

اس کے بعد حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی اور دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا تحفہ پیش کیا۔حضورِ انور کے خطاب کے ساتھ یہ تقریب سات بجکر بارہ منٹ پر اختتام پذیر ہوئی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی معیت میں تمام کارکنان ومہمانان عشائیہ سے لطف اندوز ہوئے۔عشائیہ کے کچھ دیر بعد حضورِ انور واپس لندن تشریف لے گئے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہزاروں مردوں، عورتوں، بچوں اور بچیوں نے دینی جذبہ سے سرشار اور جماعتی روایات کے عین مطابق اپنے پیارے امام کی ہدایات پر کماحقہٗ عمل کی بھرپور کوشش کرتے ہوئے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جلسہ سالانہ کے مہمانوں کی خدمت کی سعادت حاصل کی اور اپنوں اور غیروں پر اس میزبانی کے نہایت خوبصورت اور گہرے اثرات قائم کئے۔

... ...

(باقی آئندہ)

☆...☆...☆